

हिन्दुस्तानी एकेडेमी, पुस्तकालय
इलाहाबाद

वर्ग संख्या.....

पुस्तक संख्या.....

क्रम संख्या..... ६२४

Date of Receipt—

صنایع مکینان و فضل خلائق و زمان
پیران و مکینان و خلق و مین

غازی روی محبوب نظم و کشف غیب میر سرگرم کا اوجھار تو کئی نیندا اور اسے والا



شاعر کا کمال نظم و بیان و حیدر و شرفی منہ و عجب اس میں سب سے تامل و شوق و تحریر و

پایا نا پائے نو کہ وایت لکھنویں بہ طبع ہوا
طبع می موسیٰ کس شوق میں مین طبع ہوا

اعلان - حق و صفت اس کتاب کا از جانب مصنف محدود جی نوکسٹور پریس محفوظ ہے
پیش
پیش

اطلاع اس مطبع میں ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہے جسکی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہے جسکے موافق ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہیں قیمت بھی ارزان ہے اس کتاب کے ٹیبل پیج کے تین صفحہ جو سادے ہیں انہیں بعض کتب قصص اردو درج کرتے ہیں تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہو اُس فن کی اور بھی کتب موجود ہوں کارخانہ سے قدر دانوں کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو

مثنوی حیرت افزا وسیع غزلیات	مثنویات
فاسم علی لکھنوی۔	مثنوی بہارستان نادان۔ ترجمہ
مثنوی طلسم جہان مصنفہ سید فرخ نصیر	مثنوی غنیمت از منشی کامتا پر ساد۔
مثنوی کربیا مصنفہ مولانا سید فضل حسین	مثنوی موجہ غم مع مثنوی نالہ جزین از
مثنوی در صفت کشمیر۔ موسوم	گوپال سہا۔
جنت بے نظیر مع لاؤنی برہم گیان از	مثنوی زینت انجمن۔ در موج نواب
شاعر باکمال سری کاشی گرم رٹی خیال مصنف	غوث محمد خان والی جاوہرہ
لاؤنی بنارس معروف دلائی مطبوعہ غیر۔	مثنوی سعدین از منشی انوار حسین۔
مثنوی دریائے تہشوق۔ از حضرت	مثنوی دلاویز۔ از رشید الدین احمد خان
واجبہ علی شاہ۔	لکھنوی۔
مثنوی بلبلہ چرتر۔ تعریف مکانات	مثنوی رموز العاشقین۔ معروف
اجو دھیا پوری بنا کردہ مسراراج	بہترہ ماسہ از تصنیف حضرت طالب شاہ
رام کش سنگھ بہادر مصنفہ مثنوی بواہر لال	مثنوی فرحت افزا۔ از لالہ باکمال
مثنوی حور جہان۔ اسم تلخیصی	فرحت غیر مطبع۔
از گلشن الدولہ مرزا علی خان۔	

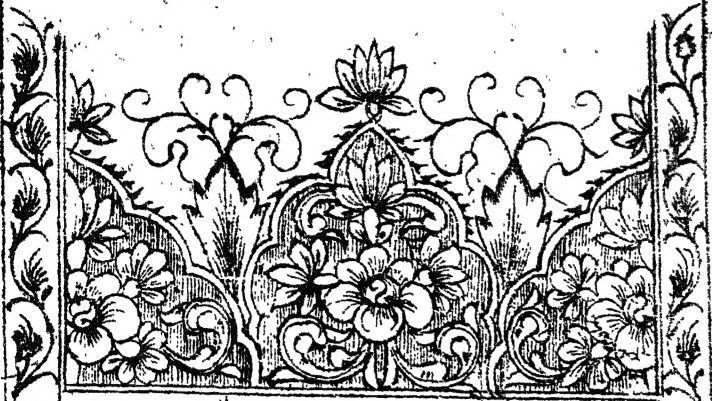
صنایع مکمل خلائی و زمان
بی چون و چار بکین نون و نون

نادر روی محبوب نظم و کمالش و خوب انیسیر مکرر کا اوج ابلار لونی نیندا و تراف و فلا



تعارف کمالی نظم و بیان و حیدر نشی و زنا و حیدر عباس و حیدر عباس و حیدر عباس و حیدر عباس

بی چون و چار بکین نون و نون
بی چون و چار بکین نون و نون



بسم اللہ الرحمن الرحیم

<p>سجدے میں قلم ٹھککا ہوا ہے تقریر پر صاف صاف اعجاز دو بحر ملے ہوئے این جاری کیا شیر سے چھوٹ جاے پیشہ جسد تاہی دم اسد کے ہم پر واہ نام تجبستن ہے</p>	<p>لکھنا مجھے حمد مدعا ہے دست سے رسول کی ہر ممتاز ہر نعمت رسول و حمد باری صدمے باہر نہین ہمیشہ آزادہ مزاج ہو یہ ضعیفم سودا سے غلام تجبستن ہے</p>
--	--

منہا جاری -

<p>خوبی بھر دے مرے بیان میں تو مرغ قلم کو بال و پر دے اور سیر بردج اسے عطا کر مضمون بلند چٹکے لائے ہر بیت پہ اہل دل ہوں مضمون</p>	<p>بارب تاخیر دے زبان میں تو نخل مراد میں غم دے ہر وقت عروج اسے عطا کر مثل ملک آسمان پہ جائے ہر بات ہو بے ارادہ موزون</p>
---	---

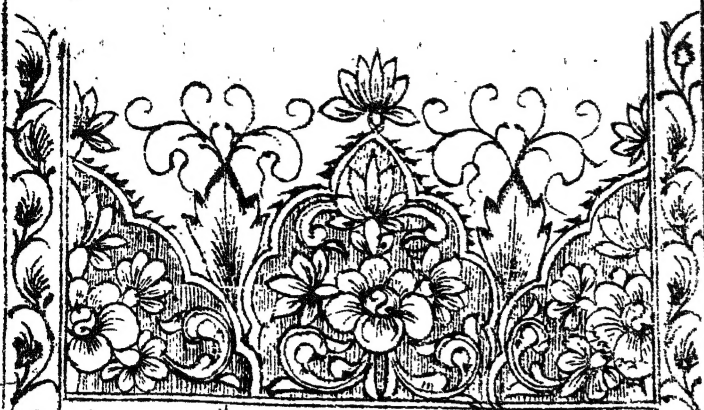
سید ان ہونبت و سبب اسکا
وہ میری دعا سے سکھاتا
کھاتی رہے اس سے خار بیل
مچلے یہ رو سیاہی اسکی
ہر رنگ میں سرخو رہے یہ
ہمیشہ نہ اسکو لوگ بیٹھیں
روز اسکا ہوتا خاک اُٹھالا
دشمن جب اس سے خار کھائیں

تو ترقیہ کر فرسب اسکا
بخش اسکی زبان میں تو طاقت
ہو نعمہ سرسبز اربل
مشہور ہو بادشاہی اسکی
باعزت و آبرو رہے یہ
حاصل بدین نہ روک بیٹھیں
سردم رہے اسکا بول بالا
شرہ اپنے کیے کا پائیں

عرض بخد مت فیض درجت حضرت سامین
والا تمکین بطلب عفو خطا و امید لطفت و عطا

واجب ہو یہ بات سامین پر
مستم سے نہ اس سے نکال بیٹھیں
ات ان کے خمیر میں خطا ہو
ہاں فضل خدا اگر ہوشاں
بیچاروں کا چارہ ساز ہو وہ
دیتا ہو وہی زبان کو طاقت
وہ نام دے جسکو ہو وہ نامی
گوین نہیں شاعری سے آگاہ
اک دوست کا حکم مانتا ہوں
عجبائے ہم طلب کا حاصل

پائیں غلطی اگر کہیں پر
خاک ایسی جگہ پر ڈال بیٹھیں
سہو و نسیان سے یہ بنا ہو
ہو دل کی ہر اک مراد حاصل
مالک ہو ملک نواز ہو وہ
کرتا ہو عطا وہی لیاقت
کیا سعدی و عرفی و قطبی
اس کو چہ سے نابند ہوں و ابدا
اس دشت کی خاک چھانتا ہوں
طہون کہیں جلد یہ مراحل



بسم اللہ الرحمن الرحیم

<p>کھنکھاتے مجھے حمد مدعا ہو مدحت سے رسول کی ہو ممتاز ہو نفیست رسول و حمد باری حمد سے باہر نہ ہیں ہمیشہ آواز اوہ مزاج ہو یہ ضعیف ہم سوا دل سے غلام پنج بستن ہو</p>	<p>سجدے میں قتل ٹھککا ہوا ہو تقریر ہو صاف صاف اعجاز دو بحر ملے ہو سے ابن جاری کیا شیر سے چھوٹ جائے ہمیشہ بھڑتا ہو دم اسد کے پیہم پروانہ نام پنج بستن ہو</p>
---	--

مناجائے

<p>بارب تاثیر دے زبان میں تو خصل مراد میں غم دے ہر وقت عروج اسے عطا کر مثل ملک آسمان پہ جائے ہر بات ہو بے ارادہ موزون</p>	<p>خونی بحر دے مرے بیان میں تو مرغ قتل کو بال و پر دے اور سیر بروج اسے عطا کر مضمون بلند چنگے لائے ہر بیت پہ اہل دل ہوں مضمون</p>
---	---

تو ترقیہ کر وسیع اسکا
 بخش اسکی زبان میں تو طاقت
 ہو نغمہ سرسبز ارباب
 مشہور ہو بادشاہی اسکی
 با عزت و آبرو رہے یہ
 حاسد بدین نہ روک بیٹھیں
 سہ دم رہے اسکا بول بالا
 شرہ اپنے کیے کا پائیں

سید ان چوبہت وسیع اسکا
 دے میری دعا سے اسکو طاقت
 کھائی رہے اس سے خار بیل
 مجھے دے یہ رو سیاہی اسکی
 ہر رنگ میں سرخو رہے یہ
 ہمیشہ نہ اسکو ٹوک بیٹھیں
 روز اسکا ہو خاک اُٹالا
 دشمن جب اس سے خار کھائیں

عرض بخد مت فیض رحمت حضرت سامعین
 والا تمکین بطلب عفو خطا و امید لطف و عطا

پائیں خط لکھی اگر کہیں پر
 خاک ایسی جگہ پہ ڈال بیٹھیں
 سہو و نسیان سے یہ بنا ہو
 ہو دل کی نہراک مراد حاصل
 مالک ہو ملک نواز ہو وہ
 کرتا ہو عطا وہی لیاقت
 کیا سعدی و عرفی و قطب می
 اس کو چے سے نابلد ہوں و اب
 اس دشت کی خاک چھانٹا ہوں
 طوی ہوں کہیں جلد یہ مراحل

واجب ہو یہ بات سامعین پر
 شمع سے نہ دے سے نکال بیٹھیں
 انسان کے خمیر میں خطا ہو
 ہاں فضل خدا اگر ہوشاں
 بیچاروں کا چارہ ساز ہو وہ
 دیتا ہو وہی زبان کو طاقت
 وہ نام دے جسکو ہو وہ نامی
 گوین نہیں شاعری سے آگاہ
 اک دوست کا حکم انتا ہوں
 مجھے تم طلب کا مباحل

اکھون جو یہ داستان الفت

اللہ بچائے میری عزت

آغاز داستان

سامی جام جهان نما ہے
گل ہو مرا خار غم شتابی
وہ بادہ پلا جو مست کر دے
جب نشہ میں دو دن لب ہلاؤں
کھولوں جو زبان میں ہر منہ
ضیقل جو ہو بادہ سے کمر
ہو ملک سخن کی شہسبازی
بھر سوز و گداز کا بیان سخن
گلدستہ بناؤں شاعری کا
صرت اس میں ہوئی ہر خوش بیانی
مقاشر حلب میں اک شہنشاہ
جستار خدا پرست صفدر
خورشید سپہ چارہ سازی
مقا حکم میں اُسکے ریح مسکون
شاہ سے وہ خراج لیکر
مناج تھے تاجدار اُسکے
صبح کو روز اُسکے در پر
اک شب کو محل میں تھا وہ دیکھا

کیفیت و وجہان دکھا دے
منگوادے پھول کی گلابی
وہ ہو سخن پرست کر دے
مردہ مضمون کو چسلاؤں
بلبل کا ناطقہ کروں بند
بھرتیج زبان کے دیکھ جو ہر
سکہ مرے نام کا ہو جاری
بھردور و بھری کہوئی خان شن
اور حسد دکھاؤں سامری کا
حیرت انداز ہو یہ کہانی
عادل منصف سخی حق آگاہ
عساید زابہ چسری دلاور
حضرت سلطان شاہ خازی
معدن دریا کو وہ ہامون
عزت دیا تھا تاج دیکر
محکوم تھے شہر بار اُسکے
لرزان اما تھا شاہ خادر
شیخ محفل تھی یا قوشاہ

ہو ٹلے تھی شرم سے وہ سر کو
 چلی تھی ہنسالی شوق میں شاخ
 پردے میں نگاہ شرم آلود
 ابرو بتور بدل رہی تھی
 کمرے کا ہر ایک بند تھا در
 خلوت میں ہوا کچھ اور سامان
 پہلے دیکھا ادھر ادھر کو
 بولا اکبار شوق صحبت
 القصہ وہ مہر و ماہ کمال
 کیساں دو وزن نے خواب دیکھا
 دیکھا کہ ہیں ایک باغ میں ہم
 آ رہے تھے باغ ہو وہ سارا
 مستانہ نسیم کی جو ہر حال
 دل کھینچتی ہو گلون کی رنگت
 شبنم جو گلون کو دھور ہی ہو
 بولے یہ دیکھ کر وہ غافل
 گلگشت ہو اس حین کی وہ
 یہ کہنے ادھر ادھر بے خوب
 بہتے ہوئے آئے اظرف جب
 دیکھا کہ ہو ایک نہر جاری
 رہ رہ کے جو موج مارتی ہو

کم دلچسپی تھی ادھر ادھر کو
 کچھ حد سے بڑھا تھا دست گستاخ
 دل لینے کو بادشہ کا موجود
 لیکن کی خدنگ چل رہی تھی
 تبا آنہ سکے ہو اچھی اندر
 بیتاب ہوا وہ شاہ ذیشان
 دربان کیا پردہ پاسے در کو
 اب کوئی نہیں سواے خلوت
 سونے نہیں بول کے جو غافل
 قسمت کا کھلا شتاب دیکھا
 اوپر سے گرے ہیں نخل شبنم
 ہر سو ہو بہار کا اجارا
 سبزہ سب ہو رہا ہوا مال
 کلیوں کو بارہی ہو محنت
 برس کا خار کھور ہی ہو
 زندہ ہوئے لوہار مین و فل
 سر ایسی جگہ کی ہو مناسب
 دیکھا اک اک چین خوشی سلب
 آئی نظر انکو رحمت رب
 ملو جو گلاب سے ہو ساری
 تہ کی چیزیں ابھارتی ہو

کس زور میں جوش کھا رہی ہو
 ہو برق سے بڑھ کے حالت موج
 ملنے کا کسی سے ہو ارادہ
 قسمت جو کشان کشان پائی
 اسکے پائی سے ہاتھ نہ دھوئیں
 کیا سر دجگہ ہو کیا فضا ہو
 ایک ایک کے دل کا بھید پائر
 جب نہر میں جھجک کے ہاتھ ڈالا
 نکلا ایک ہاتھ آخر کار
 قسمت نے زمین سے پیر کھیر
 بیچنے کی نہ کوئی راہ پائی
 دم لیکے جو کھولی چشم پر غم
 وہ نہ نہ بارغ تھا نہ سامان
 جگل میں نہ بن پڑا جو کچھ اور
 سر سو بنگاہ یاس دیکھا
 ایک ایک کو دیکھتا تھا پھر کر
 بیٹھے رہے ورتک وہ خاموش
 پھر بارغ کی یاد نے اٹھایا
 پھر چلے جو حقوڑی راہ کی طو
 خانہ تھا وہ نقش حب کا بیشک
 ٹھہرے رہے بادشاہ باہر

آنکھیں گویا دکھا رہی ہو
 بیتاب ہو نہ صورت موج
 حد سے بڑھ آئی ہو زیادہ
 بیٹھے بٹھلاے جی میں یہ آئی
 سبزے کی طرح کناکے پھر سوئیں
 ٹھنڈا کرے دل کو وہ ہوا ہو
 بیٹھا اسکے کنارے جا کر
 پانی کو ہوا سنے اور اچھالا
 اور دونوں کو کر لیا گرفتار
 کھائے موجوں کے پھر پھیرے
 جی دُوب چلا تھا وہ پانی
 آیا نظر اٹکوا و زعمانم
 دیکھا کھٹ دست ایک میدان
 دل اٹھ ابھر آئی آنکھوں فی الضد
 جز فکر نہ کوئی پاس دیکھا
 تھے کھولے ہوئے بلا میں گھر
 دنیا اٹک رہی زرا موسش
 تقدیر نے سب طرف پھرایا
 آیا نظر ایک حنائی لائی
 جو کھینکے لے گیدویاں تک
 پہنچی تلمکہ جھپٹ کے اندر

دل میں اپنے یہ اُس نے جانا
 بجاؤں اُسے جو ہو نہ محسوس
 باتیں یہ بناتی دل سے وہ ماہ
 کیا دیکھتی ہو کہ ایک جوگی
 دنیا سے کیے ہوئے کنار
 بستی سے نہیں اُسے سروکار
 پیری سے نہیں ہو قد خمیدہ
 چھوٹا سا جوان بہت بڑھپن
 ہو خوف خدا سے گھل گیا تن
 آنکھوں میں پڑے ہوئے گڑھ پین
 لب خشک ہیں یا احد زبان پر
 دیکھے ملک نے جب یہ اظہار
 پا کر اک اجنبی کی آواز
 بتلا یہ مجھے تو اوی خوش انجام
 کہنے یہ مکان تجھے بتایا
 کون آیا ہو مجھے کام کیا ہو
 یہ تمکے جہاں ہے پاس جہادی
 کچھ کہنے کا کرتی تھی ارادہ
 تو کون کہا کہ خانہ برد و شش
 بولا کہ حسد اہو سب کا والی
 شہزادی ہو تو کہا کہ جی ہاں

شاید ہو کسی کا یان زنا نا
 اُنکے وارث کو اسکا ہو غم
 ہو بچی تا صحن حنا زنا گاہ
 بیٹھا ہی بنا ہوا بروگی
 ہو سب سے الگ مکان سمنوار
 لئے سے ہو اہل شہر کے عار
 گویا دنیا سے ہو کشیدہ
 کا فور بہشت ہو محاسن
 بلکین میں بے نگاہ چلمن
 ناخن مثل اسد بڑے ہیں
 گردون ہو خم اُسکی آستان پر
 تسلیم کی اُسکو بھجک کے کیبار
 بولا ہنس کر وہ واقف راز
 کیا ہو تجھے اس فقیر سے کام
 اس گوشہ نشین کو کیوں ستایا
 کیا کستا ہو تیرا نام کیا ہو
 آج بھی ادب سے شاہزادی
 بولا جو وہ صاف دل کا سادہ
 کیا نام کہا کہ خود فراموش
 دولت سے ہو تیری گود خالی
 بولا وہ غلط کہا بایمان

انگلی دانتوں میں رکھ کے یکبار
 شہزادی تجھے کہوں کہ محتاج
 بھی وہ یہ دل میں کئے بند
 یہ سوچتے ہی کہ سنا نہ کچھ اور
 سب کچھ کہا کہ اے شہنشاہ
 بندہ ہوئی جا کے وان بندہ
 کامل ہونے میں اس کے اعوام
 شان اپنے کمال کی دکھادی
 بولا سلطان یہ مسکرا کے
 لیکر دلی امید اور اس
 بولا پھر ادب سے جوم کر ہاتھ
 بولا وہ کہ میں فقیر تو شاہ
 نخی تیری طلب ہے زیارت
 ہو کر اہل غرض میں شامل
 یہ کہتا ہوا وہ باہر آیا
 بیٹھی تھی جان وہ غیرت خود
 آسیب کہا تو آگیا سیب
 پھر جھولی پر نظر جو ڈالی
 بولا ملکہ سے یوں کہ مانی
 بس جان برائی تیری امید
 یہ کہنے پھر ایک دی جو دستک

بولا کہ قسم نہ کھا خبردار
 سر کو ترے دیکھتا ہوں بے تاج
 عورت کے سر کا تاج ہو خود
 سلطان کے پاس آئی فی الفور
 طالب ہو تھا را وہ حق آگاہ
 اب دیکھوں تھاری عقل مندی
 مجھ کو تو نہیں ہو شبہ و اند
 دل کی جوابات تھی بتا دی
 دیکھیں کیا دیتے ہیں پلا کے
 آیا وہ فقیر شاہ کئے پاس
 پیش آئے لطف سے مرے سام
 دن رات کا فرق ہو ہوا
 دینے کو نہ مال ہو نہ دولت
 اکتا تو فقیر سے ہو سائل
 خسرو کو بھی اس نے ساتھ لایا
 پہونچا جب وان فقیر مجبور
 سلطان سے کہا کہ سب کچھ اسباب
 چڑیا اک خاک کی ٹکالی
 یہ خاک جو پیٹ پر لگائی
 نکلا ہر جگہ سے خورشید
 آہو بچا اک جوان یکا یک

رہنا تم دونوں اسکے ہمراہ
 نظروں سے ہوا فقیر غائب
 پیچھے پیچھے ہوئے یہ مضطر
 اک گہرا گڑھا ملا سر راہ
 چالاک کی بڑی قدم بڑھا کر
 لغزش جو ہوئی تو لڑکھائے
 گرتے پڑتے شیب میں تھے
 تباہ کچھ بھی کھل گئی یکا یک
 ایک ایک کو دیکھتا تھا مڑ مڑ
 آنکھوں میں وہ پھر رہا تھا سامان
 دو وزن چیزیں طین سرھانے
 سوتے مین ملی یہ دولت اکبار
 دو وزن اسکو عمل میں لائے
 رکھ چھوڑی نہ اور نہ یہ بات

بولایہ جان ہو خضر دیکھا
 الفصہ پر دیکے حکم صائب
 آگے آگے چلا وہ سب
 کچھ دور چلے تھے یہ کہ ناگاہ
 کی خضر نے اُس گڑھے پر آکر
 کچھ دور تو یہ بھی ساتھ آئے
 جا ہا سنجھلین مگر نہ سنبھلے
 تشویش میں دل ہوئے جو دھک
 اٹھ بیٹھے مگر کمال مضطر
 دو وزن کو زین تھا خوابک دھیان
 قسمت کو لگے جو آزمانے
 خالق نے کیا جو نعت بیدار
 اکسیر کے نسخے ہاتھ آئے
 باقی پائی گئی جو کچھ رات

پیدا ہونا شاہزادہ قمر جہان عاشق تن کا زاپچھ میں حکم عشق
 لگانا اک برہمن کا پھر تہید عشق خانہ خراب کی اوکھانی اُس
 بیخود خواب کی

اوسانی ماہوش کدھر ہو
 اب زردی رخ سدھارتی ہو
 کچھ تھک کر سنت کی خبر ہو
 رہ رہ کے انگ اُبھارتی ہو

تھانے کی تیرے خیر ساقی
 کیونکہ مشراب پر گرون میں
 کیون دستہ رزنجی ہوئی ہو
 اک مہر لقا چہ بنے گی
 اک مست کا انتظار ہو آج
 بزمِ مہتاب سب مکان ہو
 گل پھولانیا وہ تخمِ اختر
 اُس تخم نے رنگ اید دکھایا
 کچھ کام لے آئی اور تدمیر
 قدرت کا تھا اٹھکی کا رخا
 الفصہ گذر کے نوسہ مہینے
 سبز بوہن سال امید
 سو کھے دھانوں پڑا جو پانی
 دیکھی جو سنبھون نے یہ علامت
 اک بولی سیاہ دانہ لاؤ
 اک لوتی تھی ہنسی کے مارے
 آؤ مری گو دین بلا لون
 اک چٹکی سجاکے کھلکھلائی
 شادی کی گھڑی جو برعل ہو
 یا ہر پردے کے شاہ حجاز
 رہ رہ کے اُسے بھی تھا دھڑکا

حال اب تو بہت ہو غیر ساقی
 لب تر ہوں تب کہیں تھون میں
 شادی گھر گھر سچی ہوئی ہو
 کچھ دیر میں خوب ہی چھینکی
 پیدا الش بادہ خوار ہو آج
 رویت کا ہلال کی سیان ہو
 صحبت کی طرح ہو اموشتر
 بچا فوراً شکم میں آیا
 اُس تخم نے یہ دکھائی تاثیر
 کچھ خاک کا بھی ہوا ہسانہ
 ظاہر ہوئے درد کے قرینے
 کھلا برج حل سے خوشخبر
 سہوٹی کوئل یہ ناگہانی
 بول اٹھے مبارک و سلامت
 دانی نے کہا تو ابجائو
 اک کہتی تھی میں تیار پیارے
 آغون کرو میر بجان آغون
 اک ہنسر تالیاں بجاتی
 پردے میں تو یہ چل بھل ہو
 کھٹکتا تھا کمال شوق سے راہ
 لڑکی پیدا ہوئی کہ لڑکا

وہ بولا کہ میرے پاس آ تو
 وہ بولی کہ طفل مہ لقا ہو
 سر سے لیکر ہوتا قدم نور
 اس قافلہ کا بھی ہو یوسف
 سر سجدے کو خاک پر ٹھکا یا
 لو بیٹے کے کان میں اذان دو
 قرآن سے اس کا نام رکھو
 نکلا سورہ قمر کا فی الحال
 رکھا سب نے قمر جہان نام
 خلعت کا ہر اک ہوا سزاوار
 اک آن میں لا کون قیدی چھو
 تقارے خوشی کے بچ رہے تھے
 رونق ہوئی تھی طلب کی وہ چند
 منصب غلعت علاقہ جاگیر
 درویش غنی گدا تو انگر
 زروارفتیر ہو گئے سب
 کلفت ہوئی مظلوم کی زائل
 ارباب نجوم و جملہ رمال
 پر کہ نہ سکے ادب کے مارے
 کچھ سدھ تھی نہ اپنے تن بدن کی
 دُلا بڑھا سا برہمن تھا

اتنے میں نکل کے آئی آ تو
 آئی تو کہا کہ کیا ہوا ہو
 ہا شا واللہ چشم بدور
 نہکتے ہیں عزیز بے تکلف
 سلطان یہ شکے مگر آیا
 ساس آئی کہا میان کہ حرم ہو
 اس مصحف رخ سے کام رکھو
 قرآن شریف سے جولی قال
 ٹکڑا تھا جاندا کہ وہ گلہ نام
 نذرین گذرین خوشی کی اکبار
 خیراتیوں نے خزانے لوٹے
 ابرو نہایت گرج رہے تھے
 تھا آئینہ شہر دل تھے خرسند
 بنشا اک اک کو حسبِ نوقیر
 لے لے کے بنے تھے دولت دوز
 محتاج امیر ہو گئے سب
 جب سب کو ہوا منداغ حاصل
 حاضر ہوئے حسب امر فی الحال
 بیٹھے ہوئے دیر تک بچارے
 ہیبت سے انھیں شبہِ زمن کی
 ایک اُنہیں اُنہیں کا اہل فن تھا

بولا کہ میں جان کی امان پاؤں
 سلطان نے کہا کہ یہ نہ ڈرو تو
 نیند ت نے یہ کیکے ہاتھ جوڑے
 مرنج کا راس میں جسل ہو
 ہو نیک شگون بھلا چند رمان
 پھر بارھوین مشتری سے ہو ڈر
 ہو جنگ بھی کرو تو کچھ نہیں دو
 اندیشہ ہو راہ کیت سے بھی
 سترون میں پھرین کہنگ ہوئے
 بند رھوین برس فتور ہوگا
 بالون میں جب آنگا سینچر
 مرنج ہو جنگ کی علامت
 بولا یہ وہ خسرو مالک
 کہنے کو تو کہا یہ شہ نے
 کہہ سلطان نے اس سخن کو
 پھر اور وہ سے اس طرح وہ بولا
 بتلایا دیتے کچھ یہ کیا ہو
 کی عرض ہر اک نے او شہنشاہ
 مرنے پہ عیش سہانہ جاتا
 جس بات میں ہوئے فکر حاصل
 یہ سچ ہو کہا سب اسنے سچ سچ

تو اس بچے کا حال دیکھو اون
 بیخوف و خطر بیان کرو تو
 جو غم نہون انکو ہیں وہ تھوٹے
 طالع میں پڑا ہوا جسل ہو
 ہر درد کے ہوئیگے یہ درمان
 عاشق بھی ہوئیگے یہ مہتر
 جنگل میں پھرئیگے ہو کے مجبور
 دونوں کی نہیں ہو شکل اچھی
 تعجیل ہو یا درنگ ہوئے
 ہوگا ہوگا ضرور ہوگا
 پھر وائیگا در بدر مہتر
 پر جان ہو سب طرح سلاط
 کچھ فکر نہیں حندرا ہو مالک
 پر دل میں لگا ملول رہنے
 رخصت کیا پہلے برہمن کو
 در پردہ انھیں بھی یوں ٹولا
 کیون فکر میں سر جھٹکا ہوا ہو
 کچھ سوچ گئے چپے ہو خواہ
 یوں ہے کہی کہانہ جاتا
 کہتے نہیں اسکو مرد عاقل
 کرتے نہیں اس کے قول کی تیج

پر عرض کا یہ نہیں ہو دستور
اور اب تو جگہ نہیں عجب کی
ایک روز تو یہ ضرور ہو گا
لے دے سے بچے وہ اہل فطرت
وہ چارہ ہی دن کے بعد اک روز
اُس بزم کی دھوم شخت بین
اس دھوم سے کی جھٹی کی صحت
وائی کو ملا زور جو اہل
جب اس سے می زچہ کو فرصت
بجس خاطر پاک میل لائی
فرصت ہوئی جب نہا کے دھوکے
حام سے آئی یوں وہ باہر
ظاہر ہوئی جب وہ پاک طینت
مانی ہوئی مہین تھیں جو جو
پہلے لگا گویوں میں وہ ماہ
گہ رہتا نہا لچے پہ وہ گل
گہ دایہ کے پاس دو دم بیتا
ہر ایک خوشی سے رہا و نشا
ایک پل جو گہ سے ہوتا اوجھل
یوں آنکھوں کے سامنے بلا وہ
حبوت کھلی زبان اُسکی

کہنا لازم تھا اُسکو دستور
تجویز ہوا ایک ہی سہی سب کی
لیکن اچھا ظہور ہو گا
لے لے کے کیا انھیں بھی ریت
برپا ہوئی بزم عشرت افروز
ثانی تھا نہ اُسکا ملکیت بین
اک ہفتہ رہا و نور عشرت
وامی ہوئی خوب وہ بظاہر
حام من دھوئی گرد کلفت
چلے کے نہان بھی نہائی
روخ پر بوسہ ہر دم کے دھوکے
حبط رخ افنی سے شاہ خاں
دل صاف ہوا لگی نہایت
کرینے لگی پاک دل سے اُنکو
گہ آٹھ پہر تھے سب ہوا خواہ
گہ گہ دے مان کی تھا تو ستل
کنبہ اُسے دیکھو دیکھو جیتا
اک دم سے وہ سب محل تھا آباد
ہوئی ملک کی روح بے کل
چند ہی میں کشنوں جلا وہ
ظاہر ہوئی اُس سے شان اُسکی

کتب ہوا اُسکے دُوم سے آباد
انجام کی بہتری کا تھا و حیان
اُستاد اپنے سب طرح کے معقول
منطق ہدایت حدیث آیات
علم و ادب و عروض و حکمت
ہفتہ بہن و ذکا جو تھی حسد ادا
لکھنے میں بھی خوب تھی مہارت
بہزاد رستم سے اُسکی ریختہ
ساتون قلم اُسکے ہاتھ میں تھے
اعجاز قلم سے تھا شکست
دس سال پہلے میں یہ نوبت آئی
اُستاد نے اُسکو کیا پڑھایا
جندے میں مصوری بھی سیکھی
ورزش کی بھی وہ بڑھائی کثرت
حاصل ہوئی پھر تو بانک لکڑی
دور و زمین صاف گائیاں تھیں
آداب رموز تاجدارِ یاری
دستورِ جہان پہنا ہیوں سکے
قانونِ علمدرا مدون سکے
ہر رنگ میں تھا وہ ماہِ کامل
ہر علم میں تھا اُسے تبحر

آبیٹے ہر ایک فن کے اُستاد
بسم اللہ سے پڑھایا قرآن
بتلائے میں کم رہے وہ جہول
طب فقہ ہند سے طلسمات
تیسرے و نحو و صرف و مہیت
ایک مرتبہ جو پڑھا ہوا یاد
مانی بھی بنا اُسی کی بابت
اُستاد قلم سے اُسکے محبوب
خادم کی طرح تھے ساتھ اُسکے
ایک لوزِ رقم سے تھا شکست
پڑھ لکھ کے غرض کہ چھٹی پائی
پچ پوچھو تو گھول کر پلے یا
پھرتی سے سب پگڑی بھی سیکھی
ہاتھوں پہ ہوئی نثارِ قوت
زور و قوت نے بانہ پکڑی
ہاتھوں میں غضبِ منافقان تھیں
اطوار امورِ شہرِ یاری
انصاف اگلی سی شاہیوں کے
معنی مطلب برآمدون کے
ہر فن میں تھی دستگاہِ حاصل
اِس پر نہ غرور نہ تخر

پامرد و شجاعت و زور آرد
 طینت میں ہشی نہ نشتر نہ کیشہ
 خلق و کرم و حسد و ہمت
 بخشش الطاف من خلاق
 تسلیم و رضا و زہد و نصفت
 دانا کی حکمت و بردباری
 یامردی و حکمت و مشانت
 اقبال و نہیب و شان و شوکت
 سہرابت میں لاجواب تھاوہ
 صحبت میں اسی کی اُسکے ہمسن
 تھی شمع رخ مکی محفل افروز
 اکرم سے تھی بزم بے کم و کاست
 انجیم انسر و زانجن تھی
 تھاوہ گل سرسبد یہ لبس
 وہ قلب تھا اور یہ سبع سیار
 گرد اُسکے جو تھے رفیق سارے
 خسانام ہیل جہاں مشہور
 شہزادہ کا تھا وزیر زادہ
 شہزادے پہ جان نثار کرتا
 پاکیزہ نسا و دینک خلعت
 یون کہنے کو اور بھی تھے جانناز

جستار و غضب و دل آرد
 آئینہ کی شکل صاف سینہ
 علم و عمل و کمال و جرات
 عدل و انصاف و داد و شفاف
 پرہیز و عبادت و طہارت
 ثابت قدمی و فاشکاری
 شہداری سیرت و فطانت
 احسان و وقار و رعیت صوت
 ہر رنگ میں مثل آب تھاوہ
 حاضر رہتے تھے رات اور دن
 پروانے تھے جبکہ سرج و سوز
 بیچا تو نشست اٹھا تو برست
 محفل نہ کہو اُسے چین تھی
 وہ سر و تو قمریان یہ کل
 شہزادہ وہ اور یہ ہمد و یار
 روشن وہ قمر جہاں یہ تارے
 عشق کا مل تھا اُسکا دستور
 تھا اور دن کے عشق اُسے یاد
 وہ بھی بہت اُسکو پیار کرتا
 مقبول خدا قبول صورت
 ہر ایک ہی تھا محرم راز

یہاں پہ فدا وہ اُسکا طالب
تھی وہ لون کی ایک ہی طہیت
جو امر وہ عفت مند کرتا
جس بات میں یہ نہ پالوئے کرتا
تھا بسکہ یہ امر انسانی
رہتا تھا اسی طرح وہ دنزات
شہزادہ محل میں جا کے سوتا
سورج کی طرح وہ جب نکلتا
ہندو کی طرح سویرے اٹھ کر
شیرین اُسے کہتے اسکو فریاد
ایام وہ بے لال گذرے
اب دیکھے انقلاب دوران
کے چرخ کو یہ طریق بجا لے
اور لب کہ ہو آسمان بد اختر
ہو سفید مزاج اور مکینہ
ہنستون کو رولا دیا ہوا سنے
اچھے خاصے بھی تھے جتنے
انسان سے کب اسنے درگزر کی
عاشق کی تو جان کا ہو دشمن
فریاد حسنین دیش دوا حق
ہراک کو کیا تمام آخر

آپس میں تھے ایک جان و قابل
ہر بات میں متفق طبیعت
دل سے یہ اُسے پسند کرتا
کرنے کا بھی ہو تو وہ نہ کرتا
برسون یوہن را وہ باقی
کشتی تھی اسی روش سے اوقات
یہ رات کو تارے گن کے روتا
پو جا کرنے کو یہ بھی چلتا
کرتا تھا پرستش اُسکی اکثر
یلی تھا وہ یہ قیس نامشاد
کس لطف سے پانچ سال گذرے
اور گردش آسمان گردان
وہ ایک جگہ نظر نہ آئے
گردش سے ہو اسکو کام مکہ
رکھتا ہو ہراک سے دل بہن کہنہ
بیوجہ ستا دیا ہوا سنے
جنگل میں پھرے ہیں سر کو دھننے
کس شخص پر جسم کی نظر کی
معشوق مزاج ہو یہ چڑھن
کیا کیا رہا بس سے ناموافق
نکلا نہ کسی کا کام آخر

سارایں تورا اسی کا ہو کام
وہ ذکر گذشتہ جانے دیکھ
بندر رھوان جبکہ سال آیا
سلطان سے کہا کہ تم جو چاہو
فرمانے لگا یہ سُنکے سلطان
بان صدے کی ہو رہی تھی تدبیر
تھا شہر حلب میں ایک تاجر
نہ زندہ اُسکا تھا اک حسین نام
شمشاد میں تھا وہ سہی قد
راؤن کو وہ کُٹنیاں بلاتا
نفسرے بازی میں تھا بلالوہ
دلالت تھی ایک بہت پرانی
بولی کہ وہاں پہن جو ہوتی
مٹالی کبھی بیٹھ کے نہ آتی
یہ لکھکے ہوا ملال اُسکو
نقدیر کی بات ہونے والی
اک فکر میں تھی پڑی ہوئی وہ
شہری کہیں راہ میں نہ دم بھر
کہ سُنکے کچھ اُس سے آخر کار
بھر لیکے کوئی پیام آئی
دم لینے کا کچھ کیا بہانہ

انفت کا ہو مفت نام بدنام
اس قدر میں آگے غور کیجیے
مان کو اُسکی خیال آیا
وہ صدقہ دو جس سے رو بلا ہو
وہ رہ کے مجھے بھی محتاجی حیاں
وہ ان سال کے ساتھ بیٹی تقدیر
نرسا تھا قوم کا وہ کانہ
آئینہ عذار و سیم اندام
صحبت کا تھا ذوق اُسکو از حد
لا بچ اُنکو فقط دلاتا
چندے یوہن مل لے گیا وہ
اُسنے بھی سُنی یہ سب کہانی
اُنکھوں کی قسم جو بس ہی ہوتی
ایک فتنہ ضرور ہی اُٹھاتی
رہنے لگا ایک خیال اُسکو
ایک دن تھی یوہن وہ بیٹی خالی
کچھ سوچ کے اُسٹھ کھڑی ہوئی وہ
دم آگے لیا حسین کے گھر پر
رخصت ہوئی وہاں سے بس عیاں
دن جا کے قریب شام آئی
بھر لیکے سے ہوئی روانہ

کچھ دیر میں تھوڑی راہ چل کر
 پہنچی ہوئی ایک مکان پر آئی
 کچھ دیر لگائی جا کے گھر میں
 دلالی کا یاد تھا فریاد
 اس گھر میں جو دوسری تھی عورت
 اعمالوں کی دیکھیے نوزشتی
 وراصل حسین تھام و خوشنوی
 کشتی سے پنجا کے اُسکو جوڑا
 صورت کو حسین کی بدل کے
 پر اس زن بدکا گھر جان تھا
 ایک لڑکی تھی اُسکی ماہ پارہ
 یوں تو گزر اُسکا جا بجا تھا
 رہتی تھی وہیں وہ غیرت حور
 تھی حد کی وہ شہنشاہ چشم و چالاک
 تھانہ تھا بسکہ نام اُسکا
 تھی دُشمنک سے اُسکے چاہ پیدا
 تبور تھے کشتی سے بیطور بچنے
 القصد کمال تھی وہ ہذات
 مان باب کی گو اٹھائی جھڑکی
 اُس کھڑکی سے جا کے آخر کار
 اک مژدہ حسین کو دینے آئی

اُس شہر کے چوک سے نکل کر
 باسروہ رہا یہ اندر آئی
 بھر لیگئی اُسکو آ کے گھر میں
 کوٹھے چڑھی لگا کے زمین
 اللہ ری اُنکی عقل و فطرت
 کرے سے اٹھا کے لائی کشتی
 یوں اُسے بنا یا عورت اُسکو
 مرد کو زنا نہ کر کے چھوڑا
 کوٹھے پر چڑھی سنبھل سنبھل کے
 وہ ان ایک رئیس کا مکان تھا
 گھر تھا فلک اور وہ ستارہ
 پر کوٹھے پہ کرہ ایک سما تھا
 روشن تھا وہ بام صورت طور
 بے شرم کمال قہر بیاک
 تھانہ بھی تھا اک غلام اُسکا
 کرتی تھی ہر اک سے راہ پیدا
 برہ کر تو قہر ہو گئی اور
 ان دونوں سے اس تھی ملائی
 پر کوٹھے کی اُسے رکھی کھڑکی
 لائین یہاں اُسکو دونوں البار
 کوٹھے سے اتر کے لینے آئی

زینہ کی طرف کو بڑھ گئی وہ
 بیو بچا کے اسے ہوئی وہ حضرت
 قتادہ کو آگیا جو کچھ شک
 تشویش مجھے تو ای ہوا ہی
 ولالہ پکاری ان مرجبان
 مر مر کے بچا ہو یہ سمنبر
 قسمت نے یہ دن اسے دکھایا
 اب شوق سے دیکھتے کھولا
 یہ سنتے ہی ہنس پڑی وہ بدوات
 ان مردوں کی ذات بیوفا ہو
 کون اپنے تئیں بلا میں ڈالے
 دم میں مجھے لایا چاہتی ہو
 سودا ہو جو دیکے نقد عزت
 ولالہ پکاری واہ بی بی
 اک شخص تو جاے اپنی جان سے
 لازم ہو تو تم اسے ایجان
 کچھ اور نہیں تو ساتھ لیجاؤ
 راضی کیا اسکو قسمیں دیکے
 دو جمع ہوے جو ایک گھر میں
 عورت تے حسین مرد پایا
 کی خوب حسین نے عظمیٰ

پھر سانس کی طرح چڑھ گئی وہ
 کی ایک نے ایک کی زیارت
 ہوئی دیکھ اسکو سر سے پانک
 عورت نہیں یہ تو مرد و اہو
 سو جان سے تھا یہ تھپہ زبان
 لایا ہو بیان تک مقدر
 رہی مجھے بخت نے بنایا
 تم میری عوض اسی سے بولو
 ہوئی کہ ضرور میں نے کی بات
 سودا مجھے تھوڑی کچھ ہوا ہو
 کچھ خیر ہو رنڈی راسا لے
 کیون قتادہ اٹھا یا چاہتی ہو
 لون مولیٰ یہ اپنے سر پہ آفت
 کج خلق ہو کتنی آہ بی بی
 اور تم یہ سخن کہو زبان سے
 تم صاحب خانہ ہو یہ مہمان
 خاطر سے مری تو رحم فرماؤ
 کرے میں گئی وہ اسکو لیکے
 سامان خوشی بھر انظر میں
 گھر بیٹھے صیب ہاتھ آیا
 کی محو سے زبان بند اٹکی

مطلب کی بھی کچھ کی نہ آسنے
 اک جام میں مست ہو گئی وہ
 بڑھیا کے بھی ہاتھ آیا مطلب
 یان حسن پہ عشق نے کیا جور
 ان دونوں کو کر کے اپنے پس میں
 کین اٹھکی بلالین دی ڈائی
 اس دوسری نے یہ قہر ڈھایا
 کیا بیٹھے ہو تم کو کیا ہوا ہو
 کچھ بانوں کی بائی میں نے آہٹ
 ہوں آپ کے زیر سایہ رہتی
 تاجر کا جو ایک حسین ہو فرزند
 شکر یہ سخن بدل گیا وہ
 توار اٹھا کے آخر کار
 دروازہ پہ پہنچا جب وہ دیوہ
 یہ دیکھ کے دل میں کٹ گیا وہ
 بولا یہ عیس کہ بندہ پرور
 پھر دل میں ہوئی یہ بات حاصل
 کوٹھے پہ جو بیٹھیں سے آئے
 باپ اُسکا بکا رابول جلدی
 گھبرا یا حسین شکر عیش
 پھر خوف سے لب پہ آہن آہن

کھولے لب عذر بھی نہ آسنے
 سر تکبہ پہ لٹکے سو گئی وہ
 باہر سے لگائیں کندیاں سب
 وان پہنچی وہ اپنے گھوٹن فی النور
 وار دہوئی محفل عیس میں
 اس فقرہ سے اپنے ساتھ لائی
 اس لڑکی کے باپ کو جتایا
 اُس کمرہ میں غیر مرد واپس
 آپہنچی متھارے پاس جھٹ پٹ
 ہمایہ کے پاس سے ہوں کہتی
 گرا آئی ہوں کمرہ میں اسے بند
 اک آگ لگی کہ جل گیا وہ
 صحبت سے چلا مکان کو اکبار
 دیکھا کہ ہین کو تو ال موجود
 گردن کو جھٹکا کے ہٹ گیا وہ
 اب جاسیے جلد گھر کے اندر
 گھر میں ہوئے دونوں ساتھ مل
 دروازے مقام سند پائے
 دروازے کی کندھی کھول جلدی
 سمجھا کہ کیا کسی نے کچھ جمل
 اندر کی بھی کندیاں لگائیں

تشنہ بیش کہ آتا ہو گانجھار
 در بند جو ہو شکست ہو گار
 افسوس کہ ہو گئے گرفتار
 عزت کے بھی بڑ گئے ہن لالے
 احوالہ رہے گردش زمانہ
 جابین نو کہ ہر نکلے جابین
 یہ سوچ کے اُسکے پاس آیا
 کیا رنگش چشم کھولتی وہ
 گھبرا کے بچار اٹھا یہ فی الفور
 اس جینے پہ ترے خاک ایدل
 یہ کہکے جو ہن نظر اٹھائی
 جلدی سے اٹھا کے مار بیٹھا
 اس رنگ کی منتظر تھی تقدیر
 نجار نے آکے در اکھاڑا
 ہٹ آیا عین خدا سے ڈر کے
 کمرہ میں گیا رئیس غمناک
 وہ دیکھا کہ آسمان نہ دکھلائے
 بیٹھی کی جو دکھی نبض اکبار
 دیکھا اُسکا جو جسم کاری
 فستانہ پہ کپڑہ کچھ اڑھایا
 آیا نو دکھانے رنگ تقدیر

یون حبیب کھلیکا آخر کار
 بیکار رہ بند دست ہو گار
 اب جان بچے بہت ہو دشوار
 کون ایسا ہو جو ہمیں بچالے
 گھریا رکا ہو کہ فتنہ خانہ
 شہرین تو خود آپ کو چننا میں
 سوئے ہوئے فتنہ کو جگایا
 بہوش تھی خاک بولتی وہ
 یہ مر گئی ہر دم ہن زندہ در گور
 کر اپنے تئیں ہلاک ایدل
 ایک طاق پہ پیش قبض پائی
 دل تمام کے بے قرار بیٹھا
 در کھلنے میں اب نہیں ہو تاخیر
 اجموں کا ہوا حیراد ہارٹا
 ہمراہی اٹھی کے ساتھ سر کے
 محزون و طول آنکھیں نمناک
 دولاٹے برابر ایک جگہ پائے
 ظاہر ہوئے بیخودی کے آثار
 آنسو ہوئے چشم تر سے جاری
 شمع کو اشارے سے بلایا
 بولا کہ بتاؤ کوئی تدبیر

تختہ نے کہا کہ میں ہوں بچہ پور
 وہ بولا کہ وہ تو دم نہ مارو
 تم بھی ہمیں رہ کے اچھے برادر
 بول اٹھ یہ کو تو الٰہی حقیقین
 عورت کوئی دفن کی نکالو
 زرسے دیاب کے منہ پہ چھو
 آنکھوں میں کٹی وہ رات ساری
 تھا صورت صبح کا منہ مفتوح
 دستور سے صبح کا ستارہ بار
 چالا کی اتنی کر گئے وہ
 دعوے یہ کیا کہ اچھے خداوند
 وہ شب کو مکان کے اندر آیا
 کچھ پہلے شراب پی بھلائی
 سنتے ہیں کہ تھا بڑا سیانا
 اس جال سے کی یہ اُسے تہیر
 سلطان نے کہا کہ جلد جاؤ
 کچھ لوگ چلے یہ حکم باکے
 دروازے پہ اُسکے غل مپایا
 بولا کہ کو تو کچھ یہ کیا ہے
 وہ بولے کہ یا ہیراؤ جلدی
 تاجر نے سنا جو حکم صاحب

اور

وہ کہے جو آپ کو ہو منظور
 یہ رات کسی طرح گزارو
 حکیمت اٹھاؤ آج شب بھر
 کرنا ہوں اک اور اترتین
 اس لاش پہ جلد خاک ڈالو
 اُس دھبہ کو ایک گڑھے میں تولیا
 آئی سحر بلا کی بارہی
 مثل دل غمہ تھے جگر شوق
 آئے وہاں سب یہ آئندہ کار
 اس خون کو خود کمر لگے وہ
 تاجہ کا ہو ایک حسین فرزند
 معلوم نہیں کہ کیوں نکر آیا
 نوبت یہ بعد اُسکے آئی
 پہننے تھا لباس بھی زانا
 ہر طرح سے ہو اسی کی تقصیر
 اُس شخص کو میرے پاس لاؤ
 گھبرا تا جرگے گھر کو جا کے
 گھبرا کے وہ گھر سے باہر آیا
 کیا سیرا قصور کیا خطا ہے
 لڑکے کو ہمیں بتاؤ جلدی
 بولا کہ وہ شام سے ہو غائب

گر ہو نہ یقین تو ساتھ آؤ
 کچھ لوگ گئے مکان کے اندر
 جب انکو کہیں نہ گھر میں پایا
 اک بولا کہ زک اٹھائے گا یہ
 اک بولا کہ یہ عمت ہو نکار
 جب یان کی خبر نہ دی کسی نے
 اب تک نہ کوئی وہاں سے آیا
 اس کشتہ عسکری کی داد دیکھ
 جب شہ نے سنی یہ اسکی درخشا
 رفعت کے گو خلاف ہو یہ
 یہ لکے دیا عس کو فرمان
 چھاتی پہ یہ سنگ ظلم دھرو
 جب یہ کہا خرد زمان نے
 یہ حکم عس کو ہو دو بار
 میں دیکھوں سب سے پہلے اسکو
 مطلوب جو ہو گا اسکی قیمت
 ایک آدمی ہی دن میں دیکھ لوں گا
 سلطان نے کہا کہ خبر اچھا
 یہ سنکے عس ہو ا روانہ
 رخصت ہو ا شہ سے آخر کا
 وان سنیکہ سب کے سب

گھر سا را پڑا ہو دیکھ جاؤ
 کچھ ٹھہرے غریب کی دکان پر
 بولے کہ بتا کہان چھپایا
 اک بولا کہ یون بتائے گا یہ
 تا اہل پسر سے کیا سروکار
 کی عرض یہ شہ سے مدعی نے
 تاجر نے حسین کو چھپایا
 گھر اسکا تمام ضبط کیے
 ارشاد کیا یہ بے کم و کاست
 خاطر تری صاف صاف ہو یہ
 تم جبا ویران سے طلبہ ایران
 گھر بار تمام ضبط کر لو
 یون عرض کیا مگر جان نے
 ہو بچے مرے پاس مل سارا
 شاید کوئی چیز کلام کی ہو
 باقی سارا وہ مال و دولت
 کل برسوں خسرا نے بھیج دیا
 منظور ہو مت کو سیر اچھا
 مچھ کر کے قمر بھی کچھ بہانہ
 چاہو نچا مجلس امین اکبار
 رکھتے تھے کچھ اور ہی ارادے

تھا قصد کہ اس کو قید کیے
 دھمکاتے تھے خواہ مخواہ اس کو
 دل بستہ کو تنگ کر رہے تھے
 کب دوسے ہو ایک شخص لڑتا
 انہیں سے ہر ایک بک رہا تھا
 ہونے کو تھی خوب ہی خرابی
 تاجر کو شنا کے حکم شاہی
 دروازے پہ جا کے کچھ بکا را
 دومرتبہ دیکے در پہ آواز
 ضبلی کہنے سے ٹھہر نہ موڑا
 جب لوٹ چکا تو پھر نہ ٹھہرا
 تاجر کو پھر اپنے ساتھ لیکر
 کبھی نہ ملی تو قفل توڑا
 جو جو تھا مکان میں اور گھر میں
 کی عرض یہ بادشہ سے جا کر
 شکر یہ حال ہر جوان سے
 اب سنیے یہاں سے وہاں کہ
 ترکیب کلام ہو چکی سب
 تمام غرض یہ جملہ سارا
 ہوتی ہو بگاڑ پر جو تقدیر
 برگشتہ ہوا جہان مستدر

بولے تو سزا سے سخت دیکھ
 دلوانے تھے رعب شاہ اشکر
 بیکار بھی جنگ کر رہے تھے
 وہ اتنوں سے کس طرح جھگڑتا
 ایک ایک کاٹھنہ وہ تک رہا تھا
 چاہو نچ عس جو دان تثنائی
 کی گھر میں بھی جانے کی مٹا ہی
 خالی کو دو مکان سارا
 داخل ہوا گھر میں وہ در انداز
 تنکا بھی نہ اٹھ سکے گھر میں چھوڑا
 اٹھوایا سر ایک جگہ سے پھرا
 دوکان پہ گیا وہ مرد خود سدا
 وان بھی نہ کوئی دقیقہ چھوڑا
 وحشل کیا منزل قمر میں
 حاضر ہوئی سب وہ لوٹ آکر
 راہی ہوا مدعی دہان سے
 اور دیکھیے گردش جان کو
 مہم تمام ہو چکی سب
 اب اصل بیان ہو یہ ہمارا
 بن پڑتی نہیں ہو کوئی مذہب
 ہوتا نہیں پھر زمانہ یا دور

شہزادہ کمان کمان یہ جھگڑا
افسوس بڑا غصہ ہوا ہر
سو دے میں جنون خرید لینے
اسباب میں کچھ سبب نہ ہو جائے
آئینے یہاں جو دینے لینے
اس میں کچھ نہ سیر ہو جائے
اس عیش میں کچھ خلل نہ ہو جائے
نقصان کا کہیں گزر نہو دے
کچھ نوحہ گر نہ حال ہو جائے
ہو غم سے نہ وہ بد اعتدالی
یوسف نہ کہیں عنبر برے لے
بنجائے نہ دشمنوں کی جان پر
ہوتے ہیں جو امر ہونے والے
آپو پنچا قریب وقت افتاد
اسباب تو ہو چکا ہو حاضر
سب قسم کا مال و ان جو پایا
پشیمینہ ظروفت شیشہ آلات
زربان نفس و عمدہ مغل
کچھ چینی ولایتی کھلونے
کچھ گانے بجانے کے نئے ساز
کچھ عطر کے اک جگہ پر کنٹر

غل تھا ہر بلا سے جان یہ جھگڑا
یہ مال بڑا طلب ہوا ہر
بیجا نہ میں نفت دل کو دینگے
پہلے تو بچے ہیں اب نہو جائے
پڑ جائیں نہ انکے لینے دینے
صدے سے نہ حال غیر ہو جائے
و سے کوئی شو بدل نہو جائے
اس نفع میں کچھ ضرر نہو دے
سود دل سے نہ اختلال ہو جائے
جو رخ سے ہو بر طرف بجالی
مطلب کی نہ کوئی چیز لے لے
صدہ نہو کچھ متسر جہان پر
ٹلے میں بھلا کسی کے ٹالے
ہوتا ہو نصیب وقت افتاد
ہوتا ہو بس اب سبب بھی ظاہر
موقع سے جدا حب الگایا
کچھ اب مشجر اور بات
پر سب میں ہر ایک قسم اول
کچھ اون کی قسم کے بچھونے
کچھ جنگ کے اسلحہ خوش انداز
مشک و تکر اور عود و عنبر

صندوق مقفل اور جو تھے
 خدام یہ اک جمین بنا کر
 خلوت سے وہ آیا انجمن میں
 پیچھے پیچھے کئی ہوا خواہ
 دیکھا سارا جو منتخب مال
 جب دیکھے سب اُدھر سے گزرے
 فرمایا کہ انکو جلد کھلو اؤ
 ترکیب سے جب انہیں بھی کھولا
 دیکھو تو کہ انہیں کیا بھرا ہوا
 وہ دو جوہن انہیں وصلیان میں
 فرمایا کہ انکو بیان سے اٹھواؤ
 طاقت نہیں اب قیام کی ہو
 مالک کے جو یہ اشائے پائے
 صندوق کھلے مت کہ جب آیا
 انہر سے غرض ورق ہٹا کر
 شہریرین ہین اسہین شادیوں کی
 حسرت ہو یہ باپ مان کے دل میں
 بات آئے یہ بات چاہتے ہیں
 گو انہیں ہوا کہ سے ایک افضل
 قسمت کا لکھا ہوا پڑھا جب
 دل کو ہوا اشتیاق بیدا

وہ لاکے سب ایک جگہ پر رکھے
 شہزادے کو ساتھ لائے جا کر
 باسر و روان ہوا چمن میں
 رہنے جانب سہیل زیمباہ
 فرمایا مشاہدہ وہ سب مال
 صندوق بھی وہ نظر سے گزرے
 ایک شور ہوا کہ خبیان لاؤ
 شہزادہ سہیل سے یہ بولا
 کی عہد خواتین سا ہوا
 سادے و رفون میں برہنہ ہوا
 تعجب سے اپنے ساتھ لے آؤ
 بس ایک چیمہ کام کی ہو
 خادم انہیں ہاتھوں ہاتھ لائے
 اک وصلی کو ہاتھ سے اٹھایا
 دیکھا تو ہو عیبارت اُس پر
 تصویرین ہین شاہزادیوں کی
 سہرا باندھین بہار دیکھیں
 پر اپنی سی ذات چاہتے ہیں
 آخر کی گھر ہو سب سے اول
 ایک لفظ سے بس برآی مطلب
 شوق آنکھوں سے دید کا ہوا

کی یہ تو سہیل کے حوالے
ایک ایک کو دیکھ کر بجلت
بس جیسے ہی ہاتھ میں وہ آئی
رنگت نے کیا سر آرا آخر
پردہ جو اٹھا دیا حرم کا
انک بارغ میں اک مکان بنا تھا
نصویر تھی اُس میں اک بری کی
نصویر تھی یا خدا کی قدرت
یہ دیکھ کے بس ہوئی چکا چونہ
ہمت نے کہا کہ میں نوباری
وہ تیر نظر نے اُسکی چھوڑا
ظاہر ہوئی دل کی بیستاری
صورت سے ہوا مال پیدا
پیدا ہوئی سنسنی بدن میں
ہاتھوں سے عنان صبر چھوٹی
دیکھے جو سہیل نے یہ اطوار
حیرت سے جو سب کو تک پہنچ
انکو تو جواب کچھ نہ دیکھے
یہ کہتا سر کے پاس آیا
کچھ کہیے تو کیا ہوا غلک جاہ
کیا اہین کچھ اور ہو عبارت

اور جلدی سے وہ ورق نکالے
رکھا تو پھر آئی اُسکی نوبت
زردی سی ترخ تر پہ چھائی
بے صبر ہو اترا آخر
دیدار نصیب تھا صنم کا
اور اُس میں یہ گل کھلا ہوا تھا
شان اُس سے عیان تھی لبری کی
تھی نوز و ضیا سے جبکی خلقت
اور پاپوں سے دل گیا کوئی روز
طاقت بھی رہی سی سحراری
دل جس سے چھدا جگر کو توڑا
نرگس سے ہوئی نگرگ باری
باتون سے اک اختلال پیدا
فرق آگیا سارے باکین میں
لشونیش سے دل کی آس ٹوٹی
سو چاکہ یہ عشق کے ہین آثار
دیو انون کی طرح کبک سہین
نصویر کسی طرح سے لیجے
آہستہ سخن یہ لب یہ لایا
مجھ کو بھی نوبت کبھی کبھو آگاہ
دیکھے مجھے تاکہ دن زیارت

یہ سنکے جھلک دکھا کے تھوڑی
 یہ دیکھکے وہ وزیر زادہ
 شہزادے کو بن پڑا نہ کچھ اور
 چلایا کہ یاں سے جاؤ صاحب
 آنکھ آیا سہیل وہاں سے دے کے
 جلتی ہوئی لب پہ آئین آہن
 بیٹا بی دل نے سر اٹھایا
 خشکی نے لبوں کو لگے گھیرا
 ہاتھوں نے کہا کہ ہکو ملیے
 امید نے منہ کو صاف بھیرا
 کھٹکا رگ جان میں نشتر غم
 منہ تاب و توان بھی موڑ بیٹھے
 کھلا گئے بھول سے وہ رخسار
 ہونے لگا درد سا جگوین
 نغرون سے ہلا دیا مکان کو
 آنے لگے ضعف سے جو چکر
 تھی پہلے پہل جو چوٹ کھائی
 چٹنے سے چڑھا جو سائنک دم
 ساقط ہوئیں دونوں نصیب لکبار
 ہر اک سے بھری نگاہ آخر
 دیکھی جو سہیل نے یہ صورت

تصویر پہ ہاتھ سے نہ چھوڑی
 پھر اوڑھ کر ہوا زباں دہ
 بھاتی سے لگے اسکو فی العود
 جھکو نہ بس اب ستاؤ صاحب
 یاں پھر وہی رنگ تھے قمر کے
 کی یاس سے ہر طرف نگاہیں
 اکتا کے کلیجہ منہ کو آ یا
 آنکھوں کو تری نے جا کے گھیرا
 وحشت نے کہا کہ گھر سے چلیے
 اور یاس نے سب طرف سے گھیرا
 بھرنے لگا دل پہ خنجر غم
 بچپن کے رفیق چھوڑ بیٹھے
 چہرہ سے ہوئی خبر ان کو
 اندھیر ہوا جہاں نظر میں
 جھلنی کیا سقف آسمان کو
 بھرنے لگا آنکھوں میں سب گھر
 دم مرنے لگا نہ تاب آئی
 آواز دی ضعف نے کہ میں غم
 پتھر اگئیں آنکھ میں آخر کار
 بیہوش ہوا وہ ماہ آخر
 گھبرا یا کہ آنکھی قیامت

کچھ آئی بلا منہر جان پر
 ورون باخون سے خاک اڑائی
 دل تھام کے ایک چیخ ماری
 گم لوٹتا ہاے ہاے کسکر
 چلائے کہ ایسہیل دیباہ
 کسو اسلے حال یہ کیا ہو
 کیسا ماتم ہوا میرا دور
 کس طرح نہ سر پہ خاک اڑاؤں
 کیا صورت حال پوچھتے ہو
 دوسرا ٹیگا کون حال سارا
 طو ہو گی یہ داستان کس سے
 ایسی خبر دہو اب ہا حشر
 اس شہر پہ آگئی تباہی
 اب جینے سے اپنے ماتم اٹھاؤ
 ایک آدم چکارا سر کو دھن کے
 لٹو ہاں تو چلکے دیکھو
 ہو فضل خدا سے وہ تو سالم
 سب آگے وہاں باہ و زاری
 وہ حال نصیب دشمنان ہو
 سمجھانہ کوئی پر اسل مطلب
 بیخود ہوئے ایسے سب ذہین

لو لگئی دشمنوں کی جان پر
 یہ کہتے ہی اک بچھاڑ کھائی
 دریا ہوا آتش و خون کا جاری
 گہر پتیارو کے سینہ دسر
 یہ دیکھکے آگے سب ہوا خواہ
 منہ سے بھی تو کچھ کہو کہ کیا ہو
 کیون پیٹ رہے ہو سینہ دسر
 بولا وہ ہاے کیا بتاؤں
 کیا وجہ ملال پوچھتے ہو
 کہنے کا ہو کس زبان کو یارا
 ہو گا یہ ستم بیان کس سے
 اب آئے ہو جبکہ آچکا حشر
 گل ہو گئی شمع بزم شاہی
 ماتم کرو سر پہ خاک اڑاؤ
 سن ہو گئے سب کے سب یہ سنکے
 لیون حال تباہ کر رہے ہو
 لہنا نہیں فال بد کا لازم
 لب پر ہوئی جب یہ بات جاری
 دیکھا تو بدن میں حس کہاں ہو
 رونے لگے دیکھ کر یہ وہ سب
 جاتا رہا نیک و بد کا بھی ہوش

رونے کا غسل ہوا جونا گاہ
 بچل ہوئی زلزلہ سا آیا
 کہتے ہوئے اسے اسے خام
 در بالون نے سر کو در پہ مارا
 عشرت کہہ تھا سراے ماتم
 تھا عیش محل میں شاہ جمہاہ
 گھر پایا یہ سنکے وہ منہ راز
 شہ پر نہ کھلا تھا کچھ یہ اسرار
 کی عرض کو تنگ حوصلہ ہو
 کچھ رونے کی آرہی ہو آواز
 بولی ملک کہ ہاں بجا ہوں
 پہلو میں یہ دل ہو شکل بسمل
 خورشیدی سی ابھی ہوئی ہو کچھ دیر
 آج آفتاب کی جلا رہی ہو
 پھر اٹھی توڑپ کے اس جگہ سے
 کیا بیٹھے ہوئے ہیں آپ یاں پر
 دل میرا خبر یہ دے رہا ہو
 غمرونے سے جو اسکے یہ بین
 دل تمام کے ہاتھوں سے کراہا
 بدول نے کسی طرح نہ مانا
 دستور کو لیکے الغرض ساتھ

گھر لگے بندگان در گاہ
 کھرام ہر ایک نے عجبا یا
 رونے ہوئے در پہ آنے خام
 اگلون کیا آستان سارا
 کچھ اور نہ تھا سواے ماتم
 رونے کی صدا لگتی جونا گاہ
 سوچا کہ یہ یہ کہہ کی آواز
 جانتے میں آئی ایک مہلدار
 کچھ قصر میں غلغلہ ہو
 ہوش اپنے اڑا رہی ہو آواز
 کچھ درد سادل میں ہو رہا ہو
 انجمن سے پڑی ہوئی ہو شکل
 جو پیش نظر ہوا ہو اندھیر
 جلتی ہوئی آہ آرہی ہو
 رورور کے کہا یہ بادشہ سے
 کچھ بگنی وان متہر جان پر
 رو کر کوئی نام لے رہا ہو
 اٹھ آیا وہاں سے ہو کے بچپن
 منگو اون خبر یہ پہلے چاہا
 جانا اپنا ہی خوب جانا
 دستور کے دیکے ہاتھ میں

نور ہو ایون اللہ غناک
 کچھ بنگلی دشمنوں کی جان پر
 تو اپنی بھی زندگی ہی دشوار
 کہ کرتا تھا یہ دعا خدا سے
 گل ہو نہ مرا چراغ یارب
 کون ایسا ترے سوا ہوا ملک
 میں جا کے وہاں سنون پکھاور
 ہو شمع حرم سلطنت وہ
 جو اس پہ بلا ہو جلد رو کر
 رحمت کا امیدوار ہوں میں
 لڑتا ہوا اس طرح مناجات
 جو قہر تر و باد کھائی
 دل غم سے یہ کھیکر بھر آیا
 خدام نے دیکھا شاہ کو جب
 دستور کو لیکھا بنے ہمراہ
 لازم نہیں اتنی جمعیت راری
 وحشت ہوئی انکو اس خبر سے
 بولا رفقا سے یوں وہ غمناک
 اب صحن تک آگئے شہنشاہ
 حال انکا جو دیکھنے کو آئیں
 وہ بولے کہ اس میں خوف کیا ہو

کچھ کچھ تو امید وہیم کچھ باک
 کچھ بنگلی دشمنوں کی جان پر
 مر جائیگے ہم بھی آخند کار
 تو مجھ کو بچا لے اس بلا سے
 دل پر ہنومیرے داغ یارب
 بس تیرا ہی آسرا ہو مالک
 وہ مجھے ملے میں اس سے فی الفور
 ہو وارث تاج مملکت وہ
 اس عبد ضعیف کی مدد کر
 گو تیرا گناہ گار ہوں میں
 جاتا تھا وہ بتلائے آفات
 در بانوں سے ڈیوڑھی خلی پائی
 پروا اٹھوا کے اندر آیا
 کہنے لگے وہ سہیل سے سب
 آئے ہیں حضور شاہ حجاج
 اب سمجھیے اپنی ہوشیاری
 پھینکی منڈیل اپنے سر سے
 اللہ ہوں آپ لوگ خاموش
 اس شخص کا باپ بھی ہو ہمراہ
 پوچھیں تو بتا دیکھا بنائیں
 ہم سب میں ہر ایک بیٹھا ہو

جو حال ہو صاف صاف کہیے
 ابیں میں یہ ہو رہی تھی تقریر
 جو آگے حسد و فلک جاہ
 ہر ایک اٹھا براے تعظیم
 بولا یہ سہیل سے وہ ناشاد
 بن آیا سہیل کو نہ کچھ اور
 ضبطی سے وہ مال اٹھکے آنا
 آنا نہ پسند کوئی منشا اور
 وصلی کے نکلنے کی وہ صورت
 تصویر کا پھر وہ ہاتھ آنا
 تصویر کا ہاتھ سے نہ دینا
 ہو کر مٹیاب اس کا رونا
 سب کہہ کہہ کہا کہ اے خداوند
 شہر اشکو نے خون کے دھور پہن
 یہ سنکے ہوا وہ آبدیدہ
 کچھ رنج کی جا نہیں ہو حضرت
 اب صبر کو ہاتھ سے نہ دیکھ
 غفلت کے صاف ہیں اطوار
 اس امر کی سہل ہو یہ تدبیر
 بالین یہ فقط سہیل جانے
 ہو جائینگے بظرف یہ آثار

ایک ذرہ نہ کچھ خلاف کہیے
 ٹھہرائی تھی عرض کی یہ نذر ہیر
 اشک آنکھوں میں اور لب پہچی آہ
 ہر شخص نے کی ادب سے تسلیم
 ہاں جلد بیان کرو یہ روداد
 وہ ہر ادیا سارا حال فی الفور
 شہزادے کا ہیر جانا
 حسد و قون کے کھولنے کا وہ طور
 اور پڑھتی وہ درد کی عبارت
 پھر ہر طلب وہ اپنا جانا
 جھنجھلا کے وہ شہ کا پھیر لینا
 چلا کے وہ پھر خموش ہونا
 اس وقت سے ہم ہن غم کے پابند
 تقدیر کو اپنی رو رہے ہیں
 بولا یہ وزیر سن رسیدہ
 یہ وقت بکا نہیں ہو حضرت
 اور سجدہ شکر جلد کیجے
 ظاہر ہو کہ عشق کے ہیں آثار
 ہٹ جائیں یہاں سے کو دک ویر
 مطلب کے سخن زبان پہ لائے
 اک چشم زدن میں ہو گئے شہزاد

کبریا میں نہ آپ اب خدا را
 باہر گئے وہ ان سے اہل محفل
 اہستہ سے پہلے سر دہایا
 احوال راایت محبت
 احوطہ زلفت کے گرفتار
 احوط عشق و بتلا سے تصویر
 پروانہ شمع رو سے انور
 اشفتہ عشق طرہ ناز
 احو زلفت رسا کے تو گرفتار
 احو محو اداسے یار دلجو
 لیون مست شراب بنجود سی ہو
 اٹھو تو ذرا سنبو تو لند
 لاؤ ذرا خیال فرقت
 پچھ چند یہ عشق کی ہوتا نثر
 دل شاد ہوا جو اس صدا سے
 پوچھا سچ ہو کہا کہ جی مان
 اس وقت کیا ہو میں نے وہ کام
 نہ دیا کہ کیا کیا مری جان
 جو وقت ہوئے تھے آپ بہوش
 نادان محض تھے جو ہم سب
 چو نچا دانتک جو شور افغان

اس جن کا پہل ہوا تو مارا
 بالین پر رہا سہیل بیدل
 سحر ٹھیک کے زبان پر یہ لایا
 و احو حافظ آیت محبت
 و احو کشتہ تیغ ابر و یار
 معشوق جان فدا سے تصویر
 دیوانہ کا کلی معنبر
 و ارفشہ حسن جلوہ پرداز
 احو تازہ اسیر دام دلدار
 و احو کشتہ تیغ تیزاب رو
 کیا مال خواب بنجود سی ہو
 نکلی ہو عجیب وصل کی راہ
 اب دور رک و مال فرقت
 تقدیر سے بن پڑی ہو تیر
 دیکھا اے چشم نیم واسے
 نکلیں گے تمام دل کے ارمان
 اب آپ کے سر نو گام الزام
 کی عرض کہ بن پڑا ہو عنوان
 اس حال سے دور احو خطا پوش
 رونے لگے یک یک ہم سب
 خود آئے جناب نعل سبحان

تشریف وہ جس طرح بیان لائے
منوم و حشرین طول و عکین
وہ ضعف بصیرت مال یعقوب
ہر ایک قدم پہ لڑ کھڑے آتے
فرمایا یہ سارا حال سنکر
یہ خوبی بخت نارسا ہو
لوٹ آنے کا بیان نہ حکم دیتا
اس لوٹ نے ہائے محکوم لوٹا
کی عرض یہ میں نے دست بستہ
جو ہونا تھا وہ تو ہو چکا اب
قسمت کے لکھے کی کیا خبر تھی
ان باتوں کو اب تو دور کیجے
کچھ یہ قصد چار ناچار
باتوں میں نہ اسکی دخل دینگے
یہ امر ترین مصلحت ہو
یوں عرض کیا جو میں نے اُن کو
ہو نام خدا وہ خود سمجھدار
بچہ نہیں نا صبور میرا
جو چاہے کرے وہ خود ہوشیار
اب تمہاں ہو کہ حشر و زمان سے
آپ اُسے تو اُنکے پاس جانوں

اُس شکل سے پھر خدا نہ دکھلائے
پر خون و پر آب چشم حق بین
بو حاتمہ یوسفی کی مطلوب
جیب آئے بیان پہ آتے آتے
اپنا بھی ہو کیا جبر امتدر
سبح پوچھو تو اپنی ہی خطا ہو
تو کیوں یہ لال مول لیتا
مجھے مرے دل کا چین چھوٹا
اب کیوں میں حضور دل نکلتے
تھی اس میں حضور کی خطا کب
نقد یہ فقط بگاڑ پر تھی
کچھ رنج نہ اے حضور کیجے
اُس گل کو خدا کرے جو ہشیار
جو عے کہیا مان لینکے
آگے بس اور خیریت ہو
فرمانے لگے یہ ظل سبحان
بد بات سے ہو گی آپ اُسے عار
خمیدہ ہو وہ غیور میرا
ہکو نہیں اس سے کچھ سرکار
افسراری لے لیا زبان سے
کہ سنکے پھر اپنے ساتھ لاؤں

فرمایا کہ جاؤ جلد جاؤ
 آیا یہ وہاں سے جلد اٹھ کر
 جہرے پر شگفتگی نمودار
 بشاش سہیل کو جو پایا
 فرمایا کہ کیوں سہیل کیا ہو
 مطلب کی سنی جو مجھے گفتار
 سلطان کو کیا پھر اس سے آگاہ
 فدوی نے جو دیکھے طور بطور
 اسوقت کا مقتضای ہی تھا
 مانع تھی عقل و وراندیش
 کچھ کر گیا اُنکا پاس فدوی
 بائین عرض اس طرح بنا کے
 سرخم کیے باپ کو جو پالہ
 تسکین بخشی دل و جگر کو
 پوچھا کہ کو مزاج کا حال
 کی عرض کہ آپ کی دعا تھی
 سینہ میں وہ در و جا گسل تھا
 اب تک تو نہیں حواس حضرت
 فرمایا تھا راحق بجانب
 ایسا ہی یہ درد ہو مری جان
 گو روح تو ہو گئی ہو بیکل

فخرہ تازہ کوئی بست او
 بیٹھے تھے جہاں حضور یا ہر
 دانتوں سے عیان مٹھی کے آثار
 سلطان زمین بھی مکرایا
 کی عرض کہ فضل کس پر یا ہی
 ہشیار ہوئے ہیں آخر کار
 پھر عرض یہ کی کر اوشہنشاہ
 یون راہ پہ لایا اُنکو فی الفور
 شہزادے کا مدعا یہی تھا
 مجبور ہوا اگر یہ غم کیش
 کچھ آپ تھا جو اس فدوی
 لایا سلطان کو ساتھ جا کے
 بیٹے نے قدم پر سر ٹھکایا
 چھاتی سے لگایا پسر کو
 کیون اتنا اُداس ہو مرے لال
 جو ہو گئی یون طبیعت ابھی
 آگاہ کچھ اُس سے میرا دل تھا
 کس طرح نہ ہوں اُداس حضرت
 کیونکہ ہوا خستہ لال غالب
 کر سکتا نہیں تحمل انسان
 پر شکر کہ ٹل گئی یہ کل بل

دنیا کے دنی میں تا قیامت
 جی چاہے اگر نواہی مری جان
 ارشاد پورے ہو کے مجبور
 وہاں بھی ملک کی غیبت حالت
 سمجھائی تھیں بی بیان کہ ادا
 گودل پہ لال لائق ہو
 رونے کی ہو یہ سبیل کوئی
 ہو طرفہ یہ چاہ وہاں سے پیار
 سمجھائی تھیں سب وہ طعن سے گو
 رد و کے بچاڑین کھا رہی تھی
 بنیاب ہو دل اب آؤ جانی
 اب ہو دم واپسین ہمارا
 دم آنکھوں میں ہو برائے دیدار
 تیار ہی منزل عدم ہو
 اللہ اب آؤ جلد آؤ جان
 کوئی تو نکالو صورت دید
 لازم ہو ترسم ای مرے لال
 ایک سانپ سا دل پہ لٹتا ہو
 کیا تجھی ہائے میرے جانی
 کس درد میں مبتلا ہو داری
 کیا کوئی ہو جلد آؤ داری

اللہ تمہیں رکھے سلامت
 اب گھر میں چلو کہ سب میں حیران
 ہمراہ ہوا وہ غیرت عور
 برپا تھی محل میں ایک قیامت
 اچھا نہیں یہ شگون واللہ
 شرابان ہوں ہر دم یہ حال ہو
 کیا ہوتا نہیں علیل کوئی
 صاف اس سے تو دشمنی ہو اظہار
 پرستی تھی ایک کی نہ وہ تو
 کہہ کہ کے یہ غل مہار ہی تھی
 دیدار بہن دکھاؤ جانی
 مضطر ہو دل حنین ہمارا
 حسرت نہیں کچھ سولے دیدار
 اٹکا آنکھوں میں آکے دم ہو
 دنیا میں ہوں کوئی دم کی صحت
 رہ جاے نہ مان کو حسرت دید
 یہ ماد غنہ وہ ہو جیال
 رہ رہ کے وہ درد ہو رہا ہو
 کیا آئی بلائے ناگہانی
 کیوں لیتے نہیں خبر ہماری
 تصویر مجھے دکھاؤ داری

بیان پیش نظر سپر کی صورت
 بیان اور ہی کچھ خیال دل میں
 بیان عشق سپر میں یہ پریشان
 دونوں میں ہر ایک اپنی جانب
 جب نام خدا ہوا وہ ہشیار
 بولی یہ خواصوں سے وہ مضطر
 تم ہی چون کو بھی ساتھ لاؤ
 میں ناگوار دعا کہیں یہ آمین
 یہ کہنے لیا ہر اک کو ہمراہ
 ہاتھ اپنے اٹھا کے اکیباری
 ایو دار حوے درد ہر دل جان
 ایو امی دوا فح بلیات
 دامن گل آرزو سے بھر دے
 ناجینہ کنیز کی مدد کر
 بچھ جائے نہ وہ چہراغ میرا
 حال اٹکا نہ غیر کچھ سنو میں
 کر لے یہ دعا قبول میری
 مجھ پر مشتمل ہوئی ہو پوری
 یا رب بطفیل لوح محفوظ
 یا رب بطفیل چاروہ تن
 رورو کے یہ کہتی تھی وہ غمگین

وہاں اور ہو کچھ مت کی صورت
 وہاں عشق سے اکٹلا دل میں
 وہاں سر یہ سوا عشق جانوں
 مطلوب کے دیکھنے کا طالب
 وہاں ختم گیا درو دل اکابر
 میں صحن میں جاتی ہوں کھلے سر
 قرآن شریف بھی بھنگاؤ
 برائے مرا و قلب غمگین
 اور صحن میں روتی آئی وہاں
 مانگی یہ دعا باہ و زاری
 وای چاروہ کار و درمندان
 وای معطلی مسکلات حاجات
 بچے کو مرے صبح کر دے
 مالک مرے اس بلا کو دکر
 ہو جائے خزان نہ باغ میرا
 تنکے نہ فراق میں چون میں
 امید ہوا ب حصول میری
 اندھے کی وہی ہو ایک ملائی
 رکھ اٹکو تو ہر بلا سے محفوظ
 سب پر ہے وہ میرا گلشن
 سب بی بیان کہ رہیں تھیں آمین

و ان تیر دعا پڑھت چچا یا
 بس پھر تو خوشی سے بے تال
 بولی کہ رحیم شکر تیرا
 تو بڑی کی دعا قبول کرنی
 پھر سر کو جو خاک سے اٹھایا
 اس چاند سے رخ کی لیں لائیں
 موقوف ہوئی وہ آہ وزاری
 چل گیا غسل آرزو میں
 پھر صدقے خوشی خوشی اترے
 حاضر ہوئیں گائین خوش آواز
 انعام کی دھن میں راگ لائیں
 جب تان میں کچھ گلا ہلایا
 ٹھوکر جو کبھی لگا فی سہم پر
 گانے کا جو بھاؤ سب کو بھایا
 کچھ دیر غرض ٹھہر کے وہ ماہ
 دھچکا جو سہیل نے قمر کو
 پروانہ کی طرح شمع مرغ پر
 جب قصر میں آئے دونوں کہاں
 رخصت تو نہ دینگے شاہ جمہا
 اب کیا کریں کچھ بتاؤ تدبیر
 رخصت کا ہو گا کوئی سامان

یان غسل ہوا شاہزادہ آیا
 سجدے کو چھگی زمین پہ وہ گل
 محروم نہ توئے مجھ کو پھیرا
 جھولی مری بھیک سے یہ بھری
 پہلو میں اس اپنے دل کو پیا
 جھاتی سے لگا کے دین دعائیں
 تسکین ہوئی دل کو ایک باری
 گھر بھر میں ہوئیں خوشی کی دھن
 گھر والوں نے سر قدم پیارے
 سرتاب قدم کر شمشاد ناز
 کیا کیا اونچے سروں میں گائیں
 اللہ ری کشش کو دل گھنچ آیا
 لی آن کے گر پڑی قدم پر
 جو مانگا وہ گائون نے پایا
 رخصت ہو آیا دان سے ناگاہ
 قدموں پہ ٹھیکایا اپنے سر کو
 قمر بان ہوا وہ ماہ پیکر
 بولا پتھر کہ احوں نادار
 اٹھ گیا نہ یہ ملال بانگاہ
 کس طرح ہوں سوے مار گہر
 اس رنج میں مفت چائیں گے

بولایا سہیل واہ حضرت
 جان آپ کے دشمنوں کی جانے
 آپ اسکا ہین کیا آل سوچے
 ابھی نہیں اس طرح کی تصویر
 کام ایسا ہو کونسا یہ مشکل
 یہ سچ ہو پر اے بس میں ہیں آپ
 ہر شے یہ ابھی تو دسترس ہو
 یوں نیچے عقل و فکر سے کام
 یہ آپ نے کس سبب سے جانا
 مانگی کب جو ملی نہ رخصت
 کیونہ میں میں آگئی ہو یہ بات
 میں صاف کہوں کہ یہ تو ایسا
 حیرت ہو کہ آپ سا خردمند
 اول تو ہوا جہاں سے تصویر
 کیا جانے جس طرح ہو کیا ہو
 طرہ اشپہ بھی ہو یہ اک اور
 کتنا ہوں میں صاف پیر و مرشد
 سن سن کے سہیل کی یہ تقریر
 ایسا مجھے تم سڑی نہ جانا
 رخصت تو نہ دی ہوا ورنہ دینگے
 کہ ایکھونا اس میں سوچ کیا ہو

بھی

ہو جان کا کیا گناہ حضرت
 ہکو تو یہ ٹھکھڑے نہ بھائے
 کیا فائدہ ایسی گفتگو سے
 دشمن کہیں ہوں نہ پا بہ زنجیر
 ہو سکتے ہیں عبث حضور بیدل
 پر قید نہیں نفس میں ہیں آپ
 پھر مرنے کی کسلیہ ہو س ہو
 ہو جس سے نہ نام عشق بنام
 رخصت کا کہیں نہیں ٹھکانا
 پر ہم نہو آپ کی طبیعت
 رخصت نہ لگی ہو کوہیات
 جہاں کا ہو طریقہ واسطہ
 ہو جو ہو یوں الم کا پابند
 حضرت ہوئے مبتلا تصویر
 سمجھے نہیں اور دل دیا ہو
 چہرے سے عیان ہیں غور غور
 ہو میرے خلاف پیر و مرشد
 نہ مایہ کہ اسی سہیل دگریر
 کہنے کو حرمے یقین مانو
 بیکار کے کیوں وہ غم سہیل
 پر اتنا تامل اک ذرا ہو

درخواست اگر ہوئی نہ منظور
در تک بھی نہ جانے پائے پھر
اس سے تو ہو یہ صلاح بہتر
صحبت میں بھی کوئی کچھ نہ جانے
جب یا ان سے نکل گئے تو عباد
کی عرض کہ یہ تو سب بجا ہو
خبر دیا کہ ابو خسیم و دانا
کی عرض کہ جانے دینگے تنہا
فرمایا کہ ساتھ ہو گا شکر
نہ کہ بہن قدم پر سر دھریں گے
کی عرض کہ اس سے کچھ نہیں کام
خبر دیا کہ بیوقوف ہو تم
ان لوگوں کے ساتھ بہن ہو کیوں
کی عرض کہ یہ بھی ہنسنے مانا
اور پوچھینگے حال شاہ عالم
فرمایا کہ جب وہ وقت ہو گا
غصہ سے خطاب ہم پہ ہو گا
اُس بات کا ٹکڑا خوف کیا ہو
ہر طرح سے بہن بہن گنہگار
کی عرض کہ سب بجا ہو حضرت
ہر طرح سے ابو بندہ ہارا

تو ہو گئے سب طرح سے مجبور
بچتاؤ گے زک اٹھاؤ گے پھر
آئے ہی نہ یہ بیان زبان پر
جل ٹکڑا عرض کسی بہانے
ہو سہل ہر ایک امر دشوار
چلنے کا بہانہ کونسا ہو
ہو خوب شکار کا بہانا
جو لے گا آپ اپنا رستا
نقصان ہمارا کیا برادر
یا ہمے مخالفت کرینگے
پڑا گئے نہ جانے دینگے اک گام
کیون عقل تمھاری ہو گئی گرم
چلے نہ ہو اُسے تم کہو کیوں
پر جبکہ بیٹ کے ہو گا آنا
کیا دیکھیے گا جواب اُس دم
دے لینگے جواب بھی ہم آنکا
ہو گا تو عتاب ہم پہ ہو گا
وہ بھی تو ہمارے سر بلا ہو
اس سے بھی تمھیں نہیں سرو کا
تقریر کو ہو کمال وسعت
پر یہ تو بتائیے خدا را

حضرت جو کہین مجھے بلا کر
 اس وقت میں سر جھکا لیا جائے
 فرمایا کہ ہاں خوش رہنا
 بولا وہ کہ یہ تو کیجے ارشاد
 اس ملک کا خاص نام کیا ہو
 فرمایا کہ یہی سہل ہو سب
 اس کو بھی سمجھ گیا یہ بخور
 مرکوز ہوئی ہو قطع الفت
 اس کا بھی ہمیں نہیں ہو کچھ غم
 کس موقع یہ کی ہو کج ادائی
 بس دیکھ لیا کہ اتنے تھے آپ
 شیخی جو بہت بگھارتے ہیں
 کیا سہل ہو دوستی کسی کی
 مشکل ہو کٹھن میں کام آنا
 ہو یا کہ نوئے کوئی ہمراہ
 اس کی امداد کم نہیں ہو
 حافظ ہو وہی مسافروں کا
 کی درد سے اس طرح جو گرفتار
 کی عرض کہینو گا واللہ
 دل میری طرف سے صاف ہے
 کیا منہ جو کروں میں جان نثاری

کیون عرض کیا نہ ہے اگر
 یا اس کا جواب کچھ دیا جائے
 جو ہم کہین بس وہ تم بھی کہنا
 کچھ آپ کو راستے بھی ہیں یاد
 کیا اٹھکان نشان کیا پتا ہو
 پر آپ کا اور یہی ہو مطلب
 چلنا نہیں آپ کو ہو منظور
 ہر بات میں ہاں ہی سے حجت
 تنہا ہی روانہ ہونگے اب ہم
 ایواہ ری ثابت آشنائی
 بس کھل گیا ہم پہ جتنے تھے آپ
 وہ وقت ہی برتو ہارتے ہیں
 بیت جاتی ہو اس میں آدمی کی
 آسان نہیں کڑی اٹھانا
 ہر طرح نباہ دیگا اللہ
 وہ ساتھ ہو کوئی غم نہیں ہو
 حامی ہو شکستہ خاطر وں کا
 گھبرا گیا وہ غریب اک بار
 خدای بھی ضرور ہو گا ہمراہ
 تقصیر ہوئی معاف کیجے
 مشکل ہو بہت وفا شعاری

ہم آپ سے دوستی کرینگے
 ہم کیا ہیں ہماری آبرو کیا
 مالک ہیں حضور ہم تک خوار
 رخسار پہ آگے اٹک بہر
 ارشاد کیا کرنے اکبر
 کچھ ہمیں نہیں خط امتحاری
 خوشد یا حضور سر کو
 بیاب بہت جو پایا اُسکو
 جبر بولا کہ او سہیل ذیجاہ
 اس طرح کی تمہنے ہے گفتار
 پر کیا کہیں تمہے حالت دل
 کی عرض کہ جی نہیں خداوند
 اس ذکر سے اب مال کیا ہو
 دل سے یہ لال دور کیجے
 جہاں ہوں حضور شاہ عالم
 یہ لکے وہ ذیغور و ادراک
 و کیا تو ہو تخلیہ کی صحبت
 چہرے سے ثبوت فکر ہو کچھ
 سلطان نے سہیل کو جو دیکھا
 کی عرض کہ خیریت تو سب ہو
 شہزادے کو ہو خیال رخصت

و م الفت و عشق کا جبرینگے
 خادم سے ایسی گفتگو کیا
 ہر حال میں بین مطیع سرکار
 سر رکھ دیا پاؤں پر یہ کہہ
 کیوں کرتے ہو بے سبب گنگار
 تقصیر ہو کیا بھلا نصاری
 لوہر خند اہٹاؤ سر کو
 یہ لکے لگے لگا یا اُسکو
 ہلکو بھی ہو اسکا رخ واللہ
 آگے بھی سنی تھی او و خادار
 یہ بھی اک تھی جہالت دل
 ہوں آپ نہ اب زین خداوند
 اُن باتوں کا اب خیال کیا ہو
 عہد مہر او حضور کیجے
 رخصت لیتا ہوں میں اسی دم
 ہو بچا خدمت میں شہ کی غمناک
 دستور عقیل سے ہو خلوت
 سمجھا کہ شہ کا ذکر ہو کچھ
 منہ پایا کہ خیر تو ہو بیٹا
 حاضر ہونے کا یہ سبب ہو
 فدوی سے ہو گر سوال رخصت

کیا عرض کرے سہیل ناشاد
 فہرما یا کہ اس میں ہم ہیں مجبور
 بولا یہ وزیر نیک بندہ سیر
 اگر اب جواب صاف ہوگا
 بچے ہیں کہیں بگڑ نہ جائیں
 کہ سننے کے کچھ آپ اپنے ہی سے
 میرے نزدیک نہو یہ بہتر
 دل اُنکا کسی طرح سے بہلاؤ
 سلطان نے جو بان کہا زبان سے
 خدمت میں مت نہ جان کی آیا
 فرمایا ہوشہ نے دل کو بہلائیں
 اس سیر میں خوب سیجے سیر
 راضی کر کے اُسے بہر طور
 سونے گیا پر نہ آنکھ جھپکی
 تڑکے سے اُٹھا وہ نخواستہ حیر
 ان باپ سے ملے آخر کار
 باہر آیا وہ ناشاد و خرم
 چھوڑے ان نے جو ہاتھ اُسکے
 اندر ملکہ تھی تیس سال
 چاہا کہ چلوں پسر کے ہمراہ
 منت کر کے وہیں پہ روکا

منظور جو ہو وہ کچھ ارشاد
 ہرگز نہیں اُنکی مان کو منظور
 اچھی نہیں اس طرح کی تقریر
 بالکل اُسکے خلاف ہوگا
 دشمن پھر اُسکے پُر نہ جائیں
 دھو بیٹھیں نہ ہاتھ زندگی سے
 کہنا بھی تو گول گول جا کر
 کہ سننے کے پے نہ نکالے عجب اُو
 رخصت ہوا جلد یہ وہاں سے
 پوچھا تو وہ حال یوں سنایا
 ہاں سیر و شکار کے لیے جائیں
 کل صبح کو چلے اب مع الخیر
 لایا وہ خاگہ میں فی الفور
 چون توں اُتھیں وہ رات کاٹی
 رخصت کے لیے گیا سویرے
 جلدی پھرنے کا کر کے اقرار
 دو دن کا بہان نکل گیا دم
 کی جسم نے روح ساتھ اُسکے
 باہر حشر و کمال بیدل
 پر قدموں پہ گر پڑا وہ ذیکار
 دستور بڑھا اُسے بھی ٹوکا

شکل

کتنے سے سب گلاب پانی لکلا گھر سے وہ یار جانی

رخصت ہو کر روانہ ہونا قمر جہان کا اور گم ہونا مرکیان بیڑیان کا
ٹھوکرین کھانا دشت بُرخار کی چھر ملاقات ایک مرد
خضر کردار کی مشاہدہ کرنا جمال پر نژاد کا شاد ہونا اُس نامراد کا

<p>ایسی ساقی مہر و شکر گل اندام بیٹھے رہے کی نواب تک سیر منظور نظر سفر ہو ساقی بو تل سے نکال بادۂ تاب شیشے میں پری اُتار ساقی طاقت مجھے یا نسے آ کے لیجاے ہو تا بلدی رنہیق و رہبر اسو طبع محیط بن کے بہنا صر صر مری گرد پانہ پاسے الفصہ ہوا سوار وہ ماہ گریان نالان ہر اک کو چھوڑا ہمسراہ رکاب خلقت شہر اک دم سے چل پہل تھی ساری نام کے تک آیا جبکہ وہ گل غرام کے ہر اک کی تسلی</p>	<p>دے بھر کے سے مسرور کا جام اب دیکھنے کے صورت فلک سیر اور نشہ اُتار رہی ساقی دورے کے لیے ہو قلوب تیاب کھو دل کا مرے بخار ساقی منزل پہ ہوا اُڑا کے لیجاے پتا د اوقت بخت ہوں سراہم بچھٹ کی طرح نہ نیچے رہنا عفت ابھی مرا پتا نہ پاسے سامان شکار لکے ہم سہراہ اور باگ کے ساتھ شمع کو موڑا پیچھے پیچھے رعیت شہر رونق بھی رکاب میں سدھار رو کا گلگون کو بے تامل رخصت کیا سب کو جلدی جلدی</p>
---	--

جب آکے ملا سہیل سہدم
 گھوڑے تہران پری کی صورت
 کاکل پر یون کی یال جنکی
 جاندار و فاسرشت عنازی
 بانی پہ پھرین تو سہ نہ تر ہو
 بن بن کے نسیم یہ جو آئین
 شرمائے صبا جو بانوں دھوین
 مستانہ جو دیکھلے یہ رفتار
 گلفام و پردوش و سمن گوش
 توصیف کا لکھ سکا نہ نامہ
 القصہ وہ مست بادہ عشق
 اک دشت بین سبزہ زار پاکر
 دور و زکے بعد و ان پہ اترا
 دو دن جو اٹھائی تھی صغوبت
 پر نیند اسے کس طرح سے آتی
 جب ہونے لگی اذان سحر کی
 آنکھیں نہا ہوا اٹھا وہ
 اُسکو آرام میں جو پایا
 اک دم میں وہ دونوں ہوتیار
 گھوڑے بنگر چلے جو بن میں
 پر یون کی طرح اڑے وہ خوشرو

لی باگ بڑھا ہر اک سہ
 بے پراڑنے کی جنین طاقت
 دیکھ کرین کبک چال جنکی
 جلنے میں شیک روی بھی تازی
 بتلی گو نہ آنکھ میں خبر ہو
 گلشن میں عجب گل کھلا میں
 سبزہ سارا نہ سال کر دین
 ٹھوکر کھائے تدر و کھسار
 صرصر تک و سرفراز گلپوش
 عاجزہ آیا کمیت خامہ
 طوکر کے تمام جادہ عشق
 اپنی سرحد سے دور جا کر
 خیمہ ہوئے جلد جسد بر پا
 اک شب فرمائی استراحت
 کوٹا کیا ساری رات چھاتی
 آواز آنے لگی گجر کی
 خیمہ میں سہیل کے گیا وہ
 جلدی سے جگا کے ساتھ لایا
 ترڑکے ہوئے مرکبوں پہ ہوار
 طاؤس وان ہوئے چمن میں
 سب چو کرڑی اپنی بھولے آہو

پایا نہ صبا نے گرد پا کو
 طو کر گئے منزوں کا میدان
 جب بادِ شہ سریرِ اخضر
 دن خاکِ آلی شب کی باری
 اترے گھوڑوں سے دُوزخِ گلاب
 پہلی جنگل کی آج ہو رات
 شورہ کرنے سے پہلے یہ پایا
 گھوڑے ہوئے مطلق العنان جب
 کھائیں جنگل کی جب ہو ایلین
 سبزہ پا کر خوشی میں پھولے
 حیران بھرا کیے وہ نادیر
 آخر ہوئی ستر سے لڑائی
 شہزادہ کا مرکب و خادار
 جتنا تھا وہ اس طرف کو آتا
 اللہ نے اسکو تو بچپایا
 وہ نیرِ روز کا علمدار
 نکلا مشرق سے بے تامل
 یعنی کہ ہوئے سحر کے آثار
 چلنے کا قریب وقت آیا
 پامرد تھا بکہ شاہزادہ
 طو ہو گیا سبزہ زارِ جہدم

بتلا گئے دیون ہوا ہوا کو
 دین ساہو آگیا سسین کیا جان
 شہرِ مغرب میں پہونچا جا کر
 پہونچی اک وشت میں سواری
 ٹھہری یہ صلاحِ آخر کار
 کاٹو چڑھ کر شہر پہ اوقات
 پتوں میں درخت نے چھپایا
 بھرا ایک جگہ ٹھہرتے ہیں کب
 اک دہننے گیا تو ایک یا ایلین
 جس راہ سے آئے تھے وہ بھولا
 جنگل میں کہیں پہن گیا شیر
 جان اس پہیل نے گنوائی
 تھا اور طرف کو گرم رفتار
 اتنا ہی تھا دور رہتا جاتا
 پر یان نہ کسی طرح سے آیا
 جب رخش فلک پہ ہو کے سوار
 اور ماہ کی شمع ہو گئی گل
 اترے دو دُوزخِ شجر سے اکبا
 گھوڑوں کا مگر نشان نہ پایا
 گوتا پڑتا چلا پیادہ
 رخصت ہوئی وہ بہارِ جہدم

کانٹون کا ملا وہ قلب جنگل
بالکل کھن پاپوے جوائنگار
کپڑے ہوئے تار تار سارے
عریان جو ان گلوں کو پاپا
سنگ آمد سخت تھالیں یاد
خارون سے بھی اُلجھ پڑے وہ
گوگل تھا اُنکو سست کرتا
ہمت کو کسی طرح نہ ہارے
القصد اسی طرح کئی روز
اک دن چو اکوہ پر گذارا
تھا صورت کوہ طور روشن
کلیان تھیں جو گل کی چاک بہو
کیتا اُسکا بنانے والا
ببل لب گلپر رکھکے منفار
وہ سرو کا جھوٹا لب جو
تھم تھم کے نسیم کا وہ آنا
میوون کے وہ اک طرف کو شہار
بچی پڑتی تھی رال جنس پر
رہ رہ کے جو تھائیں جھوٹی تھیں
تھے وجد میں طائران خوشخو
اُن جانورون میں ایک طاغر

سرکش وہ بہت تھا اور پیدل
چلنا ہوا اک قدم بھی دشوار
عریان ہوئے محنتوں کے مارے
دامن میں بہاڑے چھپایا
کائی وہ راہ شکل منہ باد
شیرون سے کسی جگہ لڑے وہ
پر شوق تھا عزم چپت کرتا
دم لے لیا تھکے پھر سہاڑے
جنگل میں پھرے ہم وہ دلسوز
گلدستہ تھا وہ بہاڑے سارا
خوشبو سے بسا تھا اُسکا دامن
تھا گل کی طرح وہ کوہ خوشبو
ہر رنگ کا پھول تھا نرالا
کبھی تھی ہزاروں کے اسرار
وہ وجد میں فاختہ کی کو کو
ہر ایک قدم پہ گل کھلانا
بیل سیب جنان سے بھی مزید
دانتوں کا رہا خیالی جنس پر
اُس پاک زمین کو چومتی تھیں
لیک و دراج و قازم تہو
شیرین گفتار نیک طائر

عالی ہمت بلند پر دواز
 حمد اپنے خدا کی کر رہا تھا
 دُوبی ہوئی در دین وہ آواز
 ہوش اُڑتے تھے اُسکی گفتگو پر
 شہزادے کو دیکھ کر پکارا
 آئینہ ہو مجھ پر حال تیرا
 جب سے تری راہ تک رہا ہوں
 دیوانہ ہوں تیری آرزو میں
 اے منزل رنج و غم کے سالک
 اے رہبر و جاوہ عشق
 ایذا تو نے بڑی اٹھائی
 بھیجا ہوا ایک ولی کا ہونین
 کچھ دور ہو مان سے اک بیابان
 دہنے جانب کو اُسکی ہو راہ
 کامل ہر فن میں ہو وہ دانا
 ہوتی ہیں سفر سے چار اکھین
 کب دوسرے کو وہ مانتا ہو
 ہر علم میں اُسکو دسترس ہو
 ہر ایک زبان بولتا ہو
 اس عہد میں ہو وہ قطبِ عظم
 ہر راز سے بسکہ ہو وہ وقف

دیکھو کس قدر
 عظیم الشان ہے

پر کھولے ہوئے تھا نصیب داز
 دم عشق میں اُسکے بھر رہا تھا
 وہ لنگے وہ چھپے خوش انداز
 بیٹھا تھا ایک سرو جو پر
 اے شہرِ حلب کے ماہ پارا
 دور و ز سے ہو خیال تیرا
 مجذوب کی طرح یک رہا ہوں
 شہرہ ہوں تیری جستجو میں
 آجل کہ منتظر تھا سارکے
 اے زب و ساوہ عشق
 شاہنشاہیت کرمی اٹھائی
 اب اُسکا نشان بھی تجھ کو دہن
 نام اُسکا ہو خطہ عقید لان
 جیسا ہو مقیم وہ حق آگاہ
 دیکھے بھالے ہو اک زمانا
 اُسکی ہیں مگر ہزار اکھین
 ہر قلب کا حال جانتا ہو
 بندون میں وہی الہ رس ہو
 عقدے مشکل کے کھولتا ہو
 ہو نائب خالق و د عالم
 ہو اسم مبارک اُسکا کاشف

مین اسکا عیلام ہوں وہ سزاوار
 صحبت کا اُمی کی یہ اثر ہو
 خیر اس سے تو کچھ نہیں مطلب
 اک روز وہ صاحب کرامت
 آتا ہو طلب کا شاہزادہ
 سیدل گر پڑ کے چل رہا ہو
 ٹھوکر کھاتا ہو ہر قدم پر
 ہوساتھ اسکے سہیل ہزار
 رستے زبکہ نامبد ہو
 ثابت قدمی ہو ختم اس پر
 کاٹون مین الجھ گیا ہو وہ گل
 آئینہ ہوا اسکا روئے النور
 سبزہ بھی نہیں ہوا ہو اعزاز
 بے حاشیہ ہو کتاب رخسار
 عشق و لبہ مین چور ہو وہ
 تو یان سے شباب ہو روانہ
 لکنا میرا سلام اسکو
 کاشف کو ہو انتظارت پر
 فرقت مین نہ کر ہلاک اسکو
 کیا تجھ سے کروں مین عرض ایاہ
 مجھ جس کو اپنے چاہتا ہو

آفا میرا ہو وہ خوش اطوار
 مناطق جو مجھ ایسا جانور ہو
 اپنے مطلب کی بات سن اب
 گویا ہوا یوں خلاف عادت
 رکھا ہو جنگ کا وہ ارادہ
 کانٹوں مین سے نکل رہا ہو
 چکر آتا ہو ہر قدم پر
 کام آچکا مرکب و ساز
 بیکار تمام جسد و کد ہو
 عالی امی ہو ختم اس پر
 مسدود ہو راہ چارہ بالکل
 جنگل کا ہو سب غبار اس پر
 ہو تازہ نہ سال گلشن ناز
 بے بالہ ہو ماہتاب رخسار
 غازی ہو جبری ہو سور ہو وہ
 اٹھا ہو بیان سے آب و دانہ
 پھر دیجیو یہ پیام اسکو
 دم بھرتا ہو بار بار تیرا
 دکھلا دے جال پاک اسکو
 قطرے کی ہو جسد کو بہت چاہ
 اس سے اکثر کراہتا ہو

ساری دنیا میں فرو ہو تو
 کامل تجھے عشق میں جو پایا
 چل جلد تہ ایک دم ٹھہر تو
 جدم سارک نے کی یہ تقریر
 سنئے ہوا ہی سہیل بچیاہ
 تم دیکھو تو اسکی کار سبزی
 قدرت کے ہن اسکی کاغذ نے
 ہو وہ نہ کہیں شگستہ خاطر
 سارک رہبر تھا اُنکے ہمراہ
 تیز اپنے قدم اٹھاتے آگے
 ہو بچے وہاں اُس سے کی ملاقات
 بھاتی سے ہر ایک کو لگایا
 پوچھا جو مزاج کا کچھ احوال
 دن زلیت کے پورے کر رہیں
 پوچھا کہ قضا کی کیوں ہو خواہش
 پوچھا کہ وہ غم میں کوئی غم
 پوچھا گھٹنے کی وجہ کیا ہو
 پوچھا کہ دوا کا نام بتلاؤ
 شربت ویدار کا ملے گر
 پوچھا یہی قول ہو کہا ہاں
 کا خفت یہ سنئے مسکرایا

اُسکے وہ ہو اور ایک مرو ہو تو
 لینے بھیجا مجھے میں آیا
 اب اٹھکی زیارت آپ کر تو
 بولایا شاہزادہ دگبیر
 کیا کہتا ہو طائر حق آگاہ
 کام آئی ہماری راستبازی
 اُسکو ہم کیا وہ ہم کو جانے
 اب جلد چلو کہا کہ حاضر
 بس چل ہی کھڑے ہوئے وہ بچا
 اُس خطہ میں آتے آتے آگے
 خوش ہو گیا صاحب کرامات
 اہل اسلا زبان پہ لایا
 کی عرض کہ شکر ہو ہر حال
 امید قضا میں مرے ہیں
 کی عرض کہ ہو عمنون سے کاہش
 کی عرض کہ جس سے گھل گئے ہم
 کی عرض کہ دردِ لا دوا ہو
 کی عرض کہ بس کچھ اب نہ فرماؤ
 ہو جائے شفا ابھی میسر
 فرمایا کہ بیچ کہا بایمان
 دوا ملکبان اُسکے آگے لایا

بولا عنت لگی ٹھکانے
 یہ سنتے ہی بس نظر اٹھائی
 دیکھی اس نور کی تجل
 شعلہ اک حق کا جو بھڑکا
 پیدا کی خیرگی نظر نے
 نگین ملکر جو ہاتھ اٹھایا
 بولا کاشف کہ غم نہ مراد
 شیرین ہو صبر علی کا بھل
 ہجر جانان میں جو مزا ہو
 شہزادہ جو ہو چلا تھا بہوش
 بولا کاشف سنی نصیحت
 پوچھا جلدی کا کیا سبب ہو
 فرماتے ہیں مجھے حضرت نل
 پہلو میں ہو جان کا جو دشمن
 یہ کہکے کہا خدا نگہبان
 بولا وہ ابھی نہیں ٹھہراؤ
 ٹھہرا یہ کچھ وہ کچھ بڑھ آیا
 دیکھا ہو جدھر کو جلوہ یار
 لے جائے اب دیر کیجیے
 سختی سے جی نہ چھوڑیے گا
 جو ڈھونڈتا ہو وہی ہوتا تا

دیکھ اپنے خدا کے کارخانے
 اک بام پر روشنی سی پائی
 بھولے جس سے یہ سب تقی
 رخصت ہوا صبر دل یہ پھر کا
 ہاتھ آنکھوں پر رکھ لیا تم نے
 وہ شعلہ وہ بام کچھ نہ پایا
 تھوڑے دنوں اور ضبط کر جاؤ
 آخر راحت ہو رخ اول
 وصلت میں کہاں وہ واقعا ہو
 سنبھلا تو سہی مگر تھا خاموش
 کی عرض کہ اب میں ہر گاہ رخصت
 بولا تاخیر اب غضب ہو
 جل ڈھونڈھ نکال اپنا قاتل
 کیونکر چین آئے مشفق من
 جاتا ہوا اب آپ کا یہ مہمان
 پڑھ دین بازو پہ کچھ ادھر آؤ
 دم کر کے دعا یہ لب پہ لایا
 وہ راو نہ بھولے گا زہار
 بسم اللہ اپنی راہ لیجیے
 مشکل سے ننھ نہ موڑیے گا
 گھبرا نہ کرم کریگا داتا

شامل ہوگی مرد خدا کی	گوخت ہو راہ انتہا کی
ترباک تب آدمی تک آئے	بہے جب سانپ سے کٹائے
ہاتھ آتا ہو اسکے شہد خالص	کھاتا ہو جو پہلے نہیں ناقص
اللہ کریم کے حوالے	بس جا منزل کا راستا لے
سلیم کی اور ہوا وہ رخصت	باندھ اپنی گرہ میں یہ نصیحت

کاشف سے رخصت ہو کر روانہ ہونا مقرر حبان کا بوجہات
 ترک کرنا حال ان آوارگان کوہ و بیابان کا شمع اُن
 پیر بزرگ کی استاد کی چھ کچھ تذکرہ شہر چگل کی شاہزادی کا

دے جام مجھے شباب ساقی	لا جلد شراب ناب ساقی
حقوڑی سی بات کو نہ دے طول	ہو جاؤں سبک پلائے دہ بھول
سستی مری کھوکھ کے تازہ دم	ای برسوں کے مہربان کرم کر
لکھنا ہو اچھے بیان نہ کرنا	او کلک سنبھل کے پاتوں دھڑنا
یہ وہ نہیں جس سے تو ہو آگاہ	ہمشیار کہ ہو یہ اور ہی راہ
نقیر کو دیکھ بھال لینا	بھگون تو مجھے سنبھال لینا
پیلون میں شراب لے لے تو دم	اب نشہ بھی رہ گیا ہو کم کم
کرنا ہو یہ عنم ہلاک مجھ کو	ہو منت عنب کی تاک مجھ کو
وان دختر ز کمال بیتاب	اس سمت تو میں ہوں بیخود خواہ
دکھلا دے جائی وہ صورت	ای پیر معنان کا دم سلامت
دیکھ آئے ہم آفتاب اپنا	لو ہو گیا دل کباب اپنا

لو اپنی تو ہو چکی کہانی
 لکھتا ہو راز کا یہ واقف
 دو انگلیوں سے جب اُسے لکھا
 یک ایک کے سامنے کھینچ آیا
 رونوں کی ہوئیں جو جابر انکھیں
 یان رہ گئے یہ تو تلسا کر
 پرحن میں اک تھا چشمہ آب
 نبھی کاشف نے یہ جوافا
 پر تو سے حسن کی قضا را
 تمھوں پہ متہ کا ہاتھ آیا
 غم پھیر لیا نہ دیکھا بھالا
 نذر سے کمال اُس ولی کا
 ناتھامر و صاف باطن
 ان آنکھ کھلی تو کچھ نہ پایا
 تو تھی بات درمیان کی
 شف سے ملا تھا جب وہ ذیشان
 میں ساتھ سب اُسکے انگلی ہمیں
 رو کوئی کوئی سر و آزاد
 رشید کوئی تو کوئی مہر و
 بی وہ گندھی ہوئی کسی کی
 رزا کوئی کیسے مولیٰ تھی

اب آگے قلم کی ہونبانی
 شمع احوال کشف کاشف
 دکھلا دے بے حشر کے وہ آثار
 پر وہ ہر آنکھ سے اٹھایا
 لرزے لگین ایک آنکھیں
 کوٹھے سے گری وہ خشن میں اگر
 برج آبی بن آیا مہتاب
 سوچا کہ نہ دیکھ لے یہ ناشاد
 خود و ان نہ رہا نظر کا یارا
 کاشف نے ہاتھ اُدھر یہ دایا
 اُس چشمہ میں جلد ہاتھ ڈالا
 یہ کام نہیں ہو آدمی کا
 طاقت یہ بشر میں غیر ممکن
 وہ اتنے میں کام کو بھی آیا
 تفصیل اب یہ ہو اس بیان کی
 تھی بلغم میں اپنے وہ خرا مان
 ایک ایک حسین اور حسن
 حورائیں کوئی کوئی پیر زاد
 ایک شغلہ مزاج ایک ہی خیر
 ایڑی تک تھی پڑھی شگفتی
 کوئی بادہ سپہ ہوئی تھی

کوئی سادی کوئی طرح دار
کوئی خود کام کوئی خود بین
کوئی اٹھ کر کوئی بچھ دار
بوڑھے سے قد مگر بدن گول
کالے کالے بڑے بڑے بلبل
نازک اندام سترن فام
شوخی طینت میں انتہا کی
رفتار میں حشر کے وہ انداز
باشاؤ اللہ سارا دھار
تھی بیچ میں مثل دل کے وہاں
لے گئے میں وہ نیک وقت آیا
یون نکلی ترپ کے کلب و فوجاں
مانسک کہ وہ ناز میں بانگی
دیکھا مثل اپنے اک پر ناز
یون تھا اپنے لباس تن میں
رخسار ہر اک چمک رہا تھا
تھا خوف و خطر جو اُس قمر کو
کوئی اپنا نظر نہ آیا
دیکھا بھر جو اُدھر کیا ایک
نغمہ شس ہوئی دفعتاً قدم کو
جس سے کاشف ہوا خبر دار

بیخود کوئی تو کوئی ہشیار
کوئی پیرن اُسین کوئی پردین
کوئی بیباک کوئی طرار
سینے کی دو وزن چھین انمول
گورے گورے بھرے بھرے گال
ایک ایک پر یون و سمن فام
ترجیحی چستون نگہ بلا کی
ایک ایک نہال گلشن ناز
راجہ اندر کا تھا اکھاڑا
گرد اُسکے تھے سب سے خواہ
کاشف نے جو یا تھے کو اٹھایا
جیسے سینہ سے نعرہ آہ
کھڑکی سے اُن انگلیوں کی جھانکی
باغ خوبی کا سر و آزاد
خوشید ہو جو طرح گمن میں
خوشید چہین دیک رہا تھا
ڈر کر دیکھا اُدھر دھڑ دھڑ
جلد ہر سو اسی کا پایا
دل توڑ گئے نظر کے ناوک
چلائی کہ ہائے مارا ہمسکو
وہ نعرہ تھا آہ کا اثر دار

گر لی جدم یہ غم کی پابند
 کرنا اور اگر نہ کاغذ
 جان اُسکے بھی دشمنوں کی جاتی
 نکلی بھی گری بھی گو وہ غمناک
 جب کھیل میں اُنکو دھیان آیا
 اک بولی ابھی تو وہ کھڑی تھیں
 دوڑیں وانسے وہ سب جو اکبار
 کچھ بارہ درجی میں دیکھ آئیں
 انقصہ سب نے باغ سارا
 ججا پر تھا لگان اُنکو
 اک بولی کہ جس طرح گئی میں
 اک بولی یہ کونسی ہنسی ہی
 ہم ایسی ہنسی سے باز آئے
 سبحان اللہ واہ رے کھیل
 پوشیدہ رہی لگی کبتا آخر
 ترغوا جکین خوب پاؤں سب کے
 شکر بولی یہ ایک غم نہ چھٹ
 اک بولی کہ یہ خیال ہو خام
 اک بولی کہ یہ نہیں تو کیا ہو
 اک بولی کہ ایسا کیا غضب ہو
 اک بولی مجلس راہین جساؤ

کھڑکی جھٹ پٹ ہان ہوئی بند
 اس راز سے کوئی نہ تھا نہ واقف
 شہزادہ پر بھی آفت آتی
 لیکن مطلق نہ اُسکو تھا ہوش
 دھونڈھا اُسکو مگر نہ پایا
 اک بولی کہ کونسی پر گئی تھیں
 ہونچیں کونسی پر انہیں دوچار
 کچھ قصر کی جا کے خبر نہ لائیں
 انے نزدیک چھان مارا
 وان کچھ نہ ملا نشان اُنکو
 اک بولی یہ میں کہیں تھی میں
 اک بولی یہ دل لگی نہی ہو
 بی ہو کہ یہ چو پھلے نہ بجائے
 گویا کہ کسی سے بھی نہ تھا میل
 بس ہو چکا ابو ہو میں ظاہر
 کھنڈن میں دروہین غضب کے
 ای کی کہیں کی نہ ہو لگا دٹ
 اُنکو نہنیں ایسی بات سے کام
 اک بولی وہ بی بی پارسا ہی
 اک بولی کہ ہو تو کیا عجب ہو
 اک بولی تم آپ رکھ آؤ

اک بولی وہ دوسرا مکان ہو
 اک بولی کہ چہرہ کہاں پہ چین
 یہ سب تو یوں کہہ کر بنگلی
 ایک ایک کو کر کے چلا رہا
 یہ بونچن جا کر وہاں نصارا
 جو کہتے تھے ہم وہی ہوئی بات
 دوڑ میں جو دھڑ دھڑ وہ اکبار
 پہلے تو ڈری مگر سنبھل کے
 کیا یہ اوجھم مچا رکھا ہو
 گھبراہٹ میں وہ دیکھ کر یہ انداز
 بولیں کہ ہو خیریت تو لگا
 فرمایا کہ ہاں نہائی ہوں میں
 اس وقت ہوں میں بہت مشوین
 سب عضو بدن کے چل رہے ہیں
 صورت ہو اختلاج کی سی
 دھڑکن رہ رہ کے ہو رہی ہو
 دل یا تھون سے کوئی مل رہا ہو
 چنگاریاں اٹھتی ہیں بدن سے
 کچھ حلق میں کانٹے پڑ گئے ہیں
 اک تیغ جگر پہ چل رہی ہو
 کیاں ہو دل و جگر کا عالم

وہ ان جانے کا راستہ کہاں ہو
 اک بولی کہ آؤ دیکھ آئین
 اچھی سیدھی بجا کر بنگلی
 جھٹپٹین وہ مجلس راکی جانب
 جو آگے تھی اسنے یوں بکارا
 دیکھو ہن ہین چھپی وہ خوشنات
 وہ بھی ہوئی ایں صدا سے ہنسا رہا
 بولی تیور کو یوں بدل کے
 کیوں گھر گھر پر اٹھا رکھا ہو
 سمجھیں کہ یہ کچھ مزاج ناساز
 کپڑے بھگے ہیں کیوں یہ ادا
 گرمی سے بوکھلائی ہوں میں
 یہ سینہ میں شعلہ ور وہ آتش
 شعلے دل سے نکل رہے ہیں
 ایذا بھپ رہی ہے آج کی سی
 الجھن رہ رہ کے ہو رہی ہو
 سینہ میں کچھ اچھل رہا ہو
 نکلا نہیں بردھوان دھن سے
 نشتر کچھ دل میں گر گئے ہیں
 اب جسم سے جان نکل رہی ہو
 ہو ایک ادھر ادھر کا عالم

ہر عضو میں شمس ہو رہی ہے
 درود دل زار لا دوا ہے
 ہوا بال ہر اک دباں سر کا
 عیشہ ہوتی تن بدن میں
 اٹھتی ہو سنسنی جو ہر بار
 ایک بار سحاب غم گھبرا آ یا
 ہر بات سے ہو گئی ہوا کیاس
 ہو جی میں کپڑے پھاڑ ڈالوں
 فریاد کی گور کو بساؤں
 عمدہ جوئے محب اور ی کا
 شجر فی ہوا اک لباس تن میں
 آزاد ی کا اک الف جبین پر
 کوئی ہو نہ کہنے سے والا
 کہ آتا ہو یہ خیال دل میں
 ہو اور تو سب طرف کو پھیرا
 منگلی مجھ پر اٹھائیکے لوگ
 ہوں جا بیے دفعتاً بیان سے
 کہ کہتی ہوں آپ اپنے دل سے
 ہو جو ہر اک سے منہ چھپاؤں
 لیون کرنے لگا ذلیل کوئی
 چھوڑوں میں وطن کو کس غرض سے

دل روتا ہو آنکھ رو رہی ہے
 کچھ ہڈیوں میں بخار سا ہے
 اتر ہو دمک سے حال سر کا
 لرزہ کی سی کنپ کنپی ہوتی میں
 بیٹھا جاتا ہو یہ دل زار
 ہوتا ب و نوان نے منہ پھرا
 اسید سے ہو گئی ہوں بے اس
 جگل کی طرف کار استالوں
 مجنون کی مسجد پہ گل چڑھاؤں
 باعث ہونا م آوری کا
 صحرا میں ہوں گاہ گہچین میں
 نگہ اُس پر ہوتی زمین پر
 وہ سنتا ہو میں ہوں صبیقی مالا
 منہ دیکھے نہ پھر کوئی جگل میں
 اس شہر میں ہو گذر میرا
 کب سو داتا بنے لوگ
 سب تجھیں کہ اٹھ گئی جہان سے
 کس جرم پہ نکلون میں جگل سے
 اور جاؤں تو کیوں پھر کاؤں
 کیا ہوتا نہیں علیل کوئی
 عاجز ہو ہر اک بشر مرخص سے

کہ کہتی ہوں پائین ماہ سیا
 ابھی نہیں یہ زبان فردشی
 ہوگا جو مرض دو ابھی ہوگی
 کہ کہتی ہوں ہی بڑا یہ آزار
 دو تین نہ جا رہا دوسو سے ہیں
 کہتی ہوں حرام موت سے ڈر
 دکھلاتی ہو کیا دنوں کی فضا
 اچھے نہیں یہ مزاج کے طور
 قابو میں نہیں زبان ابھی سے
 طاقت بھی جواب دے چکی ہو
 ہو جاؤں نہ دیکھنے سے معذور
 تقدیر نے کس بلا میں ڈالا
 اس حوض میں کیوں نہانے آئی
 قسمت کی دیکھی ذرا لاگ
 بیشہ بہن موت کے سب آثار
 کچھ فضل کرے کریم اپنا
 ہی ہو تو سب طرف سے بایں
 سودا ہوا اگر تو ہر ہوگا
 اپنے بیگانے طعنے دے گئے
 مجھ تک تم ہی نہ آؤ گی پھر
 ہو جلوہ جان سے گذرنا

کیا کہتی ہو تجھ کو ہو گیا کب
 بس بس لازم ہوا بے خموشی
 اک روز تو ہیں شفا بھی ہوگی
 جانا اسکا ہی سخت دستور
 اک دک ہی ہزار دوسو سے ہیں
 کرتی اپنے کو ورنہ جو ہر
 سو سے کی صاف ہو علامت
 کہتی ہوں کچھ اور دل میں ہوا
 لب پر ہی نہیں کا بان ابھی سے
 رخصت بنائی لے چکی ہو
 دیکھو مری ٹپلیان میں بے نور
 اب دیکھیے کیا ہی ہونے والا
 کیا بات یہاں پہ کھینچ لائی
 پانی سے اور لگ گئی آگ
 اک دم کی بھی زندگی ہو دشا
 تو حال ہو سقیم اپنا
 ہر سمت سے ہی ہجوم و سوار
 حق میں مرے اور ہر ہوگا
 دن ہو کے خبر بھی پھر نہ ملے
 نفرت صورت سے کھاؤ گی
 اچھا نہیں مد توں میں نہ

رہ رہ کے مجھے یہی ہیں طر کے
 یہ کیا کہ پڑے سرسک ہے ہیں
 تنگہ چنتے ہیں سارے گھر کے
 عاجز اک اک کو کر رہے ہیں
 منہ پر تو وہ ڈر سے کیا کہیں گے
 برس برس جب یوں مزاج ہوگا
 دیوانے کی مطلق العنانی
 انعام کو ہیں یہ ہوگی تدبیر
 ہر بات میں ہمت کڑی پڑے گی
 جس کو سہ تو پہ فوق ہوگا
 کھودنگی سنبھرا ایک دم میں
 اس بھول سے جسم پر وہ بیدار
 پابند مثال صید ہونگے
 سابق کی ہنسی پہ روتے ہونگے
 پہلو میں نہ دوست اور نہ ہدم
 محسوس مثال مرغ پر بند
 تارے ہونگے نہ ماہ کامل
 والد کسی نے سچ کہا ہو
 گھبراہٹ کا دم تو گھبرا کر بیٹھے
 کیا کیا غم عالم سمیٹتے
 ہر دور وہ دن خدا نہ دکھلاے

جانا ہوا بڑیاں رگڑ کے
 جھلی کی طرح پھڑک رہے ہیں
 طغنے سنتے ہیں سارے گھر کے
 پھر نام یہ ہو کہ مر رہے ہیں
 دل میں بیشک بڑا کہیں گے
 پہلے تو کچھ علاج ہوگا
 ہو اوروں کے حق میں سرگراں
 لاشیکے دو اسبجھ کے زنجیر
 پھر کاٹنی وہ کڑی پڑے گی
 گردن میں وہ اپنی طوق ہوگا
 جب آئینگی بڑیاں قدم میں
 چلا کے نہ کر سکیں گے فریاد
 اس گھر میں کہیں پتہ نہ ہو
 کھاتے پیتے نہ مروتے ہونگے
 وہ یاس وہ بیکسی کا عالم
 تاریک مقام قفل در بند
 راتوں کو پڑگی اور مشکل
 اس قید کا نام بھی بُرا ہو
 تڑپینگے ہر دم تو کیا کریں گے
 جب لوگ ہمیں سرن کہیں گے
 پہلے ان حادثوں سے موت

ہر رنج میں تاب صبر کی ہو
 بولیں وہ خدا نہ کردہ ای ماہ
 غم کھائے تمھارے دشمنوں کو
 بولی وہ کہ مت کو کیا خبر ہو
 سچے تہنیں اس طرح کے گھائل
 موت انکی شفا ہی آخر کار
 جو کچھ قسمت میں لکھ گیا ہو
 یہ کچھ جو یاد آیا کچھ اور
 رخسار پر آئے اشک دھل کر
 دل تھام کے ہاتھ سے پکاری
 دوڑو لوگو مجھے سنبھالو
 کیوں رہ گیا ہاے دم پھر کر
 ہو ہاتھوں کا ضعف دشمن صبر
 ای موت اب کہ جان بیک
 یہ کہنے نہ تاب ضبط لائی
 مثل تصویر ہو گئی ایک
 اک زانو پہ رکھکے سر ہوئی غم
 اک باغ میں دوری بے تحاشا
 آرام میں ہو وہ غیرت حور
 اندر جا رہا جو بیکار
 ہم کہ چلے آگے تم ہو مختار

اور قید ہو کر تو قبر کی ہو
 ان باتوں سے کیا حاصل ہو
 موت آئے تمھارے دشمنوں کو
 یاں زخم حگریہ کار گر ہو
 تم کچھ کو میں ہو گئی فتائل
 پکے مین مر کے ایسے جبار
 توبہ وہ مٹاے مٹ سکا ہو
 پھر تیور و نگے بدل گئے طور
 کیسبخی اک آہ گرم جل کر
 آفت بھڑک اٹھی آگ ساری
 اس آگ پہ کوئی چنیر ڈالو
 بجلی تھی کہ اگر چک کر
 چھوٹا جاتا ہو دامن صبر
 بس تیری منتظر میں اب ہوں
 پھر غش ہوئی وہ فلک ستانی
 غم ہو گئی عقل کھو گئی ایک
 اک ہاتھ سے دیکھنے لگی دم
 جا ہو بجی تو یہ سخن تراش
 رخصت ہو سہ ایک حب ہنور
 آئینہ عتاب اُس پہ بیشک
 ہم ہو بہت وزن سرکار

وہ بولین کہ ہمتو جاتے ہیں سب
وہ بولی کہ اب یہاں سے جا کر
وہ اپنی جگہ گئیں لبدریاس
شہزادی یہ بھی فدا وہ رنجور
سب کے کیا اُسے بھی ہمراہ
کچھ جھاؤن شہم نے جو بائی
سن سن جی کر رہا تھا سب کا
العقہ دیاں جو ہو بچی جا کر
بولین کہ بڑا غضب ہوا ہو
نرگس پہلو سے اُٹھ کے آئی
کوئی یہ مرض ہوا ورنہ آزار
منظور ہو راز کا چھپانا
ہم ایسے نہیں من بھونے بھلے
دیکھا ہو اس آنکھ سے زمانا
بولین وہ سب کہ یہ غلط ہو
بیمبا دھرتے ہو تم یہ الزام
وہ کام کر دو کہ ہو وہ ہشیار
سودا در مان سے فق ہو گا
نقد بس اب کر دو وہ تدبیر
سب کچھ کر کے شکلیں وہ آخر
تدبیر کوئی اٹھانہ رکھی

فرما کے یہ تم کہاں چلیں اب
پیشکے ہسم بھی تھک تھکا کر
اکئی وہ وزیر زادی کے پاس
نامہید تھا اسکا نام مشہور
گرتا پڑتی چلی وہ دیکھا
وہ بھی دبے پاتوں ساتھ آئی
دھڑکا اسوقت تھا غضب کا
بیخود ہوئی اسکو عشق میں لپک
غش کرنے کا کیا سبب ہوا ہو
چپکے سے سخن یہ لب یہ لالی
گرہن تو یہ عشق کے ہیں آثار
سو دے کا ہی فقط ہسانا
چو دم پہ بہن کوئی چڑھالے
مشکل ہو ہمارا چکمہ کھانا
کچھ اور نہیں غشی فقط ہو
ان پاتوں کا یہ نہیں ہو ننگام
کھل جائیگا بھر تو خود یہ اسرار
گر کچھ ہوا تو عشق ہو گا
جس سے ہشیار ہو یہ دلگیر
لیکن نہ توئی دوا موثر شر
کھنے کی کسی کے جانہ رکھی

نقد پر سے جل سکا نہ کچھ زور
 رو بہن بٹہن پھپھڑیں گھٹن
 تھلک کر جب چور ہو گئیں وہ
 سوئے میں بھی تھا ملال اٹھا
 آگاہ اٹھا حجاب غفلت
 لکھا ہو یہ کلاک راست گفتار
 دیکھا اُسے درمیان رویا
 کچھ دے کے پڑھا وہ اُسے ہنسون
 بیہوشی کو ساتھ لے گیا وہ
 اس خواب نے جب نہیں جگایا
 مسجد کے کو زمین پر گرین وہ
 چہرے کا بحال ہانکے انداز
 کیون اب تو بفضل حق تعالیٰ
 بولی آہستہ سے وہ فوراً
 تخفیف بہت ہو جبکی نسبت
 جب عالم غش میں تھی میں لیش
 عیسے نفس و مسج انداز
 تاثیر سخن دکھا گیا ہو
 آنے کی اُسی کے تھی یہ برکت
 اک بولی کہ اسی میں اُنکے قربان
 سچ ہو کہ وہ ایسے ہی تھے حضرت

ہر اک ہوئی غم سے زندہ و درگور
 چھین چلا میں اُپسلا میں
 کچھ نہیں سی آئی سو گئیں وہ
 تھا خواب میں بھی خیال اٹھا
 آیا نظر اک بزرگ صورت
 وہ مرد تھا کاشف خوش اطوار
 شہزادی سے بات کرتے لگایا
 شادان ہوئی جس سے بسن و محزون
 ہوش آنے کی چہرے دے گیا وہ
 اُس ماہ کو ہوشیار پایا
 گرد اُسکے ہانکے پھرین وہ
 ہنس ہنس کے کیا سخن یہ آغاز
 کچھ راہ پر ہو مزاج والا
 اسوقت تو تھی غضب کی آہیں
 کچھ کچھ ٹھہری ہو اب طبیعت
 آیا تھا ایک مرد درویش
 ہر بات میں اُسکی تھا اک عجاز
 گویا مرد وہ جلا گیا ہو
 بچنے کی تھی اور کون صورت
 بھولو گئی یہ عمر بھر یہ احسان
 کی خواب میں میں نے بھی زیارت

کچھ کان میں بھی پڑھا تھا جھگڑا
تصدیق جب اس سخن کی چاہی
کچھ سوچ سمجھ کے بولی وہ ماہ
وہ بولی کہ آپ بھولتی ہیں
اک بولی کچھ آپ کو دیا تھا
وہ کہتی تھی جھگو تو نہیں یاد
وہ نورہ رہ کے مالتی تھی
وہ کہتی تھی دیکھو طول ہوگا
اک بولی کہ ہوگا جانے بھی دو
نسخہ تصادہ علاج دل کا
اک بولی کہ واہ کچھ نہیں تھا
اک بولی کہ کس طرح سے مانیں
زرگس نے کہا سمجھ گئی میں
سچی ہیں گرفتار تو کھائیں
اللہ کی شان ہم سے فطرت
لو ہمتو مہنسی میں ٹالے ہیں
وہ مفت کا طول دے رہی ہیں
کب سمجھی ہیں اپنے دل میں ہوگو
ایسے نہیں ہو قوف واللہ
صحت بھی اٹھین کی ہو اٹھائی
جو کہتے تھے ہم وہ مانتی تھیں

کا غذا بھی تو اک دیا تھا جھگڑا
اور ون نے قسم سے دی گواہی
کا غذا سے تو میں نہیں ہوں آگاہ
یہ تو نہیں جھوٹ کہتی ہوں میں
اک بولی کہ بان سفید سا تھا
گرتی ہو تم اپنے دل سے ایجاد
یہ ذکر وہی نکالتی تھی
ان باتوں سے کیا حصول ہوگا
کا غذا کا حال کچھ نہ پوچھو
تعوذ تھا اختلاج دل کا
اوی تھیں ہو گیا ہو یہ کیا
آنکھوں دیکھے کو جھوٹ جانیں
کچھ ہو سہی جو حبیب رہی ہیں
کعبہ کی طرف تو ہاتھ اٹھائیں
لو اور سنو خدا کی قدرت
کچھ منہ سے نہیں نکالتے ہیں
کس بات کو دل میں لے رہی ہیں
یہ عمر ہوئی جگل میں ہوگو
جو مغر سخن سے ہوں نہ آگاہ
اک ساتھ ہو پرورش بھی پائی
خاص اپنی کنیز جانتی تھیں

شورے کے شریک تھے بہن
 کہتی نہ تھیں ہے کوئسا راز
 ہفتا نام و فاشا سب کا
 پیچھے پیچھے جو ہم تھے رہتے
 رہتے شکل سے یوں بڑھے تھے
 لو آج سے ہم ہوئے درانداز
 گستاخی میری معاف ہو یہ
 کچھ رکھتی ہو تھوڑی عقلندی
 پھیل اپنی وفا کا ہمنے پایا
 صحبت میں غل کا کام کیا ہو
 دن بھر میں کہیں سے دیکھ لینگے
 جو دل میں ہوشو سے کریں وہ
 گل بھولا ہو کچھ نہ کچھ ضرور آج
 ملکہ نے لپک کے پڑا آنجل
 کیون رنج سے تاؤ کھا رہی ہو
 احمق نہ بنو حواس میں آؤ
 نادان ہو مت کو کیا ہوا ہو
 غش آنے کا سبب غم بچے ہیں
 اس طنز سے کیا نال آختر
 ہم لوگ اگر ہوئے درانداز
 ہوتے بڑے عقل و دانا

حل ہونے تھے ہے و لکے مطلب
 مونس تھے بہن بہن تھے دماں
 اور عرف تھا راز دار سب کا
 سایہ تھے محل کے لوگ کہتے
 پاؤں پڑ پڑ کے سر چڑھے تھے
 پیدا ہوا اور محمد راز
 کہتی کی نہ وجہ صاف ہو یہ
 اسی نہیں نا سمجھ یہ بندی
 یان بیٹھنے سے بھی ہاتھ اٹھایا
 خلوت میں محفل کا کام کیا ہو
 راتوں کو ترپ کے کاٹ دیگا
 لونڈی رخصت سلام لین و
 بہن سب سے جو منقبض حضور آج
 فرمایا بہت کرو مذاہل
 کیون غصہ سے تھر تھرا رہی ہو
 بس بس نہ زیادہ غیظ فرماؤ
 یہ کون سے رنج و غم کی جاہر
 مرتے مرتے تو ہم بچے ہیں
 ہم آپ ہی بہن شکستہ خاطر
 پھر اور ہی کون محمد راز
 خوب آنا ہو بات کا پنا

ہو جاتے ہیں جبکہ ایک منہ چار
 اگلی خفگی جستانی ہو تم
 ہمیں چکے تم بنا چکین خوب
 تھا کب یہ طریق پوچھنے کا
 ہو عقل میں غم اگر فدا طون
 طعنہ طعنہ ہنسی ہنسی ہو
 معنون معنون میں کہ گنیں سب
 سچ تھی تشخیص وہ تمھاری
 نسخہ ہو وہ درد لاد کا
 گل چھوٹنے کا یہ اصل ہو حال
 گھبرا پایا وہ دفعۃً مراد
 ناگہ وہ خیال دل میں آیا
 یان ہو بچی تو دیکھا ایک بڑا
 رخسار وہ جسکے گرد آلود
 دروازہ باغ عیش و انھا
 تھی پہلی نظر تو سرسری سی
 جب بار درگاہ لڑائی
 سن سن کرنے لگا جو اندام
 دل روکنے کی میں خواہ میں تھی
 بس اور تو سن چلی ہو تم سب
 یان دو سرے مرتبہ کے غش میں

بن جاتا ہو لاکھ ہو جو طرار
 احق مجھے بھرتا بناتی ہو تم
 اور چکلیوں میں اڑا چکین خوب
 جس طرح سے متنے آج پوچھا
 میں بھی نہیں ایسی نا سمجھ ہوں
 اچھی اچھی بُری بُری ہو
 ستلاؤ اب اور کیا ہو مطلب
 اشمین ہو لکھی دو اہماری
 آخر میں سبب بھی ہو شفا کا
 جب باغ میں تھی میں بے پردہ بال
 سمجھی کہ بس اب نکل گیا دم
 کوٹھے پر جو کھو کھینچ لایا
 قد جکا تھا رنگ سرخ و شاد
 تھے آمنہ جمال مقصود
 اور تازہ وہ گل کھلا ہوا تھا
 جھلکی کچھ دیکھ لی ذری سی
 دل کانپ گیا وہ چوٹ کھائی
 رخشہ نے مرے قدم نیلے غلام
 بس غش جو ہوئی تو غش میں تھی
 بیکار ہو اُسکا تذکرہ اب
 جب چٹائی پھر میں کشمکش میں

اُس وقت وہی بزرگ آیا
 پرچہ جو وہ ایک سفید سا ہو
 تعویذ ہو دل گرفتگی کا
 ہو اصل یہ داستان ہماری
 کیونکر ہو وہ جو تم نہ چاہو
 بزرگس نے یہ سنکے آنکھ اری
 جی ہستو جی بھی سمجھ گئے تھے
 چھپتا ہو چھپا سے عین تر
 گھلتا ہو ضرور راز الفت
 ناہید یہ سنکے بولی اکبار
 ہم پر بھی ہو جا جو یہ اظہار
 اس چرچے سے پر متا دیا ہو
 بیخ ہر سب یہ طول فقیر
 سنگا کوئی تو قہر ہو گا
 ان پر تو نہ آئیگا کچھ الزام
 پوچھے جائینگے پہلے ہم سب
 پہلے تو ہو اپنی رو بکاری
 اب دیکھیے حسن اتفاقات
 زہرہ نامے بھی ایک محرم
 بزرگس سوسن نسیم زہرہ
 چارون لکھ کی تھیں عناصر

اور شکل حیات ساتھ لایا
 تصویر بت پرستی لفتا ہو
 بسلا وہی دل کی بھی لگی کا
 لوسن چکین سر گذشت ساری
 اے بی اب تو نہیں خفا ہو
 سوسن چلا کے یون پکاری
 انداز غشی کے تھے وہ ایسے
 پوشیدہ رہا تو وہ نہیں عشق
 ہو جاتی ہو خو و بخو وہ صورت
 تقدیر تمام ہو یہ بیکار
 چھپتا نہیں راز عشق زہار
 اس ذکر سے بھر مراد کیا ہو
 دیکھو نہ کین بن ہوزبان گیسر
 ہم سب کے حق میں زہر ہو گا
 ہو نیگا ہمارا نام بدنام
 کپڑے جائینگے پہلے ہم سب
 آخر میں کہیں ہو انکی باری
 ڈر تھا جو نہیں وہی ہوئی بات
 موج دھنی آڑ میں وہ اُمد
 چارون کا تھا شجعت میں شہر
 دمساز و رفیق و یار و ناصر

سفر تفسیر یہ فضولی
 بیان ذکر یہ پورے ہیں تک
 سوسن کی تو دیکھو فقرہ بازی
 کیا بات بنانا جانتی ہو
 او یہ تو گئی تھی تھک کے سوتے
 امن سے ترے دیدے کی دلیلی
 بچر کی ہون اکیلی رات بھر میں
 جھپ کر نہ کروں جو کام اپنا
 یہ نیکے جلی وہ تاؤ کھاتی
 اب بیان کی ہو اس طرح روایت
 بولی ملکہ کہ کوئی جائے
 اکل اُسنے یہ گرشنی حکایت
 ان سب نے تو بس متابعت کی
 پھر ہی نہ صلاح آخر کار
 مجب ہوتے ہی ہو گیا تحسیر
 دیکھئے جو یہ طور اُس قمر کے
 دو فقر و نین کر لیا مخاطب
 سوسن نے سنائی اک کہانی
 اک کہتی تھی داستان الفت
 بیان اُسکے ملانے کے کیے طور
 لیکن از بس کہ تھی وہ عاقل

بولی وہ کہ لو بھی کو بھولی
 آیا نہ ہمارا نام لب تک
 اندر سے اسی جلی سازی
 کیا رنگ جانا جانتی ہو
 بیان آئی کہاں شریک ہونے
 گھس پل کے پہونچ گئی اکیلی
 او تو سہی بدلافون نہ گرین
 زہرہ رکھون نہ نام اپنا
 سوسن کو بڑا بھلا سنائی
 ناہید جو کر چپ کی نصیحت
 زہرہ کو تو میرے پاس لگے
 تو ہوگی کمال کے شکایت
 ناہید نے پر مسافت کی
 خاموش ہوئیں وہ چار چار
 بھر بندھ گیا یا رکا تصور
 ہونے لگے ذکر ادھر ادھر کے
 وہ ذکر کیے جو تھے مناسب
 رنگس نے دکھائی خوش بیانی
 کرتی تھی اک بیان الفت
 ان باتوں سے نیند اُچھ گئی اور
 بیٹی دانے بکے غافل

بائی جو ذرا آنکھوں نے فرصت
 حافل اس گل سے ہو گئیں وہ
 مانع کوئی جب نہ اُس نے پایا
 گریبان ہوئے ایک بار مردم
 کچھ پاس لحاظ کا نہ لائی
 چوہا رخ و صدر و پائے تصویر
 بجاتی سے کبھی لگا یا اُس کو
 کہتی تھی یہ دل سے ہو کے بغیر
 کہ آہ کو اُس پر واری تھی
 کہتی تھی کبھی وہی زبان سے
 بت بگئے کیلئے خند ارا
 گستاخی سے میری گر خفا ہو
 تم بوجھو تو اُس کی وجہ دہراؤں
 یہ میری نہیں خطا ہو ای ماہ
 آنکھوں کوئی پرٹھ کے مارتا ہو
 کانٹا سا کشک رہا ہو دل میں
 ہو پہلے سے متو اس سے آگاہ
 منتے بھی تو سلطنت کو چھوڑا
 حال اپنا سا اور کا بھی جالو
 گواہی حشرات شان ہو یہ
 کیا تھا یہ عشق منہ سے بولو

آرام طلب ہوئی طبیعت
 تھک کر لیٹیں تو سو گئیں وہ
 تصویر کو آنکھ سے لگا یا
 دُرائے پئے منشا مردم
 دی شرم صنم کی رونمائی
 سو جان سے ہوئی فدا تصویر
 پہلو میں کبھی لٹا یا اُس کو
 کیون ابوتری بغل ہوئی گرم
 کہ ہائے ستم پکاری تھی
 کچھ متو کہو ابھی زبان سے
 کیسا یہ مزاج ہو مختار
 بیباکی سے دل جو ہٹ گیا ہو
 یہ راز کی بات لب تلک لاؤں
 جھٹکائی ہوئی ہو آگ والہ
 رہ رہ کے کوئی ابھارتا ہو
 شعلہ سا بھڑک رہا ہو دل میں
 اور میں تو ابھی بھنسی ہوں ناگاہ
 کش بات یہ سب سے منہ کوٹڑا
 لگ جاؤ گلے سے کہنا مانو
 پر اب نہیں سیکو دھیان ہو
 اب چپ نہ رہو زبان کھولو

اگلی کرتی ہوں میں سماجت
 کچھ بات یہ کام کی نہیں ہو
 اچھے نہیں اس طرح کے اطوار
 پھر دل تحسین میں جہین نہ دینگے
 ہو جائے نہ یہ کہیں زبان نہ
 دیا ہو لوگ نام رکھیں
 اس میرے کیے کی لاج رکھنا
 یہ کہتے ہوئی خوش وہ گل
 پھر بولی یہ ٹھنڈی سانس بھر کے
 ہو ہو مجھے کیا یہ ہو گیا ہی
 یہ تو تصویر جاں خان ہو
 تصویر سے طالب سخن ہو
 یہ کہتے اٹھا جو دل میں لکھ رہا
 طاقت نے کہا سلام میرا
 پھر زور جو ضعف نے دکھایا
 سنبھل کچھ کچھ سنبھالنے سے
 وحشت کا گزر ہوا قضا را
 ہر سمت ہوا جو ہو کا عالم
 جھونکے کھاتی ہوئی ہو اسے
 سنبھل کو سمجھ کے کا کل یار
 شاد پہ قد کا دھوکا کھایا

آخر کتبک کروں لجاجت
 صورت کوئی نام کی نہیں ہو
 مشہور نہ ہو کہیں دل آزار
 پہلو میں جگہ حسین نہ دینگے
 بے دید یہ مہر ویش ہو از حد
 اس عشق کا روگ نام رکھیں
 سیدھا اپنا مزاج رکھنا
 کچھ دیر تک کسا تا مل
 آنسو ٹپکا کے آد گر کے
 دیوانی سڑن ہوں کیا بلا ہو
 احو دل وہ مگر بیان کہاں ہو
 گویا نہیں نام کو وہن ہو
 بیٹھے بیٹھے ہوا بدن سرد
 اب بان نہیں کوئی کام میرا
 تیور کے گری وہ چکر آیا
 پر عشق ملا نہ ٹھانے سے
 ویران وہ گھر ہوا قضا را
 خوف آنے لگا مکان سے پیہم
 گلشن میں گئی محل سرا سے
 الجھن میں پریمی وہ نو گرفتار
 دل کھول کے سینہ سے لگایا

زکس سے کبھی لڑائی تھی آنکھ
 وہ نور کا گھر یہ بے بصارت
 کبھی کبھی گل کو روئے جانان
 کھائے جو یہ تین چار دھوکے
 یاں آنکھوں پہ پڑ گئے کہیں پردے
 یہ محبوب سال یار ہوں میں
 اپنے بیگانے میں نہیں فرق
 اگر جسم تو ہی نہیں اللہ
 گو باغ تو پڑ ہوا رہا یہ
 گلشن میں سب کو دیکھ آئی
 شبنم پہ تو اس پر گئی ہو
 سوسن نہیں لب تک ملاتی
 سنبل کچھ سچ کھار لہو
 کرش ہو ہر ایک سرو و شمشاد
 بیل ہو دیگل میں مشغول
 تپے میں تالیان بجاتے
 چنپا تیری دکھار ہی ہو
 شب و دم سچ بھر ہی ہو
 تپے پھل پھول شاخ ڈالی
 کس سے کون حال زار اپنا
 تو کہ اگر اتنی مسرہ بانی

جب یار کی یاد آتی تھی آنکھ
 ظاہر ہو یہ فرق فی الحقیقت
 پر پائی نہ اُسین بوئے جانان
 چلائی یہ عیش رار ہو کے
 احوال دصبا تو ہی خبر دے
 یہ سچو دوپٹا سرار ہوں میں
 اس درجہ ہوں اسکی یاد میں غرق
 اُس گل کی سنگھا شمیم اللہ
 پر میری نظر میں خار ہو یہ
 راحت نہ کسی چمن میں پائی
 صورت اسکی بگڑ گئی ہو
 ان زکس نہیں آنکھ تک ملاتی
 کس بل اپنا دکھار لہو
 سنا ہو وہ کب کسی کی فریاد
 خوشبو سے ہی اپنی مست پھول
 طوطے ہاتھوں کے ہیں اڑاتے
 سیونی خوشبو اڑا رہا ہو
 سجدہ ہر شاخ کو رہی ہو
 اینین سے نہیں ہو کوئی خالی
 بان کون ہو دوسرا اپنا
 کچھ اسکی خبر سنا زبانی

<p>واقعہ تو ضرور ہوئیگی تو ہر پھول میں ہو یہ بو اسی کی بان آئی ہو دان سے ہو کے گیاتو پایا نہ جواب جب تو بولی یان کوئی نہیں جو کام آئے اس باغ کی کیا ہو پھری ہو قویہ بیان پھر خدا نہ لائے دشت کے سب ہوا سے لڑ کر ابرو پر گرہ شکن حسین پر اکٹا اکٹا کے غم سے ہر بار</p>	<p>چھپتی نہیں میرے گل کی خوشبو لکھن میں چار سو اسی کی اترائی ہو یوں جو اسی صبا تو گھوڑے پہ ہوا کے ہر صبا بھی اپنے سب ہو گئے پھاٹے ہر آنکھ جدا جدا پھری ہو بے دیدن کے پاس کون آئے گلزار سے پھر پڑی بگر کر اک پل بھی نہ دم لیا کہیں پر پڑھتی تھی وہ اس غزل کے اشعار</p>
--	--

غزل

<p>لاؤن تقدیر یہ کہاں سے اٹھتا ہو یہ پھر دھوان کہاں سے کانٹے چن لائے بوستان سے بدلا کچھ لے تو آسمان سے بہلاتے ہیں دل کو یہاں سے پہونچکا ابھی کہاں کہاں سے پتھر ہوئے بت مری فغان سے پروے اٹھ جائیں درمیان سے منظور تھا ربط بے نشان سے یوسف چھوٹا ہو کاروان سے</p>	<p>بوچھے وہ خود مجھے زبان سے جلتا نہیں سینہ میں اگر دل دشت میں گئے تھے سیر کرنے عاشق کو ترے ستار ہا ہو سینے میں ہو تیرا عکس تصویر لیا راز ولی زبان پہ لاؤن کیا خوب ہو اظہور تماشیر تم بھی جا ہو اگر مری طرح بس نام کو دیکے اک نشانی اعضا جس میں جسم بیدل</p>
---	---

دے دی گرہنے جان اکرون
 بچر بگے ہر ایک سے ہم ایہوش
 ہر شے پر بار بار وہ گل
 کہ سوچتی باغ کی حکایت
 کہتی تھی اچھ اچھ کے ہر بار
 طبقہ یہ خزان کے ہو حوالے
 قمری کو یہ سرو دار ہو جائے
 سو سن کی زبان کو کوئی کاٹے
 بلبل ہو اسیر دام صیاد
 قمری کا ہر طوق تو گل گیسر
 سنبل کو نصیب تا زیا نے
 بچوں پر یہاں کے اوس پر جائے
 سبزہ صفت ہر دم برگ ہو جائے
 میلی ہو چاندنی پر پڑے خاک
 فواروں کے بند ہون خزانے
 گرہ جائے زمین میں یہ صنوبر
 ناسور یہ داغ لالہ ہو جائے
 ایسی چنبا کی ہو تہا ہی
 مٹی میں لے یہاں کی خوشبو
 ایسا کوئی ان پہ بوجھ ڈالے
 ہو وقع یہ فاختہ کی کو کو

کیا پاؤں کے تم اوس امتحان سے
 لٹا ہو یہ ہجر جان جان سے
 روتی تھی زار زار وہ گل
 کہ کرتی نسیم کی شکایت
 یہ باغ مری نظر میں ہو خار
 مجاہدین یہ سب اکڑنے ولے
 ہر پھول بزرگ خار ہو جائے
 سانپ آکے یہاں کی اوس چاٹے
 جلدی پاں سے اڑے یہ ناشاد
 ہومون ہو اسے پانز خیر
 یاں آئے سموم خاک اڑنے
 جڑے اک اک شجر اکڑ جائے
 صد برگ ہزار برگ ہو جائے
 سیوئی کا بدن بگڑے ہو چاک
 تاملے بلبل کے ہون ترانے
 ہو خشک سموم سے گل تر
 کالا یہ کوڑا لالہ ہو جائے
 ہوے یہ قان اسے اسی
 اڑتی نظر آئے خاک ہر سو
 ان بیرون کے پھٹ پھٹیں یہ
 انگاروں کا ڈھیر ہو لب جو

جل جل کے ہوں خاک بان کہ شکار
جلجلاے یہ آشیان بے بل
ڈالی میں رہے نہ بھول کوئی
اُس دن سے ہوا یہ اسکا دستور
اُس بلخ سے ایسی پھر گئی وہ
کاٹی شکوہ دن میں رات ساری
گہروں کی تھی اپنی بیکی پر
جون توں شب ہجر کی بسر وہ
فرقت کی وہ رات تھی بلا کی
وہ نصف شب ایک سال کی تھی
پہلی وہ شب تھی امتحان کی
تاکاہ ہوئی محسوس نمودار
کھلا گل صبح کھل کھلا کر
اٹھیں چاروں وہ سوتے سوتے
یہ دیکھ کے جو اس آئین
بولیں کہ یہ کیا ہوا سمنبر
اچھی نہیں یہ تو بات صاحب
روئے کے جو یوں بسر کر دگی
چشمیدہ تو اپنا حال رکھو
بہلا دے میں اپنے دل کو ڈالو
سالم رکھو جو اس اپنے

بھرنے کے نہ کوئی شاخ زینار
ہو آتش دوزخ آتش گل
چھل بان سے نہ حصول کوئی
منہ کر کے اُدھر نہ سوئی وہ حور
بھولے سے بھی دان پھر گئی وہ
سوئی نہ ذرا وہ غم کی ماری
گر کہ جتنی تھی اپنی بے بسی پر
ٹوٹی بستر پہ تاحسروہ
تکلیف اٹھائی انہماکی
اندر اطمینان و لال کی تھی
منزل وہ غضب تھی امتحان کی
گل ہو گئی شمع ماہ اک بار
چھنے لگے جسم جھلا کر
دیکھا اُسے خواب میں روتے
گھبرا کے وہ اس کے پاس آئیں
سوئیں نہیں شاید آپ شب بھر
تھی آج تو پہلی رات صاحب
کیا جب غم میں جان دوگی
بدنامیوں کا خباں رکھو
جبر سے ہو سکے سنبھالو
آنے نہ دد غم کو پاس اپنے

اگر طور یوہن رہینگے بیطور
 رونے سے مال کار کیا ہو
 کچھ گریہ کرے اثر تو روؤ
 کیا عشق نہیں کسی کو ہوتا
 بی نامیوں کے سوا یہ دیکھو
 گرجہ سرین مرگین قصارا
 نہ وصل نہ دیدار ہوگی
 ایسی جو کرتے ہیں جبارت
 دل دیکھے تو پہلے روگ یہ لین
 چہرہ دل کے لیے کا فائدہ کیا
 جب جان لگی توڑہ گیا گیا
 اس عشق کو میری بندگی ہو
 لب تک آنے نہ پائے فریاد
 تن آتش غم سے پھٹک رہا ہو
 گواہ نہیں ہی صورت وصل
 کیون سو گئے غمہ بخت ہم سب
 منہ دیکھو تو آئندہ اٹھ کے
 صورت بالکل بدل گئی ہو
 چہرہ بھی ست گیا ہو سارا
 برباد نہ یوں کرو جو انی
 اک دودھی پھرین دھل گئی

کیا ہونا ہو یہ تو تم کرو غور
 بیکار یہ نالہ و بکا ہو
 رونے سے ملے وہ گرتو روؤ
 بیرون نہیں اپنی جان کھوتا
 انجام کا اجڑا یہ دیکھو
 ارمان رہا دل میں دل کا سارا
 وہ مرگ بھی ناگوار ہوگی
 بے عقل وہ لوگ ہیں نہایت
 آخر کو چہرہ اپنی جان بھی بن
 اور درگ نے کافائدہ کیا
 پھر چاہہ کمان کی عشق کیا
 سب کچھ ہو گا جو زندگی ہو
 دل اس کے خیال سے ہے شاد
 اُن سے نہ زبان آشنا ہو
 کل ہوگی ضرور نوبت وصل
 کھاتے ہیں ہی غم دالم سب
 کیا شکل بنائی دل لگا کے
 شو جسم سے کیا شکل گئی ہو
 نقشہ کچھ اور ہو تمہارا
 کچھ دیکھو ہمارے زندگانی
 از سر تا پا بدل گئیں تم

بس اٹھو زیادہ اب نہ بکواؤ
 نگہ کنی کرو بال بین پریشان
 ہم جیسے ہیں گزواکشاکش کن
 گھبراؤ نہ اتنا احسن منام
 آسان ہو جائیگی پیشکل
 خاطر شکنی جو سختی نہ منظور
 منہ دھو کے نگہی چوٹی کر کے
 حاضر ہوئیں پھر خواصین اگر
 یو جھاڑ سہری کدھر ہو
 چینی سے اُسکی رو رہی ہیں
 بلوایا تو وہ گئی بلاسنے
 پیشانی دو ابھری دکھائی
 غصہ میں بھری پھری وہ خالی
 کہتی ہو کہ درد اب سوا ہو
 فرمایا شفا دے رب باری
 بس ہو کے اسی قدر یہ باتیں
 اب ماہ کے دل کو ہاتھ میں لیں
 مہلت تو بیان ہوئی نہ ممکن
 منگوا کے میانہ جھٹ وہ طرار
 اس بارغ سے تھوڑی دور تھا شہر
 شہزادی کی مان کے پاس پہنچی

منہ دھوئے دل پہ میل کچھ لاؤ
 جوڑا بدلو یہ جلد اعر چان
 ہو جائیگی دید یا مسکن
 تو تھوڑے دنوں تو صبر سے کام
 صدقے ہم اتنا ہو نہ میل
 جوڑا بدلا اٹھی وہ رنجور
 بیٹھی مسند پر بن سوز کے
 تسلیم کی سب نے سر جھکا کر
 کی عین کہ اُنکے درد سر ہو
 کل رات سے جان کھو رہی ہیں
 زہرہ نے کیے مگر بہانے
 ساتھ اُسکے کسی طرح نہ آئی
 کی عرض نہیں وہ آنے والی
 لرزہ سے بھنا رہی ہوا ہو
 دلسوز ہو وہ بڑی ہمساری
 گدہ بین دو دن پتہ نہیں
 یازہرہ کا راگ لاتا دھمکین
 ان اتنے میں آیا تیسرے لون
 ترکے سے ہو گئی بس اسرار
 آئی جو وہاں وہ آفت و ہر
 لیکن بالکل ادا اس پہونچی

گھبرائی وہ دیکھ کر یہ انداز
 پاس اسکو نہ کچھ لحاظ آیا
 بھیجی تھی وہ سر پہ کاسے محبوب
 کچھ اُسے چوناک بھون چڑھائی
 پائی تھی وہ بیکہ سن رسیدہ
 جھڑکی دی کہ دور ہو یہاں سے
 پر دل میں بے رہی وہ یہ بات
 اک روز علی الصبح اٹھ کر
 لڑکی تو یہاں یہ ہو جی بسم
 دن سا گروہ کے آگے آئے ہیں
 لے آؤں میں آپ اسکو جا کر
 زہرہ کی جوتی تلاشت ہر چند
 معلوم ہوا یہ آئندہ کار
 یہ سنبھلی چلی وہ مہاو حرم
 نامہد کی مان کو ساتھ لے کر
 جب تک رہیں راہ میں یہ خرم
 پڑو رہی اسوقت کی روداد
 شب بھر تھی نہ اٹھتی تھی جبکی
 بیتاب تھی مثل مرغ نعل
 رہ رو کے بچاڑین کھا رہی تھی
 پوشاک کی دھیراں اڑا رہی تھی

پوچھا تو کیا در سخن باز
 ختم فرسا را سبق مستنایا
 بہکتی تھی جھڑک سے مجذوب
 آنکھوں کی قسم حبیب اُسے کھائی
 طاہرین ہوئی بہت کشیدہ
 کہنا نہ یہ پھر سخن زبان سے
 سو چاکی اپنے گون کی کچھ گھات
 وایہ سے کہا کہ امی سمنبر
 کل کہتے تھے مجھے شاہ عالم
 بندت صدقہ بتا گئے ہیں
 فرصت کروں یہ بھی دے دلا کر
 لیکن نہ لی وہاں وہ پُر خند
 گھر اپنے چلی گئی وہ ہر شمار
 وایہ کے کیا سپرد گھر کو
 اسوار ہوئی وہ با سمن پر
 لکھتا ہوں اوہر کا قصہ غم
 اُس روز تھی منتشر وہ ناشاد
 شدت تھی وہ درو سے تڑپ کی
 ابتر تھی کمال حالت دل
 رور و کرور یا بہا رہی تھی
 اپنی ہوئی چوڑیاں پڑھائیں

گنہگار بھی نہ تھا الا سارا
 سچائی تھیں سب کی سب وہ پہنچ
 وہ کہتی تھیں جو زبان نہ توڑد
 اسوقت نہ کچھ کو حسد ارا
 اسوقت یہ آخری ہی اُلجھن
 گھبراؤ نہ تھوڑی دیر دم لو
 لکھ نہ میرے پاس آؤ
 پھر چھو گیا ہاتھ گر کہیں پر
 کیوں گھبراؤ سب طرف سے کیا ہو
 یہ ہم تھا بہت مزاج اُسکا
 ایک ایک سے وہ بگڑ رہی تھی
 سب کو جو بُرا کہا زبان سے
 یہ تھی دشمن سے فکر انتہا کی
 کرتی تھی یہ اپنے دل سے این
 کیا ہو گا نال کا راسکا
 انتخاب کی خیر ہو اُسی
 کہتی ہوئی اسطرح وہ گلد
 تنہائی جو جھاگئی وہاں کی
 گلگشت میں سب طرف رہ گئی
 پتہ کہیں باغ کا جو کھڑکا
 بولی اسوقت کیا ہو اہو

اُلجھن ہوئی دم رُک کا قصدا
 پرستنی تھی کب کسی کی وہ بند
 وہ کہتی تھی میرا ہاتھ پھوڑو
 نھنڈا ہونے دو دل ہمارا
 اب اچھی طرح سے ہو گا دشمن
 پھر روؤن اگرچہ میں قسم لو
 جاؤ جاؤ یہاں سے جاؤ
 دسے شکوگی اپنا سر زمین پر
 قیدی مجھے کیوں بنا رکھا ہو
 تھا زور یہ اختلاف اُسکا
 ہو جو ہر اک سے لڑ رہی تھی
 ماہی بھی اُٹھ گئی وہاں سے
 کچھ سُنہ تھی نہ اپنے دست چاکی
 کشتی ہیں بُری طرح سے رہیں
 ڈر ہو مجھے بار بار اُسکا
 حاصل نہو داغ رو سیاہی
 یہو بچی گلشن میں مثل خوشبو
 کرتے لگی سیر چستان کی
 لیکن وہ طبیعت اُسکی بسی
 کا نپا سب جسم دل وہ دھڑکا
 ہو جو دل دھڑک رہا ہو

گسکا ہو دیگا سامنا آج
 گھبرائی بہت وہ غم کی ماری
 زہرہ کو نہ سہ درے مین پایا
 بیٹھی تھیں جان پی پی محلدار
 کچھ باتوں کی درے آئی آواز
 گھبرا کے جو کان اُدھر لگایا
 ہنسیاں برادران خبردار
 بستر سے اٹھی اُدھر محلدار
 گرتی پڑتی دان پہ آئی
 زہرہ نے کیا دستور ہو ہی
 ہو شرم اب اپنے ہاتھ سب کی
 بس روچیں اب تو صبر نہ رہا
 اُنکو تو وہ کیا جھلاہٹ لگی
 صحبت کا ہو گا نام بدنام
 کیونکر ہو گا یہ مرحلہ طم
 مین جاتی ہوں اُنکو ساتھ لے
 افسون یہ پڑھ کے آس پی پر
 بھونچتی تھی ابھی نہ درنگ نہ
 استادہ ہوئی وہیں یہ رُک کر
 دو وزن مین سے ایک بھی بولی
 پرشاک بدل چکی تھی وہ گل

مشکل ہو جو دکھتا منا آج
 یہ کتے پھرتی بس ایک باری
 پھر در کی طرف قدم اٹھایا
 پہونچی جیسے ہی دان پہ اکبار
 پردے کے اُدھر سے آئی آواز
 یہ کہتے ہوئے کسی کو پایا
 آئین سرکار بان خبردار
 بھاگی یہ محسوس کو اکبار
 گھبرا کے سخن یہ لب پہ لالی
 لو آئین بڑی حضور ہو ہی
 عزت گئی انکے ساتھ سب کی
 کپڑے بدین حواس مین آئین
 لیکن ہم کو بُرا کسبت لگی
 دھند دینگی ہمارے سر پہ الزام
 بس آج قضا کا سامنا ہو
 یہ جانیں اور انکا کام جانے
 گلشن مین چلی وہ مثل صبر
 رستے مین نہیں جو یک بہ یک وہ
 دو وزن کو کیا سلام خجک کر
 پیچھے پیچھے یہ ساتھ ہو لی
 جا پہونچے جو سب یہ بے تامل

شکر خبر درود اور
تسلیم کو اس نے سر جھکا یا
بولی کہ اری یہ کیا ہو اہو
کچھ منہ سے تو بول خیر تو ہو
کیون توتے بنائی ہو یہ صورت
کیون شکل تری بگڑ گئی ہو
کس چیز کا ہو خیال تجھ کو
صدے سے نہ یوں خوش رہ تو
بولی وہ کہ کیا بتاؤں امان
حالت مری کچھ نہیں دگر گون
ہاں دل میں ہوا تھا ایک دن رد
بولی وہ دوا ہوئی کسا مان
مخوم ہوئی یہ سنکے وہ ماہ
ثل جبا ئیگا یوں جو مالتی ہو
تھوڑا بھی مرض بہت بڑا ہو
ناہید کو پھر دیا پتہ سوان
سنبھلیا تب مزاج اٹکا
تعبیل سے پھر اٹھی یہ کسر
متنی حکم کی دیر بس فقط وان
ایک بیٹھی کو بے تامل
انگی جب ہو چکی سواری

آئی وہ در محسرا پر
مان نے اسے چھاتی سے لگایا
رٹا کی کیون تیرا حال کیا ہو
مجھے بھی تو کہ ملال جو ہو
کیا ہو گئی تیرے منہ کی روح
کس فکر میں زیر دہر گئی ہو
کس امر کا ہو ملال تجھ کو
جربات ہو صاف مجھے کہ تو
کچھ ہو تو زبان پہ لاؤں امان
جیسی تھی اب بھی ویسی ہی ہوں
اُس روز سے ہو گئی ہوں کچھ زرد
اچھی ہوں مگر ہوجی پریشان
بولی کہ کرو علاج اللہ
پھر کیا جو مرض کو پالتی ہو
ناوان ہو تم کو کیا ہوا ہو
چلنے کا کرو بیان سے سامان
جب ہو گا وہاں علاج انکا
بیچڑ چلی وہ یا سمن بر
موجود تھا سب طرح کا سامان
اسوار ہوئی وہ غیرت گل
پھر اور بھی سب کی آئی باری

طو کر کے راستہ وہ سارا
 جب آئی علی بن وہ عقید
 جائی ان سے ناب کہیں اور
 اوچل نہ مری نظر سے ہو تم
 یہ کہنے کیا اسے نظر بند
 گھٹنے لگی دل ہی دل میں وہ ماہ
 پریا وہ اسکی تھی فراموش
 جب رہنے کا ہو گیا جو آزار
 و کف ملا و حکیم کو بلا کر
 سب کچھ ہوئی رفتہ رفتہ بے
 بولی گئی بے بولی گشت دانی
 بے سیر کوئی اٹھا نہ رکھی
 پر خاک ہوا اثر خطا ہر
 انگ روز حکیم کو بلایا
 بولا وہ کہ آپ ہوں نہ مشغوم
 تنہائی پسند ہو طبیعت
 بہتر ہو جو یوں سب بطل گئے
 اسباب نہ انکے طور وہ ہوں
 مطلب تھا زبیں اس امتحان میں
 جب پہنچی وہاں وہ غیرت گل
 دل فرط ملال سے بھرا آیا

پہنچی جا کر وہاں قصارا
 بولی اس سے یہ کر کے حیلہ
 و کھنڈن میں تو مزاج کے طور
 پہلو میں مثال دل رہو تم
 قیل یہ ہوا قفس کا در بند
 یہ اور ہوا ملال جاں نگاہ
 رہتی ظاہر میں گو وہ خاموش
 تجویز ہوئی یہ آخر سرکار
 بلواؤ کوئی دو ایسا کر
 گویا نوئی مگر وہ دلگیر
 سر روز نمی و دا پلائی
 اکبر تک بیجا نہ رکھی
 وق ہو گئی وہ شکستہ خاطر
 روز رو کے وہ حال غم ستایا
 ہوتا ہر قیاس سے یہ معلوم
 دیکھے انہیں اک مکان خلوت
 صورت کوئی ہوگی ورنہ چادر
 ہمیں ہوں انکے اور وہ ہوں
 بیجا اسے دوسرے مکان میں
 خالی پایا مکان باطل
 روز رو کے ہر ایک کو ڈلا

کی آنکھوں سے سیل اشک باری
 وصل اسکا ڈبے وصال ہوگا
 اٹھتی نہیں اب مصیبت جسم
 موت آئے تو اس بلبے چھوٹوں
 گل ہو یہ جسم راغ زندگانی
 جس طرح سے پستی ہوں میں دُور
 ہو یہ جسم یہ دکھ یہ آفت
 اب کیا ہو ذلیل بھی ہوے ہم
 آئے کہیں مرگ ناگسائی
 دور و ترک رہا یہی طور
 کچھ نکلی جو یوں بھڑاس دل کی
 پہلارے میں اپنے دلوڈالا
 شہزادی کو باحواس پا کر
 چپ ہو گئی اک بلائیں نیکے
 جی دُور تھا اب یہاں پہ آئے
 صورت یہ ہو جو استدامین
 ضد نہ ہو یہ ہم بھی جانتے ہیں
 کیا ہو گئی دشمنوں کی حالت
 شہد و عود و چین کی سیر کو جاؤ
 نجاتیگا چاروں میں عیشم
 اللہ مدد کریگا اچھبان

بولی یہ بعد فغان و زاری
 اپنا بونہیں غیر حال ہوگا
 ہوش ان کمال آفت جسم
 ظلم و ستم و جفا سے چھوٹوں
 تاراج ہو باغ زندگانی
 بیشین بونہیں مجھ کو میرے لہو
 قید اسبہ بادور بھی قیامت
 جلدی تن سے نکل چکے دم
 دنیا سے اُڑے سخت جانی
 جسزگریہ نہ مشغلہ تھا کچھ اور
 کم ہو گئی بھر تو یاس دل کی
 ہوش آیا تو آپ کو سنبھالا
 گھیر اسبہ ہمنون نے اگر
 کہنے لگی اک دعائیں دیکے
 ہلکونہیں ایسے طور بجاتے
 کیا ہو یگا حال انتہا میں
 گستاخی کسی کا ماننے میں
 دو دن میں بدل گئی ہوسورت
 باتیں کرو منس کے دل کو بھلاؤ
 ملجا یگا زخم دل کا مرہم
 کیوں کرئی ہو بونہی جلیں لکان

شنتی نہیں تم کوئی نصیحت
 ہنس نول کے تھوڑے ن گزاری
 کیا پاؤں اپنی جان کھو کر
 اللہ کسی کا کہنا مانو
 یہ کہتے نہیں کہ عشق چھوڑو
 دہنسل کرو پر اسمن فام
 ہو خیمچی رہو جو شر سے
 کام اپنے نکالو سب دعا سے
 سنتا ہو وہ کیوں کی فریاد
 بندہ پرور ہو وہ خداوند
 ذات اسکی ہوتا درو تو انا
 گراؤ سکی مدد شریک ہو جائے
 سب کام بنے گا رفتہ رفتہ
 رہنے کی کبھی نہیں پیشکل
 بیکار کرکھو نہ اب خدا را
 اب تک جو یہ اسکے بات آئی
 افسون مطلب کا پڑم کے مارا
 ان باتوں کی جب خبر ہوئی وان
 بس جلد حکیم کو بلایا
 بولایہ ششکے و خوشد مند
 شاوی کہیں اُنکی جلد کیجے

واللہ یہ کیا بُری ہو خصلت
 روروسکے نہ اپنی جان مارو
 اسحق نہ بنو عقب بل ہو کر
 دشمن نہیں ہو کہو دست جائز
 یاد یہ صنم سے منہ کو موڑو
 ہو جبین نہ نام عشق بدنام
 سو عیب کرو مگر ہنر سے
 جو کتنا ہو وہ کو خدا سے
 دیتا ہو ہر ایک کی وہی داد
 رہنے کا نہیں یہ کام بھی بند
 آگاہ ہو اس سے اک زمانا
 بگڑا ہوا کام ٹھیک ہو جائے
 پر چپ رہو ایک آدم ہفتہ
 تدبیر سے ہم نہیں ہن غافل
 لوہنس رو کہ خوش ہو دل ہمارا
 وہ غنچہ دہن بھی مسکرائی
 شیشے میں پری کو یوں اتارا
 شکر ہوئے سب کے سب پریشان
 احوال اُدھر کا سب سنا با
 کرتا ہوں یہ عرض دیکھے سو گند
 دور و زری طول اب نہ چکے

پر امن سے بھی بڑھ کر سیجے گا
 یہ نیکے ہو احکیم رخصت
 دن جا کے غرض کرات آئی
 تشویش ابھی یہ تھی کہ نگاہ
 کی غرض کہ کچھ کرینگے ارشاد
 یہ سچے گئی وہاں وہ ذیجہاد
 کچھ کہنے بھی پائی تھی نہ وہ گل
 ہو دور بیان سے ایک سلطان
 نخل اٹکا ہو ایک حسین و خوشنور
 اس لڑکی پہ مبتلا ہوا تھا
 برباد رہا اسی طرح وہ
 ویرانوں کی خوب خاک اڑا کے
 رد کا ہو اسے وہاں بوقت
 دیتا ہوں میں اک غلام لیجے
 منظور ہو تو شتاب لیجے
 کر کیے تو اسکو بھیجد دن میں
 اب کہتا ہو جو تمہیں کو تم
 وہ بولی کہ مجھکو تو ہی منظور
 خط لکھے کمال ذوق سے آپ
 نسبت ٹھہرائے خوشی سے
 کل بھیجے شب بخیر قاصد

بے اذن کبھی نہ کیجے گا
 فکر اسکو ہوئی برائے نسبت
 لیکن نہ کہیں سے بات آئی
 اک آئی خواص شاہ جم جاہ
 اسو اسطے ہو حضور کی یاد
 جس قصر میں دیکھی جاتی تھی راہ
 فرمایا جو شہم نے بے تامل
 کچھ ملک بن اس کے زیر فرمان
 نام اسکا ہو تاجدار مرد
 بے سمجھے نکل کھڑا ہوا تھا
 یاں آنہ سکا کسی طرح وہ
 ہو نچا پھرا ہے شہر جا کے
 لکھا ہو مجھے یہ خط بہ منت
 اپنی لڑکی کو مجھکو دیجے
 قصد اور ہو تو جواب لیجے
 یا ساتھ بیان سے خود چلون میں
 ہاں ناگا جواب جلد دو تم
 ہو جائے یہ امر حسب دستور
 بلو ایسے اسکو شوق سے آپ
 شادی کر دو گی بن امی سے
 پر جائے مثال طہر قاصد

چوہ لون نہ خوشی سے پھر سائی
 جب اپنی جگہ پکین وہ باتیں
 نسبت کے قرار پائے کی بات
 وہ مقرر بقائے جاناں
 پر عشق کی جب خبر سنی یہ
 القصد ہوئی سحر خیز
 یان گل یہ نسیم نے کھلایا
 آئی تو یہ وی نوید اُسکو
 شہزادی کے پاس لکھوائی
 دل لگے چار دن میں پھر تو
 ہر صاف و لون کی کیا لڑائی
 اس طرح سے جلد ہو گیا میل
 گندرا یون ہی العسریں جو الماء
 سلطان سے ملا وہ تیز رفتار
 حوزہ زم کے سارے قافلہ کا
 جب آیا محل میں شاہ جمہور
 تلخے اور ہی پھر تو کارخانے
 طبلے کی صدا نے سر اٹھایا
 سارنگیوں سے غلاف اترے
 پنجہ پنجے سروں میں گایا
 سر نہ ہنسی تھی مشتری فلک پر

ہنسی ہوئی دہان سے وہ گل آئی
 سوسن نے بھی سب سنی وہ باتیں
 مشہور ہوئی غرض اُسی رات
 یہ شگے بہت ہوئی پریشان
 بھیجی کہ نہو کہین وہی یہ
 خط لکھا قاصد سبکسر
 زہرہ کو الگ الگ بلایا
 خود دے دیا گھر کا بھید اُسکو
 کہ شگے خطا بھی بخشو آئی
 بل لگے چار دن میں پھر تو
 دور و زمین ہو گئی صفائی
 حسی طرح سے بچنے میں ہو کھیل
 بلایا قاصد اُدھر سے ناگاہ
 دے کر یہ خبر کیا خبردار
 ہر جگہ کار و زوہ احسنہ کا
 بی بی سے بھی سب کیا وہ مذکور
 ہر جگہ بچنے شاد بایا
 ڈھولک الگ اپنا راگ لایا
 سر جڑم جو گئے تھے صاف آخر
 اونچے اونچوں نے شہر جہاں
 زہرہ کو تھی تھر تھری فلک پر

سنگت نے جو کچھ مزا دکھایا
 پہونچی یہ خبر ادھر بھی بدم
 پھر روز بہان رہا یہ اسلوب
 کوٹھے پہ چڑھے سب اونچے نیچے
 گھبرائی یہ ششکے ماہ سیما
 تصویر کو لیکے وہ سمن فام
 پہونچی تو اسے اسے ملا یا
 پٹی مایوس ہو کے وہ گل
 ظاہر ننگ ہو جان کا
 ان سب کو تو جو پسند آیا
 رنگ اڑ گیا جب ششی یہ روداد
 صدر مدھو ہو دل حزن پر
 جلائی کہ لو پھر امتدر
 دل سب کا الم سے خون کر دگی
 کہنا نہ کسی کا بھی سنو نگہ
 نرگس نے کہا کہ جان کیوں دو
 کیا مٹنے نہیں سنا ہوا حبان
 لے ہون کیے کچھ ہنوگا واللہ
 یہ ذکر تھا جو نسیم آئی
 طو ہو گئے سارے امروان تو
 یہ کہ نہ جکی تھی وہ ہوا خواہ

بیل اڑکا کھا دجی نے پایا
 دل شاد ہوئی وہ کشتہ غم
 سلطان سے جو اکلا وہ مطلوب
 خالی ہوا گھر بھرے دریا پے
 نرگس کو کیا نگہ سے ایسا
 افشان خیزان چلی سوے بام
 اصل نقل کا فرق پایا
 بولی یہاں آکے بے تامل
 ہو فرق زمین و آسمان کا
 یان پھوئی وہ بھی آنکھ سے نہ جایا
 گھبرائی وہ نوا سیر و ناشاد
 تیور اس کے گر پڑی زمین پر
 لوسٹے گرو گپ مفتر
 مر جاؤ گئی پر نہ ہون کر دگی
 کچھ کھاس کے بن اپنی جان دگی
 بدنامی تم اسنے سر یہ کیوں لو
 جو کہ گئے ہیں حکیم و یشان
 گھبراؤ نہ استدر تم ایسا
 بولی کہ ابھی خبر پہونچی
 اب آنے ہیں اسنے پہونچے
 جو آگے سب وہ لوگ ناگاہ

چپ ہو گئی وہ دوسرے جھکا کے
 عتید اٹھا کے ابتدا سے
 سمجھایا کہ ہو یہ ہونی آئی
 کچھ شرم کی جانیں مرجبان
 بک بک کے ہر اک نے سر پھرایا
 بان کہنا جو تھا خلاف باطل
 بولی تر گس وہ سب جو جالین
 جا کر ملک کو جب سنا یا
 اک بولی وہ ہو غیور و اللہ
 ہرگز نہیں جا یہ فکر کی ہو
 وہ بولی کہ یہ تو سب بچا ہو
 تقدیر سے تو نہیں ہو امت
 اک بولی یہ و نسو سہ بڑا ہو
 لڑکا بھی نہیں جو ہو یہ داشت
 لڑکی کی طرٹ غلط گان ہو
 ہو آپ کے حکم کی وہ بابت
 کہ کوئی یہ اسکی جاتی ہیں آپ
 سمجھایا کیے سب اسکو ہر چند
 جب شام کو آئے خل سجان
 سلطان نے کہا اکیسی آئین
 دوڑی یہ سنکے اک پر بڑا د

سب بچپن وہ اس کے گرد آ کے
 دھکا کے عتاب بادشاہ سے
 اس امر میں کچھ نہیں بڑائی
 سب راضی ہیں کہد و شوق ہیں
 پر اس سے جواب کچھ نہ پایا
 منہ کھولا نہ مثل غنیمت گل
 اک چپ نے سب بلا لیں اللہ
 سر نکر میں اس نے بھی جھکا یا
 پھر جائیگے اور حضور و اللہ
 لڑکی کہیں منہ سے بولتی ہو
 پر مجھ کو خیال یہ بڑا ہو
 پیش آئے حکیم کا نہ کہن
 کیا کچھ وہ خدا کا دوسرا ہو
 کر لے کہیں دوسری نہ عورت
 اور لڑکی بھی وہ جو بربان ہو
 کسو جہ سے وہ نہیں رضامند
 کیوں دل میں یہ دھیان لائی ہیں آپ
 راضی ہوئی پر نہ وہ خرد مند
 گھبرا کے یہ یہ جبین چلی ان
 کچھ عورتوں کو نہ ساتھ لائیں
 لائی انھیں جا کے حسب ارشاد

انا چھو چھو دو اکھلائی
 اک اک نے بلا لیں دور سے لیں
 بولا یہ بادشاہ خوشخو
 لڑکا یہ تھین پسند آیا
 وہ بولیں کہ دو تون امرن چیک
 منسرایا کہ اسنے یہ عجب ہو
 بان منہ سے نہ جب تک کہیں گی
 وہ بولا کہ میں تو ہونگا بدنام
 ہرگز نہ سنونگا ایک بھی میں
 بچہ بان کی مجھے نہیں ضرورت
 وہ بولی کہ پہلے سن تو لیجے
 میری نہیں اسہیں کچھ خطا ہو
 ہم آپ کہا کریں زبان سے
 طویل اسہیں اگر دیا بھی نوکبا
 اک دن کی نہیں یہ بات صاحب
 بولا وہ کہ پھر نہ مجھ سے کہنا
 شکل اسنے جو غیظ کی بنائی
 چسخر کر ہو احوال میں اگر
 میں حسن بیان سے خوش ہوئی وہ
 سوسن نے کہا یہ شاد ہو کر
 لڑی ہوئی ہیں حضور راہتو

ہر ایک حضور شاہ آئی
 پھر سب ملکہ کے گرد بٹھیں
 اسوجہ سے ہو بلا یا تکو
 لڑکی سے کیا جواب پایا
 بیوی کو مگر ابھی ہونٹ کیک
 وہ بولی کہ اسہیں اک سبب ہو
 شادی بیشک بڑھی ہوگی
 ہو جو تھین سبب سے ہو کام
 دیکھو نگا نہ روز نیک بھی میں
 مانجھے میں اب اور ہوگی عجلت
 بھر دل میں جو ہو وہ آپ کیجے
 یہ حکم حکیم نے دیا ہو
 مطلب ہو فقط اسی کی بان سے
 جب سدا قہر کیا بھی تو کیا
 اک عمر کا ہو یہ سات صاحب
 حکم حکیم ہی پر رہنا
 جھٹلا کے وہاں کے یہ ٹھٹھائی
 ہو بچی یہ خبر اُدھر بھی جا کر
 اس بات پر اسنے خوش ہوئی وہ
 اب شادی سے کچھ مجھے نہیں ڈر
 سہمے ہو بلا یہ دور راہتو

در گردہ محلی شکل و صورت
 نگہس نے کہا خدا نہ کردہ
 وہ ذرہ یہ آفتاب تابان
 سو چاہی نہ کچھ مواد و بذات
 زربان میں ہو گزری کا بیو نہ
 نسبت نہیں ماہ اور کتان میں
 یہ مردہ لطف وہ خار یہ گل
 نوکریاں ویسے ہیں سب اہی
 نسبت اُسے کیا ہو اس قر سے
 کچھ مست ہے یا رخ بھی ہو
 ہر چہ ہی پھان کبھی کی گفتار
 جس طرح نہیں یہ حور راضی
 زہر و سنے کہا غضب کی جاہی
 بولی یہ نسیم ماہ پارا
 ان آنکھوں میں پر نہیں سماتا
 وہ بولی کہ پھر طلب تھی بیکار
 قصو یہ فقط جو آئی ہو تی
 وہ بولی کہ ہاں یہ اُسے کیسے
 ہے جو وہ سب صلاح لیتے
 وہ بولی کہ یہ بھی جانتے دیکھ
 شادی کی جو کچھ ہوئی نہ صورت

نوج اُسکی ہو اس کے ساتھ نسبت
 تو بہ یہ کہاں کہاں وہ پردہ
 وہ ریگ روان یہ قطب دوران
 کیا کہا ہوں چھوٹا منہ بڑی بات
 مانے گار سے کوئی حسد و دن
 ہو فرق جہنم و جنان میں
 یہ نوز و ضیا وہ نار بالکل
 کچھ خیر ہو مرد و اہی و اہی
 صدقے مری ایڑی چوٹی پر سے
 حضور اجل و داغ بھی ہو
 دیوانہ بکار خویش ہشیار
 ہو وین نہ بڑی حضور راضی
 بلو اے ہوے میں عیب کیا ہو
 مانا کہ وہ عرش کا پوتا
 ہم میں سے نہیں کسی کو بھاتا
 بس تھی تصویر بہر دیدار
 تو کا ہے کو یہ بُرائی ہو تی
 بکوا یا جنوں نے اُسکو گھر سے
 بی ہمتو جواب صاف دیتے
 انجہام اب اسکا غور کیجے
 کیا ہونا ہو یہ تو کہیے حضرت

وہ بولی یہ منکر و ان ہو موجود
 بگڑے کہ بنے ہمیں غرض کیا
 بولی سوسن کہ ہاں بجا ہو
 حاضرین نہیں ہو کوئی محبت
 مطبوع ہو گر تو ہم سے کہدین
 بہ ہیز آپس میں کیا ہو انوی
 بولی وہ کہ وہ نوح درگور
 بچو خیر ہو لو جو اس میں آؤ
 کیا خوب ہو تم کہان کی چوکی
 بگڑنے کہا بگڑتی کیوں ہو
 سمجھے کہ ہو ظاہری یہ نفرت
 ایسا بھی ہو گر تو عیب کیا ہو
 وہ بولی کہ بس مٹو یہاں سے
 تم آپ ہی ہو گی عاشق زار
 جو دوڑی گئی ہو دیکھنے کو
 بولی ملک سے بیرونہ خوشنوی
 ہین کون یہ طعنے دینے والی
 ہجرین بھی نہ چپ رہو گی واللہ
 دکھلاے جو اسنے چشم و ابرو
 بولی یہ مگر نیم اک بار
 باتیں حسین یہ سبے تکلفی کی

مارا چہ ازین خیال بے سود
 دیکھنے جو ہو نیک گشتا
 پر انکو اُدھسٹین پر کیا ہو
 بسم اللہ نکالین دل کی حسرت
 زبان کیا تھا شوق سے لین
 آخروہ دوا ہو کس مرض کی
 بی متو بہت ہوئی ہو نہ زور
 تم آپ نہ اپنے کام میں لاؤ
 صحبت میں میں ہی نہیں انوکھی
 کیا بات ہو تو بہ لڑائی کیوں ہو
 رکھتی ہو مگر دلی محبت
 کب دل سے کسی کا بس چلا ہو
 کہ بیٹھو گی میں بھی کچھ زبان سے
 کرتی ہو مری لبا اس سے پیار
 اس چاہ کو اُسکی دل سے چھپو
 بھٹائیے ای حضور انکو
 کیا کچھ ہو یہ میری جرٹھ نکالی
 اک سانس میں سو کہو جی واللہ
 چپ ہو گئیں سب کی سبہ خوشنوی
 غصہ کی تو حب انہیں ہی زینار
 رمنہن تھیں غصہ دلی کی

زرگس نے کہا کہ جانے بھی دو
 سو سن لے کہا کہ یہ تو بہت سناؤ
 جب تک جو بڑی حضور کو کہ
 بسوقت ہوین وہ نیم راضی
 ہونہر وستم کا سامنا پھر
 تہمیر کوئی بتا دیکھ کر
 اک بولی کہ کیا بتائیں ہم
 مختل ہیں یہاں حواس اپنے
 زرگس نے کہا کہ ہم بتائیں
 دہرائیں یہاں کا حال سارا
 ثابت ہوا سپہ یہ کسی طور
 انجام کا پاس کر کے جائیں
 فی الواقع ہو وہ مردانا
 اک بولی کہ کون جائیگا پھر
 وہ بولی اگر میں اذن پاؤں
 بولی مکہ کہ کوئی جاسے
 ایک بولی کہ جلد ہی آئے گا
 زرگس جو یہ پاگئی اشارا
 یوں آئی لباس کے وہ اندر
 پردہ تھی وہ شب جو رکھنے والی
 کھلی تو کسی طرح دیکھ سے

اب اور ہی کوئی ذکر چھیڑو
 اب بوجھین تو کیا کہیں یہ فرماؤ
 اسرو زنگ سہر یہ بلا رد
 پیش آئیگا پھر وہ حال راضی
 دشوار ہو ایٹکا تھا منا پھر
 کیا دوگی جواب سوچ رکھو
 تشویش بہت بڑی ہو وہ اللہ
 ہو کون مشیر پاس اپنے
 اسوقت حکیم پاس جائیں
 لیکن یہ کسنا یہ واسٹارا
 بھیجا ہوا ہو دیا کوئی اور
 مردانہ لباس کر کے جائیں
 شاید کام آئے وان کا جانا
 تجویز اسے کر دیا آخر
 انکھوں سے سوئے حکیم جاؤں
 کام اپنا مگر نکال لائے
 رستہ نہ بہت دکھائیے گا
 تبدیل کیا لباس سارا
 عظمت میں جس طرح سکندر
 کا ندھے یہ سیاہ شال ڈالی
 واقف تھی مگر نہ رہ گذر سے

تشویش میں ہر دم اٹھاتی
جاتی تھی جدھر غنم کی ماری
بوجھنا تو کھلا یہ عجیب اکبار
یہ سنتے ہی سکرائی وہ گل
رستے سے سدھاری ناامیدی
ہو گھر سے بہن خاصا نکلتے
گرتا ہو کر یم کار سازی
تشکل میں نہ آدمی ہو بیدل
طور راہ ہوئی تو آخر کار
دُہرایا بیان کا واقعہ سب
بولادہ ارسطو سے زمانہ
ثابت ہوا ہلکوارس بیان سے
ہو عشق کسی کا سر پہ اسوار
جطور سے یہ کہا ہو احوال
تا چار سنائی وہ کہانی
اول تو وہ قصہ ہی تھا مرغوب
بولادہ کہ بس برآیا مطلب
سمجھا میں یہ سرگزشت ساری
بتلاؤن میں اک سوال تمکو
فاجر جو ہوا جواب سے وہ
سلطان کا بھی اُس پہ تہر ہوگا

چلتی کبھی تھک کے بیٹھ جاتی
آئی پہلو سے اک سواری
خود آئین حکیم جی بہن اسوار
دوڑی ساتھ اُسکے بے نامل
دکھلا گئی رُخ کو رو سفیدی
پاتے بہن مراد راہ چلتے
کم ہوتی ہو راہ کی درازی
مٹا ہو یم طلب کا ساحل
یکجا ہوے دو وزن وہ خوش اطوار
پر موجز و مجمل و بند باند
آلودہ غنم ہو یہ فسانہ
مخزون ہو وہ سوزش نہان سے
یو ج کبھی نہیں یہ انکار
دُہراؤ اب اُسکے عشق کا حال
جو یاد تھی ماہ کی زبانی
اور دوسرے اسنے بھی کہا خوب
اک بات کہوں ہی من سے اب
امید برآئی اب بھاری
شہزادہ سے تم وہ جا کے پوچھو
مقبوب ہو اعتبار سے دُکا
مرد و دُکام شہر ہو گا

سمجھی وہ سیکر جی کی یہ بات
 وہ بولی کہ آپ کیجئے تکلیف
 ہوا کے کسی کو حال سنبھلے
 یا آپ کو دان بلائیں گی وہ
 اس وقت تو آپ کیجئے ارشاد
 ہوا کہ تو زمانہ برسر جنگ
 یہ سو غضب دکھائیگا پھر
 بولایا سر آٹیکمان
 تھا آج تو میرے آنے کا دن
 تم پیش و طرب میں شب گزارو
 شکل وہ کروں سوال آکر
 گنجانے دو اتنی شب مع انجیر
 برخاست ہوئی غرض وہ صحبت
 شادان تھی زبیں وہ غیرت گل
 یاں سب کو تھا انتظار نرگس
 تاکا وہ بیک تیز رفتار
 نئے کان اسی طرف کو سب کے
 اک بولی کہ ہر صدائے نرگس
 پوچھا تو کہا کہ آدمی ہو
 ایک ایک سے آنکھ اُدھر لڑائی
 پوچھا تو بیان کی وہ مدوار

شرح اسباب و العلل
 لیجائیے دان ضرور تشریف
 پھر نبض کے دیکھنے کو کیجئے
 یا لیکے خود آنکھو آئیں گی وہ
 اور ہکو نہ کل تک رہے یاد
 دور دور سے وقت ہو بہت ٹھنڈ
 ہر کون جو دن کو آئیگا پھر
 میں آنکھوں سے اپنی جاؤ گا دن
 مہلت ہی مگر ہوئی نہ ممکن
 آرام سے اپنے گھر سدھا رو
 سوچئے نہ جواب زندگی بھر
 کل صبح کو اسکی دیکھنا سیر
 وہ گھر میں گیا ہوئی یہ رخصت
 مظلوم ہوئی نہ راہ بالکل
 آنکھیں اٹھیں امید وار نرگس
 بہو بچی تو سنائی سب کو کشاکش
 آواز یہ سنئے چونک اٹھے
 کوئی نہیں ماسوائے نرگس
 بولی بلکہ کہ بان وہی ہو
 تاکہ وہ سیاہ پوشن آئی
 خوش کردیے مگر نہ بشتا

کچھ کہنے میں ہو گیا کم و بیش
 القصد اُتار کر وہ پوشاک
 تھی نصف سے بھی گزر گئی شب
 تھی عیش و طرب کی بسکہ وہ رات
 ناگہ ہوئی بزمِ محرمِ برہم
 مرغانِ چمن بھی چھپا گئے
 جلنے لگی بادِ صبحِ فرس
 خورشید جو جلوہ گر ہوا تھا
 آئی گئی جب نسیمِ گلزار
 یاقی تھے جو آسمان پہ تارے
 القصد ہوا جو روزِ عشرت
 دن چڑھنے سے بھیرا رہو کر
 پر آیا نہ یان وہ اشرف الناس
 دی پہلے تو اُس نے اسکو کرسی
 پوچھا کہ ہو کب تک وہ تقریب
 وہ بولا کہ میں نہیں ہوں آگاہ
 اب فکر مجھے بھی ہو زیادہ
 یہ بولے کہ کچھ نہیں ہو تاخیر
 پر یہ تو ہو مجھے صاف ارشاد
 وہ بولا کہ یہ تو ہو نئی بات
 یہ بولا کہ یہ بھی دور کیجے

کچھ جان کے کر گئی پس و پیش
 باہر ہوئی جامہ سے نہ بیاک
 سو نہ گئے خاصہ کھا کے وہ ب
 اس رات کا کاٹنا تھا کیا بات
 زار ہکا ہو اُخسروس ہرم
 حمد اپنے خدا کی لب پہ لائے
 غنچے ہوئے سارے پھول کھلے
 بنے نورِ رخِ قمر ہوا تھا
 آہٹ سے ہوئی وہ ماہِ بیدار
 حد فے اُس پر سے سب اُتارے
 جاگا وہ مہرِ پہرِ حکمت
 وعدے پہ چلا سوار ہو کر
 پہلے گیا تا جدار کے پاس
 پھر بعد ہوئی مزاجِ غریبی
 یا راسے میں کچھ ہوئی ہو تقییب
 کیا رکھتے ہیں قصہ شاہِ حجاج
 کھلتا نہیں اُنکا کچھ ارادہ
 مانجھے کی تو ہو رہی ہو غیر
 بنیے گا حضورِ حناہ و اماں
 کیوں مانگیے والدِ خوش اوقات
 اس بات کا اب جواب دیجے

یہ شادی جس ایک شرط پر ہو
وہ بولا کچھ اور ہو کسی
حل کیجے گا اگر سوال اُنکا
بے اسکے ہو عقد غنیر ممکن
بیٹھا ہو بہت سوال واللہ
ان باتوں کے بھی سوا ہو کبات
سایہ بھی ہو جن کا اُس پر ہی
کیا تاب کوئی جو کر سکے بات
بے اذن کوئی چلا تو جائے
ہوش اسکو نہیں ہوش بدن کا
تاخیر کی اس میں ہو ہی بات
آغاز کا اپنے منکے انجام
آسیب کا ذکر شکے بھر کا
رلا کہ بلا کا سامنا ہو
افسوس یہ دل کہاں پہ آیا
ہر طرح سے جان کو ہر شکل
مان باب کو منہ دکھاؤنگا کیا
بولایہ حکیم ذی کب است
اگر دیجے گا جواب شافی
گھر اپنا ہو بس مکان جانان
وہ بولا کہ مان یہ سب تو سچ ہو

انکی بھی کچھ آپ کو خبر ہو
کچھ پوچھیں گی پہلے شاہزادی
تو دیکھیں گے جمال اُنکا
سُن لیجے گا جائے گا جس دن
رکھے گا ذرا خیال واللہ
غم جب کا ہو بادشہ کو دن رات
ڈرتا رہتا ہو جس سے گھر بھر
کیا دخل جو ہو سکے ملاقات
جس گھر میں ہو دان ہوا تو جائے
کچھ خوف نہیں ہو مرد و زن کا
اور اسکے سوا نہیں کوئی بات
کیا گیا بس وہ عاشق خام
بی شادی سے ڈر گیا وہ رلا
آسیب کا زور تھا مانا ہو
کیا مجھ کو بُری جگہ پھنسا یا
بدنامی ہو داپسی میں حاصل
جاؤنگا تو خالی جاؤنگا کیا
رہنے میں تو کچھ نہیں قناعت
رضخت کو وہ جن کی ہو گا کافی
اخبار کا پھر گذر کسان دان
ہو تاب قیام بھی تو کچھ شئی

بان ہو گئی عقل سر سے پران
 قسمت میں مگر ہی تھا تحریر
 بفکر کو دے کے فکر جانکاہ
 ضغطمین تو اس طرف پڑا وہ
 کچھ دیر ٹھہر کے حسب دستور
 پوچھو یا محل میں خیریت ہو
 آواز حکیم کی جو پائی
 بولی کہ کہاں تھے بندہ پرور
 معمول میں بھی ہوا ہو جو فرق
 کی عرض بجا ہو سب یہ ارشاد
 فرمائیے آپ تو اب اتنا
 شادی کا کب تک ہو سامان
 اذن اُنسے بھی آپ نے لیا تھا
 وہ بولی کہ ہاں ہزار پوچھا
 پر بولی نہ منہ سے وہ پریزا
 وان بگڑے ہوئے ہیں شاہ عالم
 یہ آپ کے حکم کی ہیں پابند
 اس موقع پہ کام آئیے آپ
 وہ بولا جناب من بہت خوب
 کام آؤں میں کیا مجال و طاقت
 مجھ ایسے ہزار ہیں ملازم

اب دینا ہو کیا جواب آسان
 دیکھینگے دکھا بیگی جو تقدیر
 دربار کی لی حکیم نے راہ
 سلطان سے اپنے آلا وہ
 ڈیوڑھی پہ گیا کمال مسرور
 بولا کوئی خیر و عافیت ہو
 ناہید کی مان قریب آئی
 سرکار نے یاد کی مکرر
 کس کام میں آپ رہتے ہیں غریب
 بیشک ہوئی ہو گی کل مری یاد
 شہزادی کا ہو مزاج کیسا
 مشکل ہوئی پوچھنے کی آسان
 پوچھا تو جواب کیا دیا تھا
 ایک ایک نے بار بار پوچھا
 کچھ اچھا بڑا کیا نہ ارشاد
 سرکار میں اس طرف کو ہر دم
 اس بات پہ وہ نہیں رضامند
 تدبیر کوئی بتائیے آپ
 فرمائیے اب نہ مجھ کو محجوب
 میں کون ہوں کیا مری لیاقت
 ادا ہے ہو یہ کمترین خادم

تشویش بس اس قدر کیجے
ہوں آؤں ذرا اُدھر بھی جا کر
تھی بارغ سے اُس عمل کی بھی راہ
تھا وعدے کا اک خیال سب کو
آیا تو خبر بہ اندر آئی
کی اُسکے حکیم سے ملاقات
وہ بولی کہ کون تھا وہ حضرت
بولادہ یہ سننے کو تبسم
چُپ ہو گئی سننے کے یہ وہ طرار
یہ سوچ کے بات کاٹ ڈالی
بولادہ کہ شکر ہو خدا کا
سکے سے بھی زیادہ ہو چکا رن
ہر دم یہ ہو اب تو دم شکاری
جو اپنے مزاج کا ہو احوال
شادی میں ہوا ہو غم کسی کو
اسباب پہ ہنسنے کی جو تسلیم
آیا وہ ان سے وہ اپنی جا پر
ناہید کی مان کو پھر بلایا
اچھی صورت ہو چشم بدور
پر عقل سے یوں ہوا ہو ثابت
خاموش جو ہو اس التجا پر

پہلے مجھے وان تو بھید کیجے
بھر عرض کروں بیان میں اگر
موجود وہاں جو ہو خپا ناگاہ
تھی نظری کمال سب کو
نرگس گھبرا کے در پر آئی
دُہرائی سب اُس نے رات کی بات
کیا تھا باس کیسی صورت
گو یا پردے میں جس طرح تم
سمجھی کہ سمجھ گیا یہ ہتھیار
بولی کیسے مزاج عالی
ہر روز ہو سامنا قضا کا
چلنے پھرنے میں اور کچھ دن
آنے کو ہو آج کل سواری
ہو اور کسی کا بھی یہی حال
دے آئے ہیں فکر ہم کسی کو
پھر اس نے کیا سوال تسلیم
یعنی کہ و محمل سرا پر
پوچھا اس نے تو یوں سنایا
اُس مد کو ہو جان دل سے منظور
ہو جہ نہیں وہ ماہ ساکت
موقوف رکھا ہو اک بنا پر

اس بات کو امتحان کیجئے
 یہ کہنے چلا وہ سوئے دربار
 رستے میں ملا جو شہ سے وہ پیر
 کچھ عرض کر گیا یہ نمک خوار
 یہ سنتے ہی ساتھ والے سر کے
 بولا وہ بزرگ دور اندیش
 معلوم ہوئی جعفر سے یہ بات
 سو طرح سے ہون خطاب انے
 جو دل میں ہر انکے راز مخفی
 جب تک نہ وہ راز ہوگا افشا
 پوچھیکا کوئی جو وجہ انکار
 تحقیق کو اسکی بان جو آیا
 پوچھوائی جو میں نے وجہ انکار
 کر دے جو مرے سوال کو حل
 میں نے جو کہا سوال کیجئے
 جب مجھ کو ہوئی جواب سے یاس
 کچھ ذکر ادھر ادھر کے کر کے
 بولا مجھے وہ غیرت گل
 میں نے کہا کہ وہ یہ تو ارشاد
 بولا کہ لونگا یہ گوارا
 میں نے کہا یہ بتاؤ سدا

تخصیص ہماری دیکھ لیجئے
 اٹھ آئی وہ اپنے یہ خوش اطوار
 کی پہلے یہ دست بستہ تقریر
 خلوت لیکن ہر اس کو درکار
 در بند ہوئے ادھر ادھر کے
 اس عقد میں جو ہوا پس پیش
 انکا انکا بہ انہیں سات
 ملنے کا نہیں جواب اسے
 آگہ نہیں اس سے گھر میں کوئی
 ہونے کا نہیں یہ جشن برپا
 ہو جائیگا بس وہ راز اظہار
 جو دیکھا تھا ٹھیک ٹھیک پایا
 لائی یہ پیام اک پرستار
 آسان پھر ہر ایک اشک
 فرمایا کہ اپنی راہ ہیجئے
 فوراً گیا تاجدار کے پاس
 سب واقعہ کہنے راہ بھر کے
 ہو عقد میں کیلئے تامل
 حضرت کے جو گئے حاشا داماد
 والد کا اگر ہوا اشارا
 ہو انکے سوال سے بھی آگاہ

میں بولا نہیں جواب جیسا
الزام نہ تاکہ پھر ہو غائد
سنتا ہوں کہ جنکا ہر گزردان
اسوقت جواب سے سُنا ہر
کیا کیا سُنیے گا آپ ابھی اور
کر آیا ہر اس طرح کی تقریر
جھوٹی نہ پڑے غلام کی بات
تکذیب ہمیں نہ ہوگی منظور
گھر اپنے چلا یہ مرد ذیباہ
سب حال بیان کیا سراسر
کیا ہر جہی پوچھنے کو جاؤ
اس کام کے جو کہ تحقیق سنو اور
سب کو کیا راز دل سے ماہر
غنجہ گل کا کھلا نہ بالکل
دم پر نہ چڑھی وہ ماہ بار
ہونے لگی چھیڑ چھاڑ آخر
شہزادی نے منہ اُدھر سے پھرا
ہنس دی وہ کچھ آنکھ سی بنا کے
کیون بات کو طول لے رکھا ہر
دل تنگ کسی سے اب نہو تم
شک ہو تو نہ کہنے کی قسم لو

پوچھا کہ ہر وہ سوال کسکا
سب کندون امور اصل و زائد
بے اذن جو کوئی جائے کیا جان
بولا کہ یہ حشر نہ ماجر اہر
میں نے یہ دیا جواب نے الفور
اُس مرد جوان سے آج یہ پیر
پوچھے جو حضور سے وہ خوش ذات
فرمایا کہ دل سے یہ رکھو دور
یہ کیلے کیا محل میں وہ شاہ
ناہید کی مان لے وان پہ جا کر
بولی ملکہ کہ آ ز س ا و
آنکھیں یہ سُنے اُنمیں دو چار
خدمت میں ہوئیں جب اُسکے حاضر
لیکن بولی نہ منہ سے وہ گل
چھینٹے دیدے کے گو اُبھارا
حجبت سے ہوا بگاڑ آخر
سوسن نرگس نے اُنکو گھیرا
نرگس نے جو پوچھا سکر کے
بولی وہ کہ صا جو یہ کیا ہر
لوچھے سنو اُدھر پھر و تم
بولیں کہ کہو کسا کہ دم لو

خاطر انگلی اگر ہے منظور
راضی ہیں بس ایک شرط پر یہ
وہ شرط ہے بے مثال و اسد
چھوڑو یہ تاجدار سے بات
کچھ عشق کے جذب کو بتا دو
کچھ پاس ہو حسن کی نشانی
گر ٹھیک دیا جواب اسکا
اور یہ نہیں تو اڑے رہیں وہ
وہ بولیں کہ جا میں پھر کسا بان
آنکھیں یہ سنکے وہ خجناک
آسان ہو اُسپہ یہ طلسمات
عاشق ہو وہ اور یہ عشق کاراز
رستے کو کیا سخن سے کوتاہ
یہ راز نہان بیان کیا سب
شادی کی جو یہ نوید آئی
سمجھ یہ امر سہل وہ سب
امید ہو واقعی بُری چین
صورت جو مراد نے دکھائی
اک ایک کی فکر ہو گئی دور
گشتہ بیان ہو رہی تھی حسرت
تھی خاص جو وہ خواص شاہی

کیون ہوتی ہو تم لمول و رنجور
کیا تاب ہو پھر پھر بن اگر یہ
ہر سہل سا اک سوال واسد
کیونکر ہوئی محسن سے ملاقات
کچھ محفل دید کا پتا دو
یا خالی ہو سب یہ لن ترانی
تو کچھ نہیں بیچ و تاب اسکا
جھک مارا کرین پڑے رہیں وہ
گر یہ ہو تو میں سب امر آسان
کہتی تھیں کہ اب نہیں ہو کچھ پاک
تو بہ مشکل ہو کو لسی بات
کچھ بات ہی بن پڑی خدا ساز
پہنچیں بنشاش وان پہ ناگاہ
گذرا جو تھکا عیان کیا سب
سرخ چرون پہ سب کے چھائی
ہو میوا لاکھ لگو کہ یہ کب
رہتی نہیں نیک و بد کی تمیز
تاجدار بُری بھی بات بھائی
چہرے بنشاش قلب مسرور
جو شکل مراد اک آئی عورت
واقف ہر راز سے کسا ہی

کی عرض کہ اے جناب چلیے
 یہ لیکھی چلی ہوئی وہ ہمراہ
 پا کر خلوت کا سا کچھ انداز
 سنہ نے فرمایا حال اُدھر کا
 وہ بولا ملا جواب گر ٹھیک
 سب قول و قرار ہی اسی پر
 وہ بولا کہ یہ بھی کچھ نہیں دور
 دربار کا جبکہ وقت آیا
 پہلے پہلو میں اُس کو جادی
 کرنا تھا سوال گو کہ اک عار
 انصاف سے دیکھیں سامعین گر
 شر الگیا گو حجاب تک بھی
 ان دونوں کا کیا بڑا تھا تقویٰ
 بازی ہمت جو اُسکی ہاری
 رخصت ملی غم ہوا یہ تازہ
 کیا نخل بیان میں شاخ چھوٹی
 ہو پناخے میں جب وہ جا کر
 لو ہو گیا اپنا فیصلہ آج
 اب تاب نہات برقرار ہی
 سر میں نہیں عقل کا ٹھکانا
 عزت کتنی ہی بھاگ چلیے

ہر منتظر ہی شتاب چلیے
 حاصل ہوئی پھر حضورِ شاہ
 سر کا ایک ایک محسوس ہوا
 اسنے کیا ذکر اپنے گھر کا
 یہ بولی کہ پھر نہیں ہر تشکیک
 کل دار و مدار ہو اسی پر
 محکوم بھی یہ امتحان ہی منظور
 دستور اُسے حسب حکم لایا
 پھر دل کی طرح سے دشمنی کی
 ناچار کیے تھا شوقِ اظہار
 کتنا تھا سوال بھی وہ بدتر
 لیکن نہ ملا جواب تک بھی
 یہ اس طرف اور اُدھر وہ خود
 ہمت کے لیے زبانِ نگاری
 اُٹھا وہ بصورتِ جنازہ
 یہ غم میں پڑا وہ رن سے چھوٹی
 بولا یہ وزیر کو بلانا کہ
 کم ہو گیا سارا ولولہ آج
 عاجز نہ کرتی ہو بقدراری
 ہر زورِ جنون کا اب زمانا
 حسرت کتنی ہی باغ لیے

قہرے تو شکست اٹھایا کون
 ہر وقت ہر شہر بشر کے ہمراہ
 بیہودہ ہر بادشہ کا دستور
 تو کیلئے اتنے دن میں رہتا
 سُن آگے ہن کیا سنا ہے تو
 سوچو تو جواب مدعا ہر
 وہ مرد کمال بے ادب ہر
 یہ رائے اُسی نے دی ہر شہ کو
 بون میٹھی چہری سے ذبح کیجے
 نہ قول سے انحراف ہر یہ
 کیا ظلم شعار نے کیا قہر
 کس خسرو نامور نے جا ہی
 یہ بھی کوئی کھیل تھا کہ کھیلے
 لیکن گئی مفت آپ کی بات
 بدظن ہونے کمال واسد
 دلوائے کہیں نہ گونگالی
 بخوبی کرین سزاے مغرور
 ہو غم میں نہ چار سو سے گھبرنا
 ایسا ہی تو پھر کے آئینے ہم
 ادے خدام ہم آپ کا ہر
 پیش آتی ہن اکثر ایسی آفات

قسمت کا لکھا مٹائیگا کون
 وہ بولا کہ خیر ہر کساواہ
 باتیں ہونی ہن خلاف دستور
 جواب کسا پہلے گریہ کہتا
 وہ بولا کہ کچھ بنا ہے تو
 سب کھلے کہا کہ یہ کسا ہر
 بہ ذاتی وزیر کی یہ سب ہر
 پھیرا اُتے جو یون نگہ کو
 مشہور ہو گڑ جو زہر دیجے
 بے شک نہ جواب صاف ہر یہ
 بولا وہ کہ بل بے فتنہ دہر
 دستور کے بل پہ بادشاہی
 تکلیف اٹھائی رنج جھیلے
 دونوں باتیں ہن ان مسادات
 سنکر یہ حال شاہ حجابہ
 ان لوگوں کی یہ بدعت الی
 پاس آیا اگر تو کچھ نہیں دور
 کیا سہل ہر قول نے کے پھرنا
 ٹھہرین اب آپ یا نہ اکدم
 پایہ نہیں کچھ کم آپ کا ہر
 ٹھہرانے کی یہ نہیں کوئی بات

پتی اس طرح کی بڑھانے
 آگے آگے تھے پیش خیمے
 جو لوگ یہاں پہنچے معین
 کیا آئے تھے اور کیا ملے یہ
 پلٹے جانے سے اُنکے ناچار
 بلبلی کی طرح خبر یہ اُنکر
 بولی رکھ کر رخ پہ ہاتھ وہ گل
 کیونکر ہوتی یہ بات ماحصل
 جس شوق میں ہو گی کچھ بھی غامی
 چمک جاتا ہر اک نور امین کھنجر
 آسان نہیں ہر عشق کرنا
 کھا سکتا نہیں کوئی غم عشق
 ثابت قدموں کا یا ن گدڑ ہو
 بستی یہ وہاں ہو اور نہ پان ہو
 اس رمز کو پا گئی کہ کیا ہو
 بس بس ای کلک نغمہ گفتار
 اس بات کو کون دیکھتا ہو
 مطلب پر آ کر وقت ہو تنگ
 ایک ایک کی رد و قبح سے کیا
 و فتر میں لکھا ہوا تو ہو نام
 عاشق پہلے تو نام رکھا

روٹھے کو وہ بچلا منا کے
 جاتے تھے وہ دونوں پیچھے پیچھے
 گھبرا گئے کہ کیوں ہوئے یہ بدظن
 کیون آتش غیظ میں ملے یہ
 گذرا پرچہ میں گل یہ اخبار
 پہونچی دم میں سوئے گل تر
 گچھین کا پڑا نہ تپہ چنگل
 ناقص وہ کمال اور یہ کامل
 ہونے کی نہیں کبھی مٹا می
 بے سمجھے پڑے پہ آنا ہی حریف
 مشکل ہو جھوٹ کا بھی مرنا
 دشوار ہو سیر عالم عشق
 ایسے ویسوں کو کیا خبر ہو
 ہستی و عدم کے درمیان ہو
 اُف اُف ہر رخ کا یہ پتا ہو
 کیون کرتا ہو راز عشق افکار
 کیا وجہ ہو کیا یہ کہہ رہا ہو
 ہو اور ہی راگ کا اب آہنگ
 عشاق کی ذم و مدح سے کیا
 کچے پکے سے نچو کیا کام
 پھر اب یہ کیا کہ نام رکھا

ای دل تصویر کھینچ کر لا
خلوت میں یہ سب تری زبانی
پہلو میں بٹھالے شوق کو تو
دکھلا مردانہ آج ہمت
کر گوشوں کو کرے محو قسیر
دشمن کے منہ سے واہ نکلے
دی ہن حق نے تجھے زبانین
مشتاق ہیں سامعین دلشان
ناقص کے ہیں قدر دان ہی ب
اس عہد میں یادگار ہیں یہ
حق میں ہیں شمع میں نہیں ہیں
اس شہر کا ہو تو نام انھیں سے
بے مثل و نظیر ہیں ہی لوگ
یہ بزم شگرت اور یہ اجباب
محفل نہیں گلشنِ ارم ہے
اگلے لوگوں کی امنین بوسے
آباد ہی شہر انھیں کے دم سے
بلبل سے سنے گلوں کی تعریف
گو صورت خار ہو یہ خامہ
گویا عاشق کی یہ زبان ہو
وصف انکا بہت ہی کم سے ہو کم

اہم یہ مصوری کی بر لا
سن لینگے ہم ایک دن کہانی
لکھ چہ طلب کا ذوق کو تو
دیکھوں کتنی ہو تجھ میں جرات
اندھوں کے دلوں پہ کھینچ تصویر
حاسد کے جگر سے آہ نکلے
دونوں سے کلام کر تو جانین
کیسے کیسے بزرگ ہیں بان
پچانتے ہیں زبان ہی سب
سہ دفتر روزگار ہیں یہ
گلچین ہیں نکتہ چین نہیں ہیں
رونق ہو سخن کی عام انھیں سے
مشتاق بقیہ ہیں ہی لوگ
بے مثل و بے نظیر و کیاب
گلدستہ دوستان ہمسہر
جس جباہ جھین لکھنؤ ہو
ان لوگوں کو کوئی پوچھے ہے
خارون سے نہ ہو سکی تو صیف
پر رشک ہزار ہو یہ خامہ
معشوق ہی اسکا قدر دان ہو
سر کٹنے کا ڈر ہو ای قلم تھم

ای تعلق زبان ہوش خاموش ای شوق بیان دوستان تھم ای قصہ بیان مدعا بس دوڑیگا خیال تو کہاں تک چودت تیرا ہوں اب میں طالب دکھلا دے کلام اپنی وسعت وہ جانتا ہی مرا ٹھکانا ہشیار ہوا ای کہ یو رطبع اجساب کو نذر دے تو لا کر	اجب انہیں جڑ طبع کا جوش ای دلو لے دل کے تو ہی ہو کم ای شوخی نہ کرنا رسا بس ای کلک یہ گفت کو کہاں تک ای ذہن ادھر کو ہو مخاطب صحبت ہی یہ آج کی غنیمت مضمون کو کہاں ہی لینے جانا رنگین سخی ہی ز یو رطبع گلدستہ نیا سا اک بنا کر
--	--

ابتداء داستان احوال پر احتمال آوارہ دشت و بیابان
قمر جہان بالاکش سے اور تمامی اس جزو بے نظیر و دلچسپ
کی ملائی ہونا عاشق کا اپنے محبوب ماہوش سے
درمیان میں بڑی کھکھیر اٹھانا گردش فلک بحر فتنار
سے اور فگار ہونا غنچہ دل کا غم مفارقت تصویر کے خار سے

نچر رند کو کیوں کیا فراموش یہ کون سی پھول بی کے پھولا رندوں کو بڑا احتیاجین مجھے	ای ساقی! لا لہ فام و مینوش سرمستے ازل کو پھولا محفل کی تھی زیب و زین مجھے
--	---

کاوش جو خمار غم نے کی ہو
 اب دل کی نگلی بجھا دے ساقی
 اس درجہ ہوں ہجرِ عمر سے سرشار
 دے بنتِ عنبِ شتابِ مجھ کو
 دلِ ہجر سے ہی کبابِ ساقی
 اچھا سا پلا وہ بادِ ہمت
 بندِ آنکھ کو کر کے جب میں چھو ہوں
 کیفیتِ بزم کو بڑھاؤں
 ہم مشربِ بندہ ہو وہ ذیہوش
 عشاق میں مردِ باخبر ہو
 سرمایہٴ عشقِ قیسِ ناشاد
 نقشِ دو م کشیدہٴ عشق
 مشتاق ہوئی جو طبعِ عالی
 اب دیکھے میری خوش بیانی
 وہ رہرو دادے ہلاکت
 چھوٹا ہوا اپنے خانہ سے
 تھا خاک کا اوڑھنا بچھونا
 نیرنگے آسمان کو دیکھو
 پس بدل پر سوا حضرتِ عشق
 دشوار ہو اک قدم کا چلنا
 کہتا تھا جبرِ اٹھائے ہر گام

ہشباری میں طسفرہ بخودی ہو
 مرنا ہوں دو ایلادے ساقی
 ڈھونڈو آیا کہاں کہاں میں ناچار
 دکھلا رخ آفتابِ مجھ کو
 باقی نہیں ضبط و تابِ ساقی
 کچھ دیر نہ جس سے ذہن ہو کند
 منہ شاہِ مدعا کا چوموں
 اک رند کی داستانِ سناؤں
 نغمہٴ عشق کا ہی مینوش
 رندوں میں کمالِ نامور ہو
 ہمِ نخبِ زور دستِ فرہاد
 مدِ نظرِ دو دیدہٴ عشق
 ساقی نے شرابِ دی نرالی
 پھر سنیے سنی ہوئی کہانی
 آوارہٴ دشت و شہرِ عرب
 جنگل میں تھا جو آسمان سے
 ملتا تھا خاک کے بھی نہ سونا
 کائناتوں میں قمرِ جہان کو دیکھو
 سرِ پروہ بارِ دولتِ عشق
 آسمانِ نینِ بیانِ سنبھلنا
 ای زورِ ہمارے ہاتھ کو تھام

طاقت بیتاب ہو گئی ہو
 امی شوق کرا بتو دستگیری
 یہ سر ہو بال دوشش ابو
 آنکھوں سے بھی سوجھتا نہیں آہ
 یہ طاقت رفتہ آخندارا
 آرام تہرار کو نہیں ہے
 بیچین کیے ہو بقیہ راری
 اک تیر کا زخم کھائے ہیں ہم
 فرقت میں کسی کی مبتلا ہیں
 زردون پہ ہو اختلال اپنا
 گھیرا ہو ہزار خواہشوں نے
 سر پہرنا ہو گردشِ فلک سے
 اتنے دنوں ہاتھ پانوں مارے
 محزون ہوں دہر کی ہوا سے
 طالع گردش دکھار ہا ہو
 تلوون سے جنون جو بیٹھ کر خار
 شادی سے جو ہو بگاڑ مجھے
 سوزِ فرقت سے بل رہا ہوں
 وہ نخل ہوں جو پھلانا پھولا
 وہ درد ہوں جو سہا سجاے
 وہ تیشہ ہوں اپنا سر جو چھوڑے

تسکین شراب ہو گئی ہو
 عاجز ہو شباب مثل پیری
 کچھ بھی نہیں ہلکو ہوشش ابو
 بے دیکھے ہوئے تو چلتے ہیں راہ
 دل توڑا ہو ضعف نے ہمارا
 راحت دل زار کو نہیں ہو
 غم کرتا ہو آکے غمگساری
 اک قلب پر چوٹ اٹھائے ہیں ہم
 مجبور ہیں قید سے بلا ہیں
 غربت میں ہو غمیں حال اپنا
 کاہیدہ کیا ہو کاہشوں نے
 رنگ اڑتا ہو درد کی چپک سے
 شل ہو گئے دست و پا ہمارے
 مغموم ہوں بخت نارسا سے
 گردون مجھ کو بھہرا رہا ہو
 اتنا بھی ہو وقت تنگ کو بار
 غم کرتا ہو چھپڑ چھاڑ مجھے
 حسرت سے ہاتھ مل رہا ہوں
 وہ شو ہوں جسے ہر ایک بھولا
 وہ حال ہوں جو کمانہ جائے
 وہ سخت ہوں اپنا دل جو توڑے

درد و الم و ملال ہوں میں
 بیدار و جو رہیں سرخ بیدار
 شدت پہ ہر زور نا توانی
 غمخواری کرے کسے غرض ہر
 ہمدرد کوئی نہ ہمنشین ہر
 اک دل غمناک بھی کھو گیا ہر
 رغبت کسی چیز پر نہیں ہر
 بڑا کرے جان نہ ارباب تک
 اب ضبط فراق کا ہر دشوار
 آخر ہر کچھ اسکی انتہا بھی
 اک جان کو کھوئے کہا تک
 گم نام دیار بچو دی ہوں
 مطلب نہیں دہر میں کسی سے
 بیس یوں ہوں لباس تن میں
 بدنامی سے سابقہ بڑا ہر
 اس راہ ستم سے نابلد ہوں
 اقبال نے جب سے منہ کو پھیرا
 تنہائی ہی میری حال چمنستان
 کب تک چشم فلک میں کھٹکوں
 ملکوں سے ہن خاں بر سر جنگ
 پس ماندہ کاروان ہوں از شوق

جو دستم و کلال ہوں میں
 خیر یاد دست عشق فریاد
 سر پر ہر سوار سر گرائی
 تپ ڈرتی ہر جس سے وہ مرض ہر
 دلسوز کوئی نہیں نہیں ہر
 سونا پہلو بھی ہو گیا ہر
 کچھ اپنی بے خبر نہیں ہر
 ہو خواہش دیدار کب تک
 بے صبر ہو جان عاشق زار
 اس درد کی ہر کہیں دو ابھی
 دو آنکھوں سے روئے کہا تک
 وابستہ کار بچو دی ہوں
 دھوتا ہوں ہاتھ زندگی سے
 مردہ جس طرح سے کفن میں
 ناکامی سے و سوسہ بڑا ہر
 انداکش جو رخت بد ہوں
 ادبار نے سب طرف سے گھیرا
 میں صورت زلف ہوں پریشان
 ہر خوف کہ راستہ بھٹکوں
 پیدل چلنے سے آگیا تک
 بتلا تو کہ میں کہاں ہوں از شوق

رہتی ہو جو جھک سوار سر پر
 گھیسرا ہو حصار گرد غم سے
 ذرے مرے سر جڑھے ہیں اگر
 گرد اپنے بگولے ٹھوکتے ہیں
 دشمن کی دوستی ستم ہو
 ہر گام پہ دیتے ہیں غلش خار
 عسریانی ہو بسکہ جسم تن
 گستا بھی اوفک یہ کیا ہو
 کیون اتنا مجھے ستا رہا ہو
 میں نے ترا کیا کیا ہو ظالم
 کہ دل کی طیش سے ہو کے ناچار

پانا چون سنون کا بار سر پر
 جنگل کو بھی ہو غبار ہم سے
 خوش ہیں مجھے خاک میں ملا کر
 کانٹے تلودن کو چومتے ہیں
 یہ اور بھی میرے حق میں سم ہو
 آنکھوں میں جہان ہو تیرہ و تار
 جنگل دیتا ہو اپنا نامن
 ایذا میں کمان تلک یہ کیا ہو
 کیون دل کو مرے دکھا رہا ہو
 کب کا یہ عوض لیا ہو ظالم
 پڑھتا تھا اس غزل کے اشعار

غزل

وارفتہ شوق دید با کے
 سجدہ کر لے قبول ادبیت
 اندر سے سوز ہجر جانان
 پتھر پڑین عقل پر ہماری
 ہمراہ چلے ہیں سب بگولے
 کہتے ہو نہیں ہو مثل اپنا
 بندہ نہیں ہو سکندر امی خضر
 لو آنکھ بچا کے لیکے دل
 اور ہر وادے خطر ناک

دل لیکیا اک جھلک دکھا کے
 بندے ہم بھی تو ہیں خدا کے
 مارا مجھ کو جلا جلا کے
 چپ کر دیا اُس کو ت بنا کے
 اٹھا جو میں سر پہ خاک اڑا کے
 دکھلاؤں میں آئینہ اٹھا کے
 ہکا بے بس اُسی کو جا کے
 بیٹھے تھے ابھی جو پاس آ کے
 رکھ کانٹوں پہ ہر قدم بڑھا کے

بل بھی لگی اڑا کے
 آتے آنکھوں میں اشک حسرت
 سوار اُسے اٹھا بھاتی
 لیجاتی اُسے ہوا اڑا کر
 لاغیر کیا مثل خار اُسکو
 دل کے وہ تمام زخم آئے
 اڑتی تھی غبار بن کر رنگت
 دم لیتا تو درد دل ستانا
 بچھو لوں پہ پڑی تھی اداس ساری
 دم رکتا تھا بار بار اُسکا
 چہرے پہ ذرا نہ تھی بجالی
 تھی دھوپ سے رنج لکھ سیاہی
 کھانے کے عوض وہ رنج کھاتا
 پتھر لاتے تھے ڈھیلے خشک ہو کر
 پڑتے تھے بدن پہ آبلے سے
 ہر آبلہ صاف ٹوٹ جاتا
 حال اپنا وہ خود نہ دیکھ سکتا
 ساتھ اُسکے صبا بھی خاک اڑاتی
 تھا لے ہاتھوں کو بے پری تھی
 وہ دل کا غنی تھا شکل محتاج
 سر پر تھا دلغ افسر عشق

تاملے رنگین بھارے اسی ہوش
 بڑھتی تھی جو اس غزل سے وحشت
 بیتابی دل جو زار باقی
 بوسے بھی سبک زیادہ پا کر
 دیدے کے الم ہزار اُسکو
 بھوٹی قسمت کو روئے چھالے
 برباد جو اس مثل نکمت
 تھا کہ بھی کہیں نہ چین پاتا
 آنکھوں سے تھے رنج پہ اشک جاری
 اندر سے اضطراب اُسکا
 سر عقل سے ہو گیا تھا خالی
 سب حسن تو ہو گیا تھا راہی
 انی کہیں منزلوں نہ پاتا
 قہم جاتی کبھی جو آنکھ رو کر
 پ پڑھتی سموم کے چلے
 رتا کہیں جی جو چھوٹ جاتا
 ہیلا آنکھوں میں جو کھٹکتا
 بوسے سے جو اُس طرف کو آتی
 دے ہوئے اُسکو لاغری تھی
 ملک تھا اُسکا اور نہ وہ تاج
 ناقصے میں اُسکے کشور عشق

شکر تھا غم و الم کا ہمراہ
 بیجو بہتے دشت کے بگولے
 تھی منزل ماہ برج خاکی
 آگے پیچھے ہراس اور پاس
 وارفتگی ساتھ ساتھ اُسکے
 ساتھ اُسکے تھی منزلوں کی سختی
 ناکامی سے لیتا آتا تھا کام
 کہ رنج کے ہوش پر نظر تیز
 کہ عقل پہ کچھ عتاب کرنا
 آنکھوں کی حیا سے تھی یہ ٹپک
 کہ غصہ تھا بانوں پر کہ چل جلد
 بالین پہ جو شب کو خواب آتا
 کم ہوتا تو درد پر تھی شدت
 فریاد نے گر کیا کبھی جوش
 پہلو سے اگر کبھی اٹھا درد
 سر کھینچا اگر کبھی فغان نے
 سونے دیتا نہ بخت بیدار
 راحت پئے دل جگر پر آزار
 بے شبہ وہ مرد با وفا تھا
 ثابت قدم رہ طلب تھا
 رویا کیے پھوٹ پھوٹ چھالے

ہو و طبل و علم تھے نالہ و آہ
 سر حنا بھلا فلک تو چھو لے
 گرد اُسکے تھیں چوکیاں ہوا کی
 دہنے بائیں ہزار و سوا اس
 تھا لے ہوئے صبر اٹھ اُسکے
 ہشیار کمال خفتہ سختی
 مجبوری سے تنگ تھا وہ ناکام
 کہ غصہ حواس پر کہ بگریز
 کہ غمزل تو ان و تاب کرنا
 دیکھو گے نہ اُس پر ہی کو کب تک
 کہ دم پہ یہ ظلم تھا نکل جلد
 بیداریوں کا ادب ٹھکانا
 بیتابی کو ملتی تھی نہ رخصت
 کم گوئی یہ کہتی ہو کہ خاموش
 صبر اُسکے پکارا بیٹھ نامرد
 کھولانہ دہن کا در زبان نے
 رونے دیتا نہ ضبط زہار
 آزاد ہو عشق کا گرفتار
 لاریب وہ ثابت آشنا تھا
 صابر بھی وہ بے زبان غضب تھا
 کانٹے بھی نہ پانوں سے نکالے

واقعہ نمبر ہا د قیس رنجور
 یہ راہ کمال سخت گوشتی
 کیونکہ نہ ہو وہ شنا کے لایق
 کیا لکھنے لگے فضول ای ہوش
 اب مطلب داستان چہ آؤ
 القصہ اسی طرح وہ غمناک
 تصویر تھی بسکہ پاس اُسکے
 بات اُسکے سوانہ دوسری تھی
 اب ہوتا ہی ان پر امتحان اور
 اتنی بھی نہ بات اُسکو بھائی
 کہنے والا جو کہ گیا ہی
 وہ شیفہ جمال تصویر
 آنکھیں کبھی اپنی اُس سے ملتا
 کہ قلب سنبھالتا تھا اُس سے
 کہ لیتا تھا بوسہ اُسے تصویر
 چھاتی سے لگاتا بار بار وہ
 سرمایہ تھی بے بضاعتوں کی
 بیماری دل کی کہ دو تھی
 بیسنے کی وہی سبب ہوئی تھی
 نہ تھا علاج دل کے حق میں
 وید گلو تھی رات دن وہ

ان سب کی ہر ہاے واسے مشہور
 پر اُن بھی زبان سے نہ نکلی
 ہوا اپنے جو پیشرو پہ فایق
 ہوتا ہی غن کو طول ای ہوش
 بس ذکر تسم جہان پہ آؤ
 تھا دشت بلالین خانہ بردوش
 تھے اس سے تو کچھ جو اس اُسکے
 بیکیں کی اسی سے زندگی تھی
 کرتا ہی بدی یہ آسمان اور
 تجویز کی صورت جبرائی
 اس طرح سے اُسکی ابتدا ہی
 اشفت خط و جمال تصویر
 رکھتا سینہ پہ دل جو جلتا
 کہ رنج کو ٹالتا تھا اُس سے
 ہوتا تھا کبھی فداے تصویر
 تھی قلب کے درد کی دوا وہ
 دولت تھی کم استطاعتوں کی
 کہ جملہ مرض کی وہ شفا تھی
 دور اُس سے تب قلب ہوئی تھی
 کیا کیا لکھا تھا اک ورق میں
 خاطر کو کہے تھی مطمئن وہ

افسوس یہ چرخ شعلہ باز
راحت کس دل کو دی ہو اسے
دل ایک جو دوسرے سے اٹکا
چھوڑیگا نہ بے حد اکیسے یہ
چہین آتا ہو اس کو دل دکھائے
اندھری اس کی چشم کو تاہ
تالہ عاشق کا اس کو مرغوب
ہمیشہ قمر جہان حصارا
دیکھو یہ فلک ہو ناموافق
تقدیر جو اس کی لڑ گئی ہو
ستارے سخن رکھیک اُسکے
دیکھو وہ کئی ہیں تم اکیلے
دانا ہو تو دام میں نہ آتا
انقبض مطیع رہے عشق
اک روز وہ دل ٹول پور بخور
ایسا جنگل اُجھاڑ تھا وہ
راضی ہر حال میں رضا پر
وہ دشت تھار شک باغ شاداد
دیکھے سے تعلق اُس جگہ کو
بستی تھی وہ شاہد ان گل کی
ہر شاخ جو پھول لیکے چھوئی

ہر روز ازل سے تفسر ساز
کب سیدھی نگاہ کی ہو اسے
اسکی آنکھوں میں صاف کھٹکا
دم لیگا نہ بے جفا کیسے یہ
نادم ہوتا نہیں ستا کے
ایسی تو یہ دیکھ کر تاہ راہ
رواک جگہ ہوں واہ کیا خوب
دشمن ہو یہ چرخ بد مختار
دل سے ہو عدوے جان عاشق
رہزن کی نگاہ بڑ گئی ہو
ہیں ساتون فلک شریک اُسکے
تصویر کوئی نہ تھے لے لے
باتون پہ ضرب کی نہ جانا
طی کرتا تھا راہ کشور عشق
ترکے سے چلا تھا حسب دستور
رستہ اُتنا ہیساڑ تھا وہ
پہونچا ناگاہ ایک جا پر
جنگل وہ ہمارے تھا آباد
وصف اُسکا زبان سے کیا بیان
شبنم میں کیفیت تھی مل کی
متوالیوں نے زمین چومی

بسبل باہم جو بحث پڑنے
 پتے اور اقی دفتر حسن
 رستہ ہم شکل خط گلزار
 غنی باد صبا جو ناز بر وار
 پر طرہ بہار چار سو تھی
 سب وجد میں تھے شمیم کے ساتھ
 بھولوں سے بھرے ہوئے تھے تھا
 گھرایا تھا اک طرف کو بادل
 پڑتی تھی چھو ہار اک طرف کو
 رم کرتے تھے اک طرف کو آہو
 سبزے کی وہ نرم نرم کوہیل
 سبزہ تھارخ زمین پہ آغاز
 جاتے جاتے غرض وہ گلرو
 شہزادے نے دل سے آہ کھینچی
 منہ پھیر کے اُس طرف سے بیٹھا
 وہ جسکا تھا وہ کمان تھا اُس جا
 تھا آنکھوں میں اور گل سمایا
 کچھ اور ہی ہو گیا ذرا میں
 رونے کی صدا ہو اسے آئی
 بھرانے سے دل کے ڈھل پڑے شک
 جبر کے سنا بغور اُس کو

ہر نغمہ پہ منہ سے بھول جھڑنے
 سبزہ خط سبز دلبر حسن
 ہمقد پر بو شان سب استجار
 تھی اُسکے گلے کا بوے گل ہار
 ہر بھول میں عطر سبز بو تھی
 بیخود تھی ہوا نسیم کے ساتھ
 دید اُسکی نگہ کے تھی گوالے
 اک طرف بہار تھا وہ جنگل
 موردن کی پکار اک طرف کو
 اک سمت کو تھی صدا سے یا ہو
 تھی دوب کہ سبز فرمش نخل
 جنگل ہی تھا اک جوان طن اتار
 بیٹھے تھک کر کہیں لب جو
 اُس سمت سے بس نگاہ کھینچی
 کچھ ہٹ کے گلون کی صف سے بیٹھا
 گل اور ہزار ہوں تو پھر کیا
 ان بھولوں کا جلوہ کچھ بنایا
 پھر نا تھا کہ گھر گیا بلا میں
 اک تازہ بلا سمسے آئی
 صدمہ جو ہوا نکل پڑے اشک
 تازہ ہوا وہم اور تھو کو

کہنے لگا آپے دل سے کیا ہی
 اٹھا جو شریک ہونے والا
 دیکھا کمسن ہی اک پر بڑا د
 دو نہرین تھیں آنسو دلی جاری
 دل بھٹتے تھے درد کی صدا پر
 بولا قسم اُسکے پوچھ آنسو
 بس خُلق کا جب یہ طور دیکھا
 بولی کہ قسم جہاں تھیں ہو
 وہ بولا کہ اس سے کیا غرض اب
 بولی کہ خدا کو درمیان دو
 بولی ہو تم تو دلگی باز
 بولی کہتی ہوں چپ نہ رہنا
 بولی تم جبہ مبتلا ہو
 بولا کہ ہی میرے پاس جو جو
 وہ بولی کہ کچھ کہو تو ہی کیا
 وہ بولی بجا درست کیا خوب
 وہ بولا بھڑا اور کیا بتاؤں
 وہ بولا اگر ہوا مرے پاس
 کتنے پھیر سہیل کی طرف کو
 بولا وہ سہیل سے کہ جاؤ
 سرخم کیا اُسے مسکرانے کے

دیکھا تو تیریب کی صدا ہی
 ڈھونڈتھا تو لا وہ رونے والا
 سر کھولے کھڑی ہی زیرِ شمشاد
 تر تھی وہ زمین خشک ساری
 روتے تھے پرند بھی ہوا پر
 کیون روتی ہی بھوٹ چھوٹ کر تو
 خوب اُسے اسے بغور دیکھا
 بولا نہ سین بولی ہاں تھیں ہو
 آپ اپنا بیان کیے مطلب
 بولا کہ تم اپنے دل میں سمجھو
 بولا کرتی ہو تم تو انما ز
 بولا کہ ذرا سمجھ کے کہنا
 کیا دو گے جو اُسکا سامنا ہو
 دید ونگا یہ سب عوض میں نگو
 بولا کہ لال و درد و آئدا
 یہ چیزیں ہیں آپ ہی کو مطلوب
 وہ بولی کہ جو کمون وہ ہاؤن
 دینے میں کبھی نہ ہو گا دوسواں
 بولی کہ پس آنکو مجھ کو دید و
 لوچین کرو مجھے اُٹاؤ
 ٹھہری دو سہیل پاس آگے

بولی کہ ہر اب بھی کچھ شش درنج
 شہزادے سے پھر ہوئی مخاطب
 تصویر بھڑارے پاس ہر جو
 مثل اُسکے جو اُسکو پاؤنگی میں
 وہ بولا کہ رہی ہر تو کیا
 وہ بولی کہ مجھ سے سب ہر ظاہر
 جو کتنی ہوں اُسکو ماننے آپ
 وہ بولا کہ کچھ کہو تو سمجھوں
 بولی کہ سنو گے کچھ ابھی اور
 امی بندہ نواز مشفق من
 منہ بولی بہن ہر اُسکی اک بان
 دونوں کا نہیں نظیر واند
 ہم پائیہ ہین دونوں اور ہمیں
 میں اُسکی ہوں اک کینر مشہور
 آشفقت جو اُس پر ی کو دیکھا
 کیا حال ہر ای بہن بھڑارا
 القصد وہ حال نکبت آتار
 تصویر بھڑاری پھر دکھائی
 بی بی نے سُنکے یہ حشر ابی
 از بسکہ رمل ہر اُسکا مشہور
 بولی کہ کہیں نہ جاؤ ای ماہ

بس آئیے اب نہ دیکھیے رنج
 بولی کہ ہو دید کے جو طالب
 کچھ دیر کے واسطے مجھے دو
 دان مت کو ابھی بلاؤنگی میں
 کچھ خیر ہر اپنے ہوش میں آ
 اس حال سے ہوں میں خوب ماہر
 دشمن محکوم نہ جانے آپ
 بے سمجھے ہوئے میں کسطح دون
 کیا دل میں ہر کچھ کو تو فی الفور
 یہ جوگ لیا ہر جسکے کارن
 آئی ہر وہ اُسکے گھر میں مہمان
 اک اُسمین قمر ہر دوسری ماہ
 عشرت کی شہین ہین پیش کے دن
 مہمان ہر جسکے گھر تری حور
 بی بی نے مری یہ اُس سے پوچھا
 تشویش ہر کچھ کہو خند آرا
 دہرایا بہن سے اُسے اکبار
 جو جلو بھی جان و دل سے بھائی
 دانتوں کے تلے زبان دابی
 کچھ لکھ کے ہنسی وہ غیرت حور
 بولے مجھے اُسے یہیں پ واند

مجھے کہا ڈھونڈنے کو تو جہاں
 شکو بھی انھیں کے ساتھ پا کر
 اُس روز سے یہ بندھا ہوا دستور
 دو دن میں جو اس ہو گئے کم
 تھے دیا زخم دل کا مرہم
 کچھ بھول گئی ہوں تو عجب کیا
 دے دینیے یا نہ دیکھے تصویر
 رخ اُسے کیا جو اپنے گھر کا
 کرنے لگا فطرت غم سے نالے
 تصویر وہ لی گئی اُدھر کو
 صرصر سے بھی تیز تر گئی وہ
 یہ اپنے کیے سے آپ نالان
 تصویر وہ لی گئی جہر کو
 افزون تھا زبس خیال تصویر
 تھی دل کو زبس امید واری
 پٹی نہ وہ مثل عمر رفتہ
 بیکار جو اتنے دن گزارے
 بولے یہ سہیل سے کہ ای یار
 وہ بولا کہ ای حضور لا حول
 شیطاں کی کی ہو اُسے حرکت
 منزل میں ہوا فتور بیکار

وان میں جو گئی تو انکو دیکھا
 پھر آئی جس کے پہ چوٹ کھا کر
 روتی ہوں اسی جگہ میں رہو رہو
 تھا تیسرا دن کہ آگئے تم
 حاضر میں تھا زب سے کام میں ہم
 قصہ وہ مگر اسی طرح تھا
 جو کہنا ہو کیسے ہونے تاخیر
 رنگ اڑ گیا چہرہ ہمت کا
 کی شکل حیات اُسے حوالے
 غش آنے لگا اُدھر قمر کو
 برباد اُس گل کو کر گئی وہ
 خود کردہ سے تھا بہت پریشان
 باندھے تھا ٹکٹکی اُدھر کو
 خود غم سے بنا مثال تصویر
 کی حد سے زیادہ انتظاری
 بیٹھے رہے وان یہ ایک ہفت
 کچھ سمجھے پھر ایک روز بار بار
 کیسی تھی محفاری عاشق زار
 ہوتا نہین عاشقوں کا یہ ڈول
 ملعونہ پہ سیجے بھی لعنت
 ٹھہرے بھی یہاں حضور بیکار

غریب میں تو احتیاط ہی فرض
 لے نکلا سہیل دان سے فی الفور
 اندیشہ ہی دزدے سخن کا
 مضمون کا چور اب ملا ہی
 دراصل رقیب کی تھی یاد
 نام اُس کا تھا گلزار جاد
 اک گرد دکھائی دی جو ناگاہ
 نکلی اُس میں سے اک سواری
 پہونچی اپنے محل میں لی کر
 چھو لوں نہ سماقی ہر قدم پر
 ان باتوں پہ واہ کی نہ اُس نے
 دور اسے کیا حجاب نے الفور
 سنتی رہی سر کو یہ جھکا کر
 بیکار تھے یہاں میں لائی
 میں بھی تو ہوں تیری عاشق زار
 ہو دو دنوں کے عیش کا سر انجام
 حسرت نکلی مراد آئی
 دراصل تھا تاجدار مرہو
 خوب اُس نے چگل کی خاک حجامی
 بھر آئی تیرے شہر جا کر
 کا خف کی تھی یہ بھی کرامات

کچھ خوف سے میں نہ کر سکا عرض
 سمجھا کے غرض اُسے بہر طور
 اب بیان سے ہی ذکر راہ زن کا
 مضمون چوری کا بند چلیا ہی
 وہ سار قہ تھی بڑی سنخور
 بھیجی ہوئی حب کی تھی یہ بد خو
 پھرتی تھی وہ ایک دن سر راہ
 وہ گرد بھٹی جو ایک باری
 بچو دکو متاع صبر دیکر
 آنکھوں کو کھجاتی ہر قدم پر
 خاطر پہ ہنگامہ کی نہ اُس نے
 منگو اسکے غرض شراب فی الفور
 کہ بیٹھا ترنگ میں وہ اگر
 بولی کہ سنا کیے کی پائی
 اے عین کی زلف کے گرفتار
 میں آؤں ترے تو اُمڑے کام
 راضی ہوا وہ یہ مسکرائی
 وہ لائق گلزار جاد
 القصد پیاس یا رجائی
 رد اُس کے نہ صرا پا کر
 سحر اُس کا وہاں جو ہو گیا مات

پھر سب کے گو ہزار اُسے
آئی ابکی جو پھر وہاں سے
دل اسکا سہیل پر جو آیا
بھی بکہ وہ انتہا کی ساحر
یہ سحر کیا جو بے تامل
بولی کہ بچھا کے دام تزدیر
پھر سوچی کہ نہیں مرا کام
رونی جو یہ دے ہساریہ کو
یہ کینکے وہ سحر بر طرف کر
اُس دشت کا تھا ہساریہ نام
جب پہونچی وہ اپنے گھر میں جا کے
تصویر کو آ کے لبیکئی وہ
پایا جو علاج رو سیاہی
خارج ہو بیان مدعی اب
وہ کشور بچو دی کا خود کام
تصویر کو کھو کے کھو گیا تھا
حیرت زدہ ہر طرف کو کتنا
افسوس سے گاہ ہاتھ ملتا
کہ نعرہ دل خراش کرتا
کہ سینہ پہ ہاتھ مارتا تھا
کہ کہتا تھا اے سہیل دیباہ

پر پائی وہاں نہ بار اُسے
رستے میں ملی قمر جہان سے
دونوں کو سحر میں پھنسا یا
چالاک غضب بلا کی ساحر
احوال کھلا سحر کا بالکل
لون اس سے کسی بہانے تصویر
بیجا نیکی آ کے سو سن اندام
بھی چون میں دہائے جباریہ کو
اُس جا سے چلی مثال صرصر
رہزن تھی کنیز سو سن اندام
بھیجا اُس کو سکھا پڑھا کے
باتوں میں ندریب دیگئی وہ
مبار ہوا چگل کو راہی
آغاز ہر ذکر واقعی اب
تاج سر عاشقان بدنام
تصویر ملال ہو گیا تھا
پہر دن دیوانہ وار بکتا
کہ آتش رنج و غم سے جلتا
کہ خاک میں کچھ تلاش کرتا
کہ ہا سے غضب بھارتا تھا
اُسے نہیں باتوں کیا کرین آہ

کہ جلتا تھا سوزش نہان سے
 ادیسر عمر او کہن سال
 کیا پایا غریب کو ستا کے
 مجھے یہ عوض لیا کہسان کا
 کہ اپنے نصیب کا گلا تھا
 کہ کہتا تھا اپنی ہی خطا ہے
 دیکھی جو سہیل نے یہ صورت
 کی عرض کہ کیجیے جو ارشاد
 فرمایا کہ ہاں صنبر ورجاؤ
 سمجھا اس طعن کو نہ صلا
 پاؤں کیجئے رہئے اُدھر کو
 چلایا تو گھر سے آئی باہر
 آواز پر آئی جبا د و گرنی
 کچھ پڑھ کے پکاری پھر وہ مکار
 حقیر ایا سہیل کا سب اندام
 اب جاؤن مین کسکے پاس آیاہ
 وہ بولی اگر یہ سے ارادہ
 اس گل کو وہ لگی چین مین
 کاوش ہوئی اُس سے انتہا کی
 رہزن سے بھی اسنے رہزنی کی
 لی نہ کہ نہ غم کے ٹالنے کی

کہ کہتا تھا رو کے آسمان سے
 کی تو نے یہ مجھے کیلے جال
 شادی ہوئی کیا مجھے رلا کے
 تازہ یہ الم ویا کہسان کا
 کہ شکوہ بخت نار ساق
 بیکار رہا ایک کا گلا ہے
 سمجھانے کی آپری ضرورت
 ڈھونڈھے اُسے یہ غلام ناشاد
 تاخیر مین ہی قنوجاؤ
 یہ سنتے ہی اک طرف کو چھٹا
 ڈھونڈھے اُسے نکالا اُسکے گھر کو
 پکڑا تو وہ روئی غل چاکر
 دیکھ اُسکو لجائی جبا د و گرنی
 کیوں لڑتی ہو مرد دے سے مردار
 بولا کہ نہ دامن ارمین فام
 نیچل مجھے اپنے ساتھ سر
 آؤ در شوق ہو کشادہ
 یاں آگ لگی سمن کے تن مین
 بولی اجل آئی میوا کی
 تو میرے بھی سات دشمنی کی
 در پی ہوئی مار ڈالنے کی

اسباب خوشی کی فراہم
دی کھینچے اک حصار دستک
آئی تو دہان یہ رنگ پایا
اک جا پہ ہین دونوں بے ادب
یہ سمجھی مجھے دکھا رہے ہین
افزون ہوا اور عناد اس سے
سوتی وہ جگا کے اپنا جادو
تلوار سے مار کر سلایا
دیکھا کہ جان ہی تیرہ وتار
پر دے اٹھے نظر کے حائل
گھیرے ہی مکان کیون سیاہی
کس تیرہ درون کا یہ مکان
نکلا یہ اُن آفتون میں گھر سے
وہ شور و غل وہ غم وہ طوفان
کہ آہ کا لہرہ مارتا تھا
جاتا تھا نشان کاروان پر
پر شوق سار ہنما تھا ہمسرا
ہوتے تو خضر کو رشک آتا
دو کو کس نکلیا وہ جبرار
بولی کیا ہمسے کر گئے تم
ٹھنڈی ہوئی پھر کنوین میں

وان بیٹھے وہ ایک جا پہ باہم
کچھ سوچی وہ ساحرہ یکایک
سو سن سمجھی مجھے بلایا
ہین سینہ بسینہ لب بہ لب وہ
می پیکے فزے اڑا رہے ہین
محزون ہوئی وہ زیاد اس سے
دور روز مگر چلا نہ تباہ
جب تیسرے روز داؤن پایا
وہ سوئی ہوا سہیل بیدار
ہوش آیا ہوا جو سحر زائل
بولاکہ یہ کیا ہوا اکتی
افسوس مرا قمر کسان ہی
وہ گوشے میں چھپ گئی تھی در سے
وہ شورش برق و باد و باران
شہزادے کو کہ پکارتا تھا
کرتا ہوا طعن آسمان پر
تاریکی سے سو جھتی نہ تھی راہ
یون ٹھیک تھا راہ پر وہ جاتا
جب تک کہ ہون بر طرف وہ آتا
وان کھو کے اُسے سمن ہوئی گم
یوسف کے غم و الہم میں گھر کر

قہقہے سے وہ دشت ہو گیا پاک
 چار اور وہاں جو باؤں فاختے
 لڑکے وہ تاجرون کے سب تھے
 اچھی چونکالی مکتی جوانی
 سست دیوسٹن حمیت ہمیں
 چھوٹے تو یہ اُنکے دل میں آیا
 کون ایسا تھا عامل زبردست
 لمباتا تو اُسکے ساتھ چلتے
 رہتے خد مت میں زندگی بھر
 احسان احسان کی جہز اہر
 چارون کے لیے بنا مقرر
 تشویش میں سب یہ تھے کہ ناگاہ
 جھپٹا اک شیر اُس صدا پر
 غصے سے تھر تھرا گے بولے
 دنیا ہو نگہ میں اُسکی اندھیر
 بچہ پارہ وہ اپنے حال میں ہو
 ہم میں سے کسی کی جان جائے
 بھولے ساری یہ فاقہ مستی
 تھا بس کہ وہ اپنی جان سے سیر
 اٹھا اُٹھنے جو منہ ب کو اٹھایا
 پہنچے سے نہ وہ کلائی چھوڑی

مٹی میں ظاہر ایک نا پاک
 اک سحر میں وہ بھی مبتلا تھے
 بچپن سے ساکن طلب تھے
 تھا چارون کو شوق بہلولانی
 غازی صفدر جبری تھمن
 کہنے ہمیں قید سے چھڑایا
 کہنے کیا اسکے سحر کو پست
 آنکھیں اُسکے قدم پہ ملتے
 جان اپنی نشانہ کرتے اُسپر
 ہم بھی کام آئیں تو مزا ہو
 نقش قدم سیل رہبر
 آئی آواز نعرہ آہ
 دہشت نے لیا انھیں سہرا
 ہونٹھون کو چبا چبا کے بولے
 جساتا ہو جسکی تاک میں شیر
 کیا جائے کس خیال میں ہو
 پر شیر نہ اب قدم بڑھائے
 کی سُنکے یہ اک نے پیشدستی
 ڈانٹا تو پھر اُدھر کو ڈھیر
 زور اسے شباب کا دکھایا
 جھٹکا جو دیا کسہر بھی توڑی

یا شیر خدا پکار کر وہ
 دھونڈھا تو ملا سبیل خوشخو
 پہچانتے اُسکو خاک وہ گل
 چھا اُن سب نے آئینہ کار
 بولا کہ فلک ستم کا ٹوٹا
 کچھ کام کو میں اڑھس جو آیا
 پیدا کیا وہ سبب خدا نے
 دور و زہو اجویاں تو قف
 دے کر تکیں ہوئے وہ گویا
 جھٹنے کا نام بھی نہ لو تم
 دُنب کی خاک چھانٹتے ہم
 بیعت کی لیکے ہاتھ میں ہاتھ
 ہم درد اپنا اُسے جو پایا
 پانچون ہوئے مثل سب سیار
 آیا تھا بیان ہبیل جبرم
 دودن کمال جبال فشتانی
 تصویر کے ساتھ اسے بھی کھو کر
 دیکھا حسرت سے آسمان کو
 بولا کہ یہ امتحان کی تکرار
 کرنا نہ بس اب فغان و زاری
 کاوش سے فلک کی غم نہ کھا تو

ہنسنے لگا اُسکو مار کر وہ
 پائی سب نے وطن کی خوشبو
 وحشی کی شکل تھا وہ بالکل
 کس گل کے فراق میں ہوئے خار
 مجھے مرا شاہزادہ جھوٹا
 اک ساحرہ نے مجھے پھنپایا
 مارا اُسے دوسری بلانے
 جھوٹا مجھے وہ رشک یوسف
 پاؤں گئے اُسے اگر ہو جو یا
 نمبائیگا ایک دن چلو تم
 لائینگے جان سے جلتینگے ہم
 نام اپنے بتا کے ہو لیے ساتھ
 اپنا قصہ بھی سب سُنایا
 تفتیشِ تسمین گرم رفتار
 کی لکھون جو تھا تسمیر کا عالم
 اُس دشت کی خوب خاک چھانی
 آگے چلا بخت بد پہ رو کر
 روکا کبھی دل کبھی فغان کو
 زیب ہو براے عاشق زار
 اچھو دل یہ مسلح ہو ہماری
 کاکا ہش پہ قطر نہ کو ذرا تو

پچھہ نہیں تو بشر کا دل ہو
 رستے میں یہ سب ہیں سخت آلام
 گذری نہیں ایک سان کسی کی
 نیرنگی چہ رخ چہ بڑی ہو
 اک چشم زدن میں کچھ نہیں ہو
 سب چھوڑ گئے تو کچھ نہیں ڈر
 قادر ہو شہر یک حال تیرا
 خاطر بھی زبیکہ اس حزن کی
 ز دوست نہ آشنا نہ غمخوار
 بہلاتا نہ دل کو گردہ اس طور
 کہ کہتا تھا اپنے نقش سے ہاں
 اسی منزل در دو غم کے رہو
 کاوش پہ اگر فلک ہو تو کیا
 ایذا ہے برہنہ پائی یک سمت
 غربت کی مصیبتیں وطن دور
 وہ صدمہ ہجر یا مطلوب
 وہ اشک کے قافلے کا چلنا
 وہ سانس کا ہر قدم پر رکنا
 وہ تاب و توان کی بقیہ راری
 اس سے بھی ہو اور اگر زیادہ
 اب لیتے ہیں چلکے کشور حسن

پر صبر ہی تجھے متصل ہو
 منزل پہ پہنچ کے ہو گا آرام
 سنتا نہیں آسمان کسی کی
 اک پہ بھی ہوا ہے سرسری ہو
 کیوں اتنے کے واسطے حزن ہو
 میں ساتھ ہوں تیری زندگی بھر
 تقدیر کو ہو خیال مبرا
 جو بات کی خوب دلشیں کی
 وہ منزل غم وہ راہ دشوار
 ظاہر میں شہر یک تھا کوئی اور
 غم چند نفس ہو اور صمان
 بیدل نہ ہو گو جفا میں ہوں سو
 تر آنسو دن سے پلک ہو تو کیا
 کانٹوں کی وہ کج ادائی یک سمت
 ہے داغ کی جا جگر میں ناسور
 وہ ذوق در دیا مطلوب
 وہ رنگ نگاہ کا بدلنا
 وہ قد کا کمان کی ٹیج جھکنا
 وہ زور و فغان و آہ و زاری
 تو عشق کا چھوڑنا نہ جاوہ
 پتے ہیں رحیق ساغر حسن

دکھلاہمت کی اتنی چستی
گردون کی پہنکھتیاں بہن
میدان وقاین ہو یہی شرط
ہو گا وہی ہو جو اس کو منظور
اگر تاہو اشاد صبر کا دل
کاٹھون میں وہ نازون کا پلا تھا
سب عشق کی یہ کراستیں تھیں
یہ عشق ہو وہ بلاے دوران
سودا تو ہے پیشدست اسکا
گل ہو کہین اور کہین ہو یہ خسار
نر پاک کہین کہین بنا زہر
ہو داغ کہین کہین پہ کافور
دیوانہ کہین کہین ہو ہشیار
جانبر اس سے ہوئی نہ غدرا
مجنون کو سکھا سکھا کے مارا
ہر رنگ میں ہو چک اسی کی
ملکون ملکون ہو راج اسکا
افسانہ ہو غل دمن کا مشور
پروانہ جو شمع پر فندہ ہو
خبر فداک شری ہو الغر من یہ
تنگ و ناموس کا ہو دشمن

جو خوف سے بھاگ جائے سستی
کچھ اور دنون کی سختیاں بہن
لیکن تھوڑی ہو ز ندگی شرط
ہم دور نہ کشور منہم دور
طرح کرنا تھا دشت غم کی منزل
پیدل کبھی کا ہے کوچ پلا تھا
مر جانے کی ساری صورتیں تھیں
جس سے جاتی ہی مفت میں جان
ہر جہاں ہو بند و بست اسکا
ہو سہل کہین کہین پہ دشوار
دریا ہو کہین کہین پہ ہو لہر
مرہم ہو کہین کہین پہ نامور
نافم کہین کہین پہ سمجھدار
دامق پہر کیا طال گذرا
ایلی کو جلا جلا کے مارا
شہرت ہو دور تک اسی کی
مشکل ہو بہت علاج اسکا
بلبل ہو عشق گل میں رہنور
تو کبک قمر پہ مبتلا ہو
دار و در کہین کہین مرض یہ
عقل و دانش کا ہو یہ ہزن

<p> مینائی جب آنکھ کی ہر لیت اسکا ہو جائے سامنا جب پڑ جاتا ہر سر کہ قننا سے جب عشق کی یون تعب اٹھائے دراصل عجب بلا میں تھا وہ اک دشت بلا میں لٹ گیا تھا غما کون تسلی دینے والا کہ باتیں کچھ اپنے دل سے کرتا سمجھاتا جو دم لبوں پہ آتا کہ درد سے وہ کراہتا تھا کہ دشت کی خاک چھپاتا تھا آتا جو کبھی تصور یار دل محو جمال یار پا کر جس جا ہو مہ تمام میرا عاشق ترا تنگے چن رہا ہر کہ پر وہ نشین محفل حسن بالے کو ہر سوے عدم وہ ق کرتا جنوں جو سر پہ چڑھ کر </p>	<p> پھر خاک نہیں بھجائی دیتا مشکل ہر دل کا تھا مناسبت البدر بجائے اس بلا سے افسوس نہ کیوں قمر پہ آئے رنج و الم و غم میں تھا وہ ساتھی بھی اس سے چھٹ گیا تھا غمنا تھا خبر کا لینے والا کہ رو کے وہ ٹھنڈھی سانس بھرتا چلتا کبھی تنگ کے بیٹھ جاتا کہ صبر سے داد چاہتا تھا کہ بیٹھے کور و گ جانتا تھا جاسکتے پانچون جو اس اکابر کہتا یہ صبا سے خاک اڑا کر پہونچا یہ اُسے پیام میرا جنگل میں سر کو دھن رہا ہر رونق افزا اسے منزل محسن زندہ ہوا در کوئی دم وہ رو دیتا تھا اس غزل کو پڑھ کر </p>
--	---

غزل

<p> شہرت جکے جمال کی ہر فرقت میں طلب وصال کی ہر </p>	<p> دہشیں اسی ہمیشہ کی ہر لغت بختے کمال کی ہر </p>
---	---

مرنے ہیں پھر اک جھلک دکھا دو
 کانٹوں نے خون پیسے میرا
 فرقت کے کیا دراز دن ہیں
 بیتابی دل نہ کیوں فزون ہو
 پھولے ہیں بہائے درم سے
 اُن زلفوں نے بچ دیکے اسی پیش
 تھے شعر زبان پہ درد آمیز
 کہ خاک کو لیے منہ پست
 وہ عاشق راست باز و پامرد
 تھا قلب کشا کشوں سے بیکل
 کافی آنکھوں سے جل کے وہ راہ
 دیتا ہوا اپنے دل کو تسکین
 ناگہ نظر آیا اک بیابان
 انسان تو کیا سمجھ کے جاتے
 کوئٹوں نہ درخت تھا نہ پانی
 تھی آب کی جستجو کما ہی
 ہر ذرہ وہاں کا بندہ پرور
 ڈر کر تا تھا وہاں جو پاسبانی
 تھا دھوپ سے دن کا رنگ کالا
 اُس دشت بلامین وہ جفاکش
 جوتا پاؤں مین اور نہ مرکب

حسرت ہمیں اُس جال کی ہو
 ہر اپنی زبان لال کی ہو
 اک اک گھڑی ایک سال کی ہو
 ان سراطِ عجم و طلال کی ہو
 قدموں نے بھی ہسے جال کی ہو
 یہ زیت ہمیں و بال کی ہو
 چڑھتا تھا کبھی غزل جنوں خیز
 کہ جو شش جنوں سے جلد چلتا
 چندے رہا خوب یاد یہ گرد
 دیکھا عجب اک فضا کا نگل
 دو دن رہا گرم رو وہ دیکھا
 جانا تھا وہ نامراد و غلین
 تھا نام کو بھی جہان نہ انسان
 جن ڈرتے تھے اُس جگہ پہ آنے
 مشکل تھی وہاں پناہ پانی
 مضطر تھی نہ مین پہ رنگ ماہی
 چشمک زن آفتابِ محشر
 آتی تھیں صدائیں بھی ڈرائی
 پر شام سے روز تھا اجالا
 دراصل سپند تھا بر آتش
 آسمان تھا اُس جگہ گزرکب

لیکن وہ غمِ بے بن لبہ غم
 یا یہ کہ یہ اپنے حال میں تھا
 اُس دشت کو افسرِ من بہر طور
 آخر ہوئی منزلِ امتحان کی
 کاٹی تھی کچھ اور تھوڑی سی راہ
 سُرخِ رُخ با صفا پہ آئی
 جو جو یہ بڑھا بڑھی بے نداشت
 بیتابی کے جمع تھے جو اسباب
 در دوالم و ملال و حسرت
 منہ پھیر کے کسل بھی سدھارا
 غالب جو ہوئی ذرا طبیعت
 کوتاہی کی ہر مرض نے ٹھٹ کر
 تنقیت میں آئے جملہ اُسلم
 آرام جو کر کے آئی راحت
 بھاگ اُٹھی جنوں کی سب نئی فوج
 اس جاہ و چشم سے وہ دل آرا
 اُس شہر کے کیا بیان ہوں اومنا
 ہم وسعت لکھو تھا وہ شہر
 ہر راہ برنگِ ککشان تھی
 مشہور دیارِ حُسن تھا وہ
 جاتا تھا قمرِ جہان ادھر سے

تھا صبر کے حق میں حُسنِ عالم
 یا اور ہی کچھ خیال میں تھا
 طو کر گیا ہفتے بھر میں نے الفور
 قسمت پلٹی قمرِ جہان کی
 دیکھا جو سودا شہرِ ناگاہ
 زردی میں کچھ کمی سی پانی
 تازہ ہوئی روح آئی راحت
 ہچل ہوئی سب ہوے جو بیتاب
 ہونے لگے باری باری رخت
 کم زوری نے اپنا رخت اُتارا
 دریا کی طسج بڑھ آئی طاقت
 تسکین بھی آگئی پلٹ کر
 آخر کی بھرتی ہو گئی کم
 تکلیف پہ کی کمال شدت
 برسوں کی قدیم رہ گئی فوج
 پہونچا در شہر پر قضا را
 رشکِ شرفِ جہان کے اجلات
 ہم صورت لکھو تھا وہ شہر
 رخت میں زمین آسمان تھی
 گلزارِ بہارِ حُسن تھا وہ
 آتی تھی برات اک اُدھر سے

بولی بڑھ کر مراد خاطر
 بولا دہ ماہ بان یوہین ہی
 پوچھا جو کسی سے شہر کا نام
 جنت کی طرح سے برضا ہی
 ناکام ہیں جو بیان پہ آتے
 وہ آگے بڑھاؤ گا یہ خوشخو
 پھر تاہو اس طرف بصد جاہ
 بھٹیاری کے یان مکان جو پایا
 اکہ بازو کا وہ دیا کھول
 اسی تو سن خامہ صبادم
 اک چال سے کافی راہ ساری
 اب شہر کی گشت کر ذرا اور
 گذری ملکہ پہ کیا مصیبت
 تحریر وہ داستان غم کر
 نا کردہ گناہ کی کسان
 وہ غم جوستان گیرنگ
 ہونے کو تھی گردش فلک اور
 چندے رہی اس سے شاد و خرم
 ترک کر لگی سب سے بات کرنے
 ہر رات تھی اک بلے دوران
 ہمنسون سے بھاگتی تھی وہ ماہ

یہ نیک شگون ہی بہ ظاہر
 انشاء اللہ بان یوہین ہی
 بولا کہ دیار حسن خود کام
 مشہور جنگل بھی جا بجا ہی
 منہ مانگی ہیں سب مراد پائے
 سجدے کے لیے جھکایہ خوشخو
 جانکلا سہ امین شب کو وہ ماہ
 لینے دینے کا ذکر آیا
 تھا جبکہ حراج ملک تری
 شاہ اش تھے نہ کیوں کہیں ہم
 پہونچا دی شہر تک سواری
 دیکھو تو کہ ہو بیان کا کیا طور
 کس طرح گئے یہ روز فرقت
 مجھ پر کا تہ کرہ رقم کر
 منظور ہی پھر مجھے سنانی
 تھی دہر کی کشمکش سے دل تنگ
 ناگہ وہ سوال کا بندہ حاکم طور
 آخر کو ہوا وہ عیش بہم
 رو کر لگی دن کو رات کرنے
 ہر روز تھا اسکا دشمن جان
 راتوں کو جاگتی تھی وہ ماہ

نیند آنے کو گر ہوئی تو ٹالا
 مل کے یوں سبکائیں آنکھیں
 سندی کی عوض میں ہاتھ ملتی
 کنگھی کرنے سے دم اُجھتا
 سرتا پاتھی وہ جو حیرت
 بگڑی رہتی بناؤ سے وہ
 دن رات تھا شغل آہ و زاری
 رونے کی جو پڑ گئی تھی اک خو
 تھی تکیہ کلام آہ اُسکی
 پیمانہ خون تھی چشم حق بین
 آنکھوں میں نگاہ تک کھٹکتی
 گو نام خدا جو ان تھی وہ
 چلنے میں کبھی ہوا جو آتی
 دم چڑھتا جو ٹھنڈھی سانس بھرتی
 فرقت سے بدن نزار رہتا
 تھی بھوک میں روز بول کھاتی
 لب پر نہ غذا کا نام آتا
 کس کرب سے شب کو کاٹتی تھی
 اردٹ سے بھی کچھ نہ جی بہلتا
 آرام تو بھولے سے نہ پاتی
 اعضا شکنی تھی اُسکی ہمدرد

رو کر اُسے آنکھ سے نکالا
 معلوم ہوا کہ آئین آنکھیں
 گلشن میں گلون سے ہٹ کے چلتی
 زلفون کا بیج کم سلجھتا
 آئینہ خود اُسکی تکتا صورت
 بھاگی رہتی جماؤ سے وہ
 اک نہر تھی آنسوؤں کی جاری
 گرتے تھے ہنسی کے ساتھ آنسو
 اک سرو پہ تھی نگاہ اُسکی
 گرتے تھے بلب سے اشک نگین
 صورت نہ کسی کی دیکھ سکتی
 پر ضعف سے وہاں پاں تھی وہ
 تھی سر کو پکڑ کے بیٹھ جاتی
 سر پھرتا جو آہ ضبط کرتی
 دن رات اُسے بجا رہتا
 اشکوں سے وہ تشنگی بھجاتی
 دانہ اُڑ کر نہ منہ میں جاتا
 غصے سے لب کو کاٹتی تھی
 دل کو رہ رہ کے کوئی ملتا
 بیچینی کمال تھی ستاتی
 اکدم ہوا جسم سے نہ کم درد

چپ ہوتی تو پسر دن کچھ نہ کہتی
 ہر ازین تھین لیکہ اُس سے مالو
 سچ پوچھے تو سواے وصلت
 اک ردزدہ سب صلح کر کے
 بولین کہ ابھی سنا ہوا ماہ
 وہ بولی کہ واہ میں نہ مالون
 وہ بولی کہ اب نہ آئیگا وہ
 اک بولی نہ آنا غیر ممکن
 جی تھے جلا کے کر دیا خاک
 کچھ اور نہ اب کمزبان سے
 وان خوف و خطر نہیں کسی کا
 یان جائین تو جائین کس طرف سے
 خالی وہ مکان جو پائینگے ہم
 یہ سنکے ادھر وہ گل نہائی
 رخصت سے جو جان آئی تن میں
 اُس قصہ میں بقصو ر آئی
 یان آنا جو آیا اسکے دل میں
 جب رات ہوئی تو بولی وہ گل
 ایک ایک سے بولی کون جائے
 نرگس نے کہا کہ وہ ہمیں ہن
 ہن ذہن کی طرح سے رسا ہم

کہتی تونہ پسر خموش رہتی
 تھین چارہ گری میں دل سے مصروف
 کچھ اور نہیں علاج فرقت
 آتھیں تیرب اُس قمر کے
 آپو پنا وہ ہر آسمان جہا
 اک بولی صحیح ہے بلا لون
 کیون راہ کے دکھ اٹھائیگا وہ
 یون آئے کہ جیسے آج کا دن
 کیا کہتی ہو کچھ بھی ہو تھین باک
 بس باغ چھپی چلو بیان سے
 ہر وقت گزرتھیں کسی کا
 آئے کو بلا میں کس طرف سے
 تم بیٹھنا ڈھونڈھ لائینگے ہم
 نرگس ملکہ سے اذن لائی
 تھی سشل بہار وہ چن میں
 جنت میں وہ رشک حور آئی
 تھا وہ بھی تو آگیا چکل میں
 اب ہو جانے میں کیون تامل
 اک بولی جو خانی پھر نہ آئے
 ہر نقش مراد کے نکمیں میں
 پھر نے میں ہن صورت صبا ہم

لے آئیں گے داؤن گھات سے ہم
 چاہا رب نے تو لائین پر لائین
 وہ دور تو میں بھی کچھ نہیں دور
 یہ لکے وہ شاطرون کی استاد
 مقصد کی جو اس کو جستجو تھی
 تصویر جو مانگنے سے پائی
 تقدیر نے خوب رہبری کی
 دیکھا تو اسی کو پہلے دیکھا
 وہ بولا کہ میں بھی ہوں مسافر
 پر تم بھی یہیں رہو تو کیا ڈر
 بولا وہ تم آؤ دل میں جاہر
 وہ بولا کہ خوش رہو سد اتم
 وہ بولا ہوا کسان سے آنا
 بولا کہ کسان پہ جاؤ گے اب
 بولا کہ فقیر کیوں بنے ہو
 دل دکھتا ہی ایسی گفتگو سے
 عشق است و ہزار شعلہ در تاب
 اب تم کہو کس ملال میں ہو
 ظاہر میں تو ہو قمر جہان کے
 اسے غریت میں کیوں وطن سے
 یان آسے ہو گر تو کام کیا ہی

جو کینگے نہ اپنی بات سے ہم
 خالی جو پیرن تو منہ نہ دکھلا میں
 پر دیکھوں خدا کو کیا ہی منظور
 پھرتی سے بنی فقیر آزاد
 نکلی تو برنگ آرزو تھی
 شکل آکے مراد نے دکھائی
 پہونچی تو اسی سرا میں پہونچی
 رہنے کو دہان اسی سے پوچھا
 خالی تو ہی اک مکان بظاہر
 وہ بولا کہ ہی جگہ تو بہتر
 آنکھیں جو کھپائیں ہم بجاہر
 پاؤں اپنا بھی مدعا تم
 بولا کہ کہیں نہیں ٹھکانا
 بولا کہ جدھر کو پہنچے رب
 بولا کہ یہ حال کچھ نہ پوچھو
 دو رنگ میں ہیں بقول شخصے
 عقل ست و ہزار چنبہ در آب
 کیا حال ہو کس خیال میں ہو
 رہنے والے ہو ہر کمان کے
 کیوں غلے بہار میں چمن سے
 مشہور تھا رانا نام کیا ہی

بولا وہ اک آہ سرد بھر کر
 حالتِ نہیں بس یہ حال ہر اب
 خورشیدِ ہون فی قمرِ جان کا
 شہرِ اپنا دیا رنجِ دی ہی
 واقفِ نہیں صورتِ چمن سے
 قسمت نے کہاں کہاں پھرایا
 ہون طہر نہ بلا نصیب و رنجور
 وہ بولا کہ کیا یہ دل میں آیا
 سودا الفت کا مشفق من
 باتوں سے تو ہوتا ہی یہ ظاہر
 منزل پہ پہنچ کے اس قدر یاس
 یہ سُنکے جو اُس نے چشمِ ترکی
 موجود نگہ کی تھی ترازو
 چہرے کا خوشی سے رنگ دکا
 وہ بولا کہ نہ رہا نہ کیا ہی
 مطلبِ پسلو میں ہم طلبِ میں
 قاصد سے قریب تر ہی مقصود
 مطلوب کے سمت سے طلب ہی
 ہر قصد پر اب ظہورِ مطلب
 کی اُس نے جو راز کی یہ تفسیر
 لکشن سے ہوا اے وصل اگر

دونوں ہاتھوں کو دل پہ دھکر
 چلتا پھرنا محال ہر اب
 ذرہ ہون غبارِ کاروان کا
 باغِ اپنا بہارِ بچہ دی ہی
 کیا کام غریب کو وطن سے
 دل کھینچے اس طرف بھی لایا
 آشفستہ ہوا ہی نامِ مشہور
 کیوں روگِ شباب میں لگایا
 زرداؤں و دروسِ خربہ ن
 ہونا نامِ خدا اکمالِ صابر
 بیکار ہر اب یہ فکر و دسو اس
 اُس نے تصویر پر نظر کی
 تو لا تو نہ فرق کھاسر ہو
 ہنس دی وہ کہ لو نصیب چمکا
 یہ بولا کہ طہر نہ ماجر ہی
 غفلت سے پڑے ہیں غضبِ میں
 ایک ایک کے سامنے ہی موجود
 طالب کو مقامِ عذر کب ہی
 دشمنِ مقصد کی دیر ہر اب
 ہو کر بیتاب اُٹھا وہ دلگیر
 مبہل کو بچپلی اُڑا کر

وان شوق میں سب کے سب پریرا
 یوں تھی وہ اپنے ہمنون میں
 یار اتون میں وصل یار کی رات
 بچو لون میں گلاب گل میں خوشبو
 پر اُسکی نگاہ حسرت آلود
 مطلوب اگر ہو مثل طالب
 دونوں کا ہوا جو ایک ہی نام
 اک شکل ہی آنکھوں کی نظر میں
 آمد کا خیال ہی جو ہر دم
 ہنس دینے کو جی میں آ رہا ہے
 اک نور سا باغ میں ہی چھپایا
 ناگہ وہ برید یار شاطر
 بولی اُٹھ کر یہ اک مصاحب
 وہ بولی کہ جو کہا وہ لائے
 شہزادی یہ سنکے مسکرائی
 بولی کہ میں اُس خدا کے صدقے
 بو شہر میں وہ نگار آیا
 اک وجہ سے میں نہ ساتھ لائی
 الغم ہمارا ہلکو دیجے
 کیسے ایتو مراد پائی
 پھیلی جو چمن میں نکلتی یار

تھے باغ میں گل کی طرح سے شاد
 دن عید کا جس طرح دنوں میں
 یا وقت سحر میں ان اوقات
 آنکھوں میں نگہ نگہ میں جبا دو
 تھی در پہ امید دار وجود
 پھر سہل ہیں سخت بھی مطالب
 وان ہجر کمان دوئی سے کیا کام
 ہونے کو ہیں فرش رہ گزرتین
 آتی ہی صدا سے خیر مقدم
 جذب اپنا اثر دکھا رہا ہے
 کنتا ہی کوئی کہ لو وہ آیا
 فوراً ہوا سامنے سے حاضر
 کیا مانگ کے لاسے شاہ صاحب
 پھیری خالی نہ کر کے آئے
 وہ اتنے میں اور پاس آئی
 رکھ لی مری شرم آج جسے
 لو موسم وصل یار آیا
 پر آنکھوں سے اپنی دیکھ آئی
 مطلوب کو اپنے مجھے لے
 کیا دیجیگا ہلکو منہ دکھائی
 بالیدہ ہوئے تمام اشجار

جھک کر ریتا خون نے باؤن چوسے
 اک دھوم ہوئی اردھرا دھرم کو
 تھی در کی طرف نگاہ اُسکی
 کانٹے تھے اُنکلی سے کچھ بتاتے
 اکبار تمام ہنس پڑے پھول
 جیسے دو لہا دھن کی خوشبو
 تھے گوہر شہر پرانے سب گل
 محل پر چاندنی بچھی تھی
 بولی وہ خورسہ وقامت
 سو جان سے مین تیرے منہ کے قربان
 یاد دل مرا رکھ لیا ہو تو نے
 کچھ جھوٹ نہیں ذرا بھی داسہ
 دیکھ آئی نہ ہوں تو آنکھیں پھوٹیں
 دیکھو گی جو دیکھنا ہو منظور
 شادی کی گھڑی قریب آئی
 کچھ آیا یقین کچھ نہ آیا
 سچ سچ کرتی ہو تم یہ ارشاد
 اس جھوٹ کو سچ مین کر دکھاؤں
 جھٹ اُسے نسیم کو بلایا
 اُنکھی ہنسکر وہ ماہ پارا
 ان دونوں نے ملنے پر داتا نا

سب باغ کے نو نہال جھومے
 پھولوں نے کیا نشانہ زہر کو
 زکس تکتی تھی راہ اُسکی
 گل پھولوں نہ جانے مین سماتے
 سوسن کی دعا ہوئی جو قبول
 بھینسی بھینسی وہ بو تھی ہر سو
 ایسے کسی باغ مین ہن کب گل
 سبز پر طرفہ روشنی تھی
 دیکھی جو خوشی کی یہ علامت
 امر قاصد عاشق پر نشان
 سچ ہو جو بیان کیا ہو تو نے
 بولی وہ سچ ہو سب یہ امر ماہ
 وان ہو بچی نہ ہوں تو نا نکلیں ٹوٹیں
 وہ دور نہ تم نہ مین کہیں دور
 اک رات کی اور ہو جدائی
 ہنسکر اُسے جو یہ سنا یا
 بولی گھبرا کے وہ پرزاد
 وہ بولی کہ پھر ابھی بلاؤں
 شرم کے جو اُسے سر جھکایا
 زہرہ بھی سمجھ گئی اشارا
 منظور تھا راز کا چھپانا

نرگس بڑھکر پکار ہی آؤ
 سمجھی ملکہ کہ دنگی ہو
 سوسن بیٹھی ہوئی تھی خاموش
 کہتی تھی کہ ماجسرا یہ کیا ہو
 جب روئے قمر کا عکس آیا
 بولی اکبار ہو کے شادان
 باہر کی تو اب کسے خبر ہو
 یہ کہ رہی تھی ابھی وہ طرار
 دونوں اکبار تھے تھہر کر
 پر داخوڑا اگر اچو در کا
 ناگہ وہ گمن سے چاند نکلا
 بیٹھا ہوا جو جہان تہا تھا
 سوسن غش میں گری زمین پر
 بولی کہ یہ واردات کیا ہو
 کیا واقعی آگیا وہ گرد
 دیکھا جو نظر اٹھا کے اکبار
 رخ یار کا بے نقاب دیکھا
 خرا نے لگا جو نازک اندام
 پر سنبھلی نہ اس سے بھی وہ موش
 بر بھی کا نظیر کی زخم کھا کر
 تاہید نے دوڑ کر سنبھالا

پردا ہو میان میں داری آؤ
 نرگس چسپلین یہ کر رہی ہو
 دین و دنیا کیے فراموش
 بی بی نرگس کو کیا ہو ہو
 پردے کو کنان کی طرح پایا
 کچھ اور بھی دیکھا امین قربان
 سب روشنی پردے کے ادھر ہو
 پردا بھی ہوا جو دور اکبار
 بیہوش گریں زمین پر اگر
 اک ابر رخ قمر سے سر کا
 خورشید بھی جس سے ماند نکلا
 مجھ دید تھہر جہاں تھا
 شہزادی کھڑی ہوئی جھپک کر
 کیوں غش ہوئے سب بات کیا ہو
 پھیلی ہو جو بھینی بھینی خوشبو
 محشر کے عیان ہوئے سب آثار
 مہتاب نے آفتاب دیکھا
 گھبرا کے ستون دریا تمام
 سر رکھکے ستون پر ہوئی غش
 گرنے لگی جب وہ غش میں اگر
 آج کل پھر اُسکے سر پہ ڈالا

مسند پہ لٹا کے یوں مچکاری
کیا حال ہو منہ سے بولوبی بی
میں تم پہ فدا ہزار جان سے
رور وکے ہزار غل مچایا
غش ہی یہ سمجھ گئی وہ ہشیار
ہشیار ہوئی نہ جب وہ بالکل
بس جیسے ہی اک قدم اٹھایا
اک چاند نظر پڑا چمن میں
بیباختہ منہ سے نکلی اک آہ
نرگس نے دوڑ کر اٹھایا
شہزادے کے پاس آئی فی افوا
پہلے ہی سمجھ گئی وہ طرار
سب غش ہوئے ای جناب والا
اب دیر نہ رہنا رہے کجے
ناہید کے پاس سے جو آؤں
نرگس کہہ کر چلی اُدھر کو
آنکھیں تلوون سے مل کے اکبار
رخ پر سے ہٹا دیا جو انجس
چار آنکھیں ہوئیں تو قہر آیا
سر زانو پہ رکھ لے آخر کار
ہونچے جس دقت بوسے کا کل

شانے کو ہلا کے یوں مچکاری
دم گھٹتا ہی آنکھیں کھولوبی بی
کیا دیکھا کہ تو کچھ زبان سے
پر اس سے جواب کچھ نہ پایا
ندیرین جو کین ہوئیں وہ بیکار
آخر کو اٹھی وہاں سے وہ گل
گردون کا زمین پہ دھوکا کھایا
رعشہ ساعیان ہوا بدن میں
ناہید گری زمین پہ ناگاہ
اُس باغ کے صحن میں لٹایا
دیکھا تو بیان ہو رنگ ہی اور
بولی یہ قہر سے آ کے اکبار
یہ کون سا شہزادہ نکالا
شہزادی کو ہوشیار کیجے
اُس ماہ کو ہوشیار پاؤں
تنہائی ادھر ملی قہر کو
دل کھول کے خوب سا کیا پیار
سر کا بس چاند پر سے بادل
دل ہلکے رعب حسن چھپایا
بیہوش ہو اقر بھی اکبار
خوشبو سے بسا دماغ بالکل

لیکر انگڑائی آخر کار
 دیکھیا تو بغل میں روشنی ہی
 غش میں کوئی اپنے ساتھ پایا
 کچھ کچھ ہر چیز کو چھپا کے
 گھبرا کے ہر طرف نگہ کی
 دیکھیا تو وہی بلاے جان تھا
 جب کوئی ادھر ادھر نہ پایا
 بولی کہ غشی نہیں یہ زہار
 ہشیار ذرا جو مجھ کو پایا
 یہ باتیں وہ اپنے دل سے کر کے
 جب دیر تلک رہا وہ خاموش
 شک دور کیا یقین لے آ کر
 چھاتی سے لگا کے اسکو جھٹ پٹ
 بولی صدے غضب اٹھائے
 اندر سے ظلم پسرخ سفاک
 یہ پھول سے تلوے اور یہ خار
 شاہانہ ترے دل جب لگو
 ہمت پہ تری نثار ہوں میں
 میرے لیے سب یہ دکھ اٹھائے
 انسان وہ منزلوں کا میدان
 ایسا مے عشق نے ستایا

ہشیار ہوئی وہ غش سے اکبار
 اک چاند سے رخ کی چاندنی ہی
 سینے پہ کسی کا ہاتھ پایا
 اٹھ بیٹھی وہ ناز سے لجا کے
 سمجھی کہ نہ دیکھتا ہو کوئی
 بچا نا تو فرق پھر کہاں تھا
 اس بے ادبی پر غصہ آیا
 ازبکہ کمال ہی یہ عیار
 بیہوش بس آپ کو بنایا
 ہٹ بیٹھی تیرے سے فر کے
 تب سمجھی کہ واقعی ہو بیہوش
 سر زانو پہ رکھ لیا اٹھا کر
 اس کھڑے کی لین بلا میں چٹ چٹ
 اسی جان بڑے تعب اٹھائے
 یہ نور کا جسم اور یہ خاک
 یہ گرد یہ آئنے سے رخسار
 کیا طو کیا دشت چرخہ کو
 لو نڈی تری اسی نگار ہوں میں
 کو سون یوہن تم کیلے آئے
 کس طرح سے طو کیا مری جان
 تنکو کہیں خوف بھی نہ آیا

کیونکر ہوئی میری جاہ مت کو
 کیا جی میں یہ بیٹھے بیٹھے آئی
 کئے کیا نیرا شہر ویران
 مان باپ سے تجلو کیون ٹھہرایا
 کی اُسے بڑھا کس طرح جسکی
 کیا چیز پسند آئی اے جان
 بیکار غم و الم اٹھائے
 سب ہیں یہ خوبیاں تمھاری
 کی مچھپے کمال مہربانی
 زندہ ہرگز نہ محکوپا نے
 مانو تگی عمر بھر یہ احسان
 تھوڑی سہمنے بھی پائی ایذا
 ہوتی ہی دل کو دل سے اکراہ
 بن بن گئی یاں بھی اپنی جان پر
 طاقت سی آگئی تھی دل میں
 بچپن کیے تھے شوق دیدار
 پر آج بہت بُری تھی نوبت
 اُس وقت سے میں بڑی تھی تجس
 شوق آنکھوں کو دیدار کا تھا
 دیوانہ بنا رکھا تھا مجھ کو
 وا ہو گیا میرا غم بہ دل

جئے

کئے یہ بستی راہ مت کو
 کیون خاک میں سلطنت ملائی
 وہ کون تھا ایسا دشمن جان
 کیون ذکر مرا زبان پہ لایا
 مجھ میں وہ ایسی بات کیا تھی
 تکلیف عبث اٹھائی اے جان
 کئے یہ عبث غم اُسکے آئے
 الفت جو تھیں ہوئی ہماری
 تنے جو کشش اٹھائی جانی
 کچھ روزوں کے بعد تم آتے
 صدقے میں تمھارے بچپنی جان
 تنے جو بہت اٹھائی ایذا
 مشہور ہو یہ تو اے خلک جاہ
 کچھ رنج تھیں ہوئے جان پر
 جس روز سے آئے تم چل میں
 لیکن فرقت کا تھا جو آزار
 بگڑی ہوئی یوں تو تھی طبیعت
 جس وقت سے وان گئی تھی زنگس
 روگ آنکھوں کو انتظار کا تھا
 الجھن نے ستار کھا تھا مجھ کو
 تم جبکہ ہوئے چمن میں داخل

طاقت سے گیا لال دل کا
 بشاش بہت جو دل کو پایا
 تھی اس شش و پنج میں کہ ناگاہ
 آئی جو تریب تر یکا یک
 آیا وہ سپر حسن کا ماہ
 محسوس یہ یقین نہ آیا
 پردا بھی کیا اُسی نے اسی ماہ
 اُس پر دے کی پر بساط کیا تھی
 گو دو لون کٹری ہوئیں وہ بن کے
 دیکھا جو یحسن عالم آرا
 پردا جو اٹھا وہ درمیان سے
 دو گام چلی تھی لڑکھڑا کر
 ناگاہ یہ میرے دل میں آیا
 کس جادو چشم کا ہو جادو
 کس بانگی ادا کا تھا اشارا
 دیکھا تو نظر تم آئے اکبار
 اندر نے وقت وہ دکھایا
 اب کیا کمون تیسے چرخ کے جور
 چاہا تھا کہ لاؤں تمکو جا کے
 ہوش آیا تو تمکو بر میں پایا
 میں لینے چلی تھی تمکو ایک ماہ

اٹھ بیٹھی ہوا یہ حال دل کا
 کتنی تھی کہ کیا ہوا خدا یا
 ظاہر ہوئی نرگس ہوا خواہ
 بولی ہنس کر کہ لومبارک
 اک وجہ سے میں نہ لائی ہمراہ
 اُس نے فوراً محقق مبلایا
 میں نے نہیں کچھ کہا تھا واسد
 اُن سب کی وہ احتیاط کیا تھی
 نور آتا تھا سب ادھر کو چھن کے
 پہلے وہی غش ہوئیں قصارا
 سوسن چلی دیکھنے کو یاں سے
 جو گر پڑی وہ بھی غش میں آ کر
 کیون غش ہو سب کے سب پایا
 کس چاند کا ہری یہ نور ہر سو
 کسے انھیں اک نگہ میں مارا
 اک تیر جگر کے ہو گیا پار
 دل ڈھونڈتا تھا جسے وہ پایا
 تھا دل میں کچھ اور ہو گیا اور
 غش ہو گئی اک قدم بڑھا کے
 اک نور تمام گھر میں پایا
 مجبور ہوئی غشی سے واسد

بولو کہیں نا صبور ہوں میں
 اس بات پہ توڑ کے ہو سیکار
 رکھ لینے یہ بھی ضد مختاری
 دیکھو ادھر آنکھیں کھول کر تم
 اسی مہر لقا وغیرت ماہ
 گر برس چشم من نشینی
 لیکن اس وقت دل ہو تیا ب
 کچھ وجہ بتا دو پھر نہ بولو
 یہ کلمے پکاری کر کے اک آہ
 کرتی ہوں یہ خطاب کس سے
 بے آس ہوئی یہ کلمے وہ ماہ
 کس یاس سے ہر طرف نظر کی
 نکلتی تھی بغور گہر کو
 چہرے کی کبھی بلا میں لیتی
 روتی کبھی زار زار وہ گل
 گہ چاند سے رخ پہ صدقے جاتی
 پنکھا کبھی زور زور جھپکتی
 چھاتی سے کبھی لگاتی اُسکو
 راز اپنے دفا کے کھولتی تھی
 تعویذ جو پہننے تھی وہ خوشخو
 جھلک کر کبھی سانس دیکھ لیتی

ہوں یا نہیں بقصور ہوں میں
 افتاد سے آدمی ہی ناچار
 لو یہ بھی سہی خطا ہماری
 خوش کرد و منہ سے بول کر تم
 اپنا تو یہی ہی قول دالہ
 نازت بکشم کہ نازینی
 سب جمع ہیں رنج و غم کے اسباب
 لب اتنے ہلا دو پھر نہ بولو
 بیہوش ابھی تو خود ہی یہ ماہ
 پاؤنگی میں جواب کس سے
 کھینچی گھبرا کے دل سے اک آہ
 اشکون سے مرہ تمام تر کی
 گہ دیکھتی تھی ادھر ادھر کو
 دامن کی کبھی ہوا وہ دیتی
 کرتی کبھی اُسکو پیار وہ گل
 گہ زلف کا تلخہ سونگھاتی
 تلوون سے کبھی تھی آنکھیں مٹی
 گہ غصہ کوئی سونگھاتی اُسکو
 بند اُسکے قبا کے کھولتی تھی
 گھبرا کے پنجا دیے سب اُسکو
 قسین کبھی چپکے چپکے دیتی

رو کر کبھی نبض دیکھ لیتی
 لیکن نہ ہوا وہ ماہ ہمشیار
 سراپنا جھکا کے رہ گئی وہ
 نرگس پھری اُس طرف سے ناگاہ
 بیٹھی ہو سوچ میں دو زانو
 اُس پر ہاتھ اپنا اور سر ہر
 بولی سر ہاتھ سے اٹھا کے
 کیا فکر ہو کیوں ہو سر بزانو
 کچھ حال کہو میں تم پر قربان
 اب کیلے اتنی بیتزاری
 دیکھو تو انکا حال شد
 پر یہ نہیں ہوشیار ہوتے
 ہن سب یہ بناوٹین میں داری
 کیا کہتی ہو تو بہ ڈر خدا سے
 قسمیں بھی بہت دلا چکی میں
 عیار یہ مہ لقا نہیں ہو
 قسموں سے بھی مطلقاً نہ سنتا
 نرگس تو بھی بڑی ہو بد ذات
 آرزو نہ ہوں حضور مجھے
 فرق اس میں نہیں ہو یکسر مو
 خوب اس کے منہ پہ چھینٹے دیکھے

چھینٹے کبھی آنسوؤں کے دیتی
 روئی بھی پکارا بھی گئی بار
 حسرت میں آ کے رہ گئی وہ
 تھا اُس کو وہی طلال جانگاہ
 دیکھا تو خموش ہو وہ گلرد
 اس زانو پہ تو سر قمر ہو
 نرگس بیٹھی قسرب آ کے
 کیوں آنکھوں میں یہ بھرے ہیں آنسو
 یہ کاہے کا سوچ ہو مری جان
 نوبت ہو بہت بڑی تمھاری
 بولی وہ دل سے کھینچ کر آہ
 یہ وقت ہوا ہو رونے روتے
 بولی کہ ہو کیا سمجھ تمھاری
 وہ بولی کہ شرم کر خدا سے
 سب طرح سے آزار مچا چکی میں
 مکار یہ با وقتا نہیں ہو
 مانا کہ مرا کسانہ سنتا
 کہ بیٹھی تو بیدار ہو یہ کیا بات
 وہ بولی ہوا قصور مجھے
 بیہوش ہو واقعی یہ گلرد
 اچھا کیوڑہ یہ مجھے لیجے

خوشبو اپنی سونگھائیے آپ
 نرگس نے جو کہا کیا وہ
 اور ٹھنڈی ہوا لگی بدن کو
 طرہ سب پر وہ ہو گئی اور
 جان آئی ہوئے دل و جگر سرد
 نرگس نے کہا کہ تم تو سر کو
 ایسا نہ ہوشادی مرگ ہو جاؤ
 اسنے کیا اٹھ کے جلد پر وہ
 گسترخ اُدھر ہوئی وہ طرار
 دلوائے اب ہمارا انعام
 سر شرم سے زانو پر جھکایا
 اک بل بھی نہ پھر کیا تا مل
 اٹھی یہ مست عشوہ و ناز
 پر دادہ بیچ کا ہٹایا
 اسنے جو اٹھ لیا جھٹ کر
 لیکن اسنے سنانہ بالکل
 سنا کہنے کو اُسکے کیا وہ
 تکیہ زانو کو بس بنایا
 ارمان دل زار کے نکالے
 شرمائے آنکھیں بند کر لیں
 منہ اپنا چھپا لیا حیا سے

پھر انکو گلے لگائیے آپ
 تھی بسکہ نہ ہوش میں ذرا وہ
 جب کیوڑے نے ترکیا دہن کو
 بوسے محبوب آئی نے الفور
 خوشبو میں تمام ہو گئیں گرد
 ہوش آیا ذرا جو اُس فتر کو
 پا کر شکو یہ خود نہ کھو جاے
 وہ کہنے لگی خدا نکر وہ
 جب اچھی طرح ہوا وہ ہشیار
 بولی کہ مبارک امی من فام
 شہزادہ یہ سُنکے مسکرایا
 اٹھی یہ کہکے دانے وہ گل
 باتون کی جب نہ آئی آواز
 وان بھی جو فتر کے دل میں آیا
 سنبھلی تھی وہ نہ پیچھے ہٹ کر
 بڑی محسوس ہزار وہ گل
 ترسا ہوا مدتوں کا تھا وہ
 مسند پر لا کے جب لٹایا
 گردن میں دو تون ہاتھ ڈالے
 گستاخیاں جب فتر نے یہ کیں
 گردن کو جھک لیا ادا سے

بجا جو قسم کا ہاتھ آیا
 بس اُسے جھجک کے آنکھ کھولی
 کیون تنہی بیان پہ ہاتھ ڈالے
 نچلے ایک جا پہ تنک کے بیٹھو
 انسان بنو جو اس میں آؤ
 نرگس نے یہ تمکو سر چڑھایا
 اپنے تئیں دیکھو خج کو دیکھو
 یہ وقت کی خوبیاں ہیں ساری
 پھر تھے میں کہتی ہوں خبردار
 وہ بولا کہ دو دن کی نہ بچے
 میں بھی اسی سوچ میں پڑا ہوں
 جبرت ہو کہ میں کہاں کہاں تم
 وہ بولی کہ بس یقین مانو
 بولا وہ ایک بار خوش ہو
 وہ بولی کہ یہ بھی ہیں نئے طور
 وہ بولا نہیں وہی تو ہر بات
 وہ بولا کہ میں بہت ہوں تم کم
 وہ بولا کہ دل لیا تھا پھر کیوں
 وہ بولا کہ بس یہی تھا مطلب
 بولی کہ یہ کیوں نہیں ہو کتے
 عاشق ہو ہمارے چشم بد دور

دو چہنرون کو ایک جا پہ پایا
 ظاہر میں بڑے کے وہ یہ بولی
 تم کون ہو اُنکے چھوٹے والے
 مسند سے ذرا سرک کے بیٹھو
 دیکھو اب میرا منہ نہ کھلواؤ
 قسمت نے یہ تلو دن دکھایا
 کچھ خیر ہو کیا ہوا ہر مت کو
 کچھ اس میں نہیں خط امتحاری
 اب ہاتھ ادا دھر نہ آے زہنار
 آپ اپنی طرف خیال کیجے
 یہ سچ ہو کہ خواب دیکھتا ہوں
 کیونکر نہ مرے جو اس ہوں کم
 تم سب یہ خیال خواب جالو
 بس تم بھی اسی طرح سے سمجھو
 میں کچھ کہوں تم جو اب دو اور
 وہ بولی کہ تم بڑے ہو بد ذات
 بولی کہ عجب بلا میں ہیں ہم
 وہ بولی کہ میں دیا تھا پھر کیوں
 دل لیکے یہ بیرخی ہو کیوں اب
 بیدل تم اسیلے ہو رہتے
 وہ بولا جو مت کو بھی ہون منظور

بولی کہ جواب صاف لیجے
 بولی کہ کوئی گواہ لاؤ
 بولی کہ یہ جھوٹ ہے کسا پھر
 بولی کہ چرخش یہ کیا ہے شاہ
 چپ ہو گئی جب وہ مسکرا کے
 وہ بولی کہ سیکھو آدمیت
 یہ بات نہ کہ چسکی تھی وہ ماہ
 بولی کہ بڑا نہ ہو مختار
 بالکل نہیں چھو گئی ہر غیرت
 یہ کہتے ہی بس چل گئی وہ
 کچھ دور قمر جان سے جا کے
 بولی کہ مبرا ہو کیا سنا تی
 آئی یہ سنکے وہ ادب دان
 صد شکر بر آئی میری امید
 دو چاند ہیں ایک شب کے برین
 سجدے کو جھکی زمین پہ جھٹ پٹ
 بولی وہ کہ اور سب کہاں ہیں
 تدبیریں کہیں میں نے جب ہزاروں
 کیا عرض کروں میں حال اُنکا
 ان جھگڑوں میں اتنی آگئی رہت
 جان آئی ہوئی ہیں جب ہیشار

وہ بولا کہ میرا دل بھی دستک
 بولا کہ جناب عشق آؤ
 ہر آپ کا دل گواہ حاضر
 وہ بولا کہ پھر خدا ہے شاہ
 یہ ہنس دیا چھاتی سے لگا کے
 آجائے کوئی تو ہو قیامت
 کھنکاری جو زگس آ کے ناگاہ
 بس ابتوالگ ہٹو خدا را
 یہ کیسی تختہ سازی ہے طبیعت
 دل کی صورت نکل گئی وہ
 بیٹھی زانو پہ سر جھکا کے
 بان کیا ہو کیوں نہیں ہو آتی
 بولی کہ میں اس گھڑی کے قربان
 ہر آج فران ماہ و خورشید
 کیا چاروں طرف ہو نور گھر میں
 لی دونوں کی پھر بلا میں چٹ چٹ
 بولی کہ چمن کے درمیان ہیں
 ہشیار ہوئی ہیں اب وہ چاروں
 محتاج کو بڑا خیال اُنکا
 بان ٹھہری نہ آ کے کی کوئی بات
 لوٹدی تو بلا میں تھی گرفتار

تولیش میں دو طرفت نظر تھی
 وہ بولی کہ اُنکو بھی بلا لو
 وہ بولی کہ میں نہ جاؤنگی اب
 نہ رہا باکوئی خواص ہریان
 ہو کوئی کہیں کوئی کہیں ہو
 اب اُٹھ کے جو بیٹھی ہو گئی تھیں
 یہ ذکر ابھی کر رہی تھی وہ حور
 بولی کہ لو آئی خود وہ ذیجاہ
 اب پہلے تو جامہ خانے چلے
 کس ناز سے دیکے ہاتھ میں اُٹھ
 آئے آتے غرض کہ ناگاہ
 سند پہ ہوا قمر فردکش
 ہر ہفت ہوئی بدل کے پوشاک
 شب خواہی کا سب لباس پہنا
 کیا سادی طرح تھی آفت جان
 دل پہنے تھے حشر کی وہ رفتار
 اتنا رکنوارے پن کے سب تھے
 آنکھوں میں حیا بدن میں بھرتی
 انجل جو اُٹ کے سر پہ ڈالا
 ہر گام پہ ایک تہہ ڈھاتی
 اک ہاتھ پہ پائے اُٹھائے

اک مانگ ادھر تھی اک دھر تھی
 تم بھی ہیں تھوڑی دیر بیٹھو
 حاضر ہوئیگی آپ وہ سب
 بولی کہ منہ رو رہی ہو گی جی ہاں
 دو سو میں سے ایک بھی نہیں ہو
 ایک ایک پہ ہوتی ہو گی تمہیں
 دکھلائی دی روشنی جو کچھ دور
 خاصے کے خوان بھی ہیں ہمراہ
 پھر دانے خاصہ کھانے چلے
 اُٹھی لیکر قمر کو وہ ساتھ
 پہنچتی بارہ دری میں وہ ماہ
 جامہ خانے گئی وہ ہوش
 بن آئی کمال چست و چالاک
 ہلکی ہوئی سب بڑھا کے گنا
 جس پر سے سو بنا و قربان
 اک قمر تھی گنگر دون کی جھنکار
 بے متی دہان اچھوتے لب تھے
 وہ صاف شکم وہ ڈھیلی کرتی
 پیدا ہوا اگر دماہ بالا
 نکلی بن ٹھن کے مسکراتی
 نیچی نظر بن بدن چرائے

بھٹی مسند کو چھوڑ کر وہ خاصہ سب نے کیا تنادل بی زہرہ کا طائفہ ملا یا خوش کر دیا یہ غزل سنا کے	شہزادے سے منہ کو موڑ کر وہ حاضر ہوئے آکے جب بکا دل نرگس نے جو پھرا اشارا یا یا سم کر دیا اُس نے تلج گاکے
--	---

غزل

یا عطر نشان بہار آئی مُنستے ہیں کہ پھر بہار آئی آنکھوں میں جان زار آئی پھر بادہ کشی کی بار آئی شب بٹکے ہزار بار آئی اب نوبت وصل بار آئی ہر بار نئی غزل سنائی بولی نرگس یہ مسکرا کے رات آگئی ہو بہت زیادہ برخواست کر دیں اب یہ صحبت بی زہرہ چلین سلام کر کے حاضر ہو انیند کا ہانا سب اٹھ گئے ایک ایک کر کے وہ بھی ہو مین باری باری رخصت بی تم تو ذرا کرو تا مل رات آئی بہت کر دیں آرام	یہ نکت زلف یار آئی لا پھول بلا دے جلد ساقی تم آئے تو دیکھنے کو ای جان پھر دل پہ کھنچی شبیر ساقی بیلی تر می زلفین دیکھنے کو فرقت کی شبین گزر گئیں ہوش القہصہ اسطی طرح وہ گائی ٹھہری جس وقت ناچ گاکے کیون صاحبو کیا ہو اب ارادہ سو نے کی سویرے سے ہو عادت اٹھی جو وہ یہ کلام کر کے موقوف ہو اوج ناچ گانا صحبت کے سارے لوگ سر کے پائی جو خواصون نے اجازت ناہید اٹھی تو بولی وہ گل وہ بولی کہ اب نہیں مرا کام
--	--

وہ بولی کہ تو بہ جلدی کیا ہو
 بولی نہیں جس کو نیند واسد
 جب وہ بھی گئی بے سہ کر کے
 بچے میں جو آگئی کلائی
 زانو پہ بٹھایا اس سر کو
 دونا ہو احسن حسل زانو
 صحبت کو جو سب سے خالی پایا
 دکھڑوں میں گذر گئی وہ سب رات
 اٹھ بیٹھی وہ ماہ مسکرا کر
 ہا ہید خبر جو لینے آئی
 شہزادہ سدھار اسوے حمام
 بولی شوخی سے مسکرا کے
 وہ بولی کہ جائیں یا نہ جائیں
 یہ ذکر قاسب جو ہو گئے جمع
 بیٹھی تھی سر جھکا کے وہ گل
 آپس میں تو ہنس رہی تھیں وہ سب
 اک بات بنا کے مالتی تھی
 شاد اپنے پر اے ہو رہے تھے
 سو سن کی زبان چل رہی تھی
 ہنس ہنس کے نسیم گل کھلاتی
 چشمک یہ دیکھ بھال کر وہ

سونے کو تمام دن پڑا ہر
 اک دم میں گئی اور آئی اوماہ
 ہاتھ اسکی طرف بڑھے کر کے
 طاقت سے دست اٹھ آئی
 چھاتی سے لگایا اس سر کو
 چوما بادب وہ مصحف رو
 ایک ایک نے حال دل بتایا
 شہزادے کے دل کی رہ گئی بات
 کھنڈت ڈالی سحر نے اگر
 جو سمجھی تھی وہ نہ بات بالی
 بیٹھی پاس آ کے وہ سن غام
 اے تم بھی تو اب نہاد جلے
 مطلب آپ اپنا تو بتائیں
 پروانے تھے گردنچ میں شمع
 بستہ تھی کلی دہن کی بال
 پر سب کا سمجھتی تھی وہ مطلب
 ایک ایک پہ ہنس کے ڈھالتی تھی
 وہ مرد و کنائے ہو رہے تھے
 نرگس آنکھیں بدل رہی تھی
 زہرہ الگ اپنا راگ گائی
 اکبار اٹھی وان سے ٹال کر وہ

منہ دھونے کو جب وہ باہر آئی
 سونے کا آفتاب آیا
 جو جو عارض پہ ہاتھ پھیرتا
 ہر قطرہ بنا خوش آب گوہر
 زندے ہونٹھوں پہ دم گنوائے
 غنچے کا دہان تنگ مین طور
 آنکلی دانتوں پہ جب وہ آئی
 رخساروں سے آفتاب و متاب
 دورے وہ نشیلی انکھریوں کے
 دھو کر اُسے جو منہ اٹھایا
 شبنم کا لیکے ایک رومال
 چمکا کندن سارنگ فی الفور
 ہر آن نئی ادا دکھاتی
 مسند پہ ہوئی وہ جلوہ آرا
 چوٹی کندھی ست لڑی کجوری
 دھانی جوڑا جو پہنا اکبار
 چہرہ جو عیان وہ پھول سا تھا
 گنا پہنا جڑا دوسارا
 سہرہ دنبالہ دار دیکر
 آفت تھی جدھر نگہ کو بوڑا
 صورت کو وہ بدل کے آئی

چوکی صندل نے بس بچپائی
 صبح صادق نے منہ دھلایا
 پانی سونے کا ہو کے گرتا
 موتی منہ پر ہوئے بچھا اور
 مردے قہقہے کے جان پاتے
 منہ کھولا تو گویا گل کھلا اور
 مچھلی نے جوے شیر پائی
 کمر تہہ وعیب دار دے آب
 گویا کہ غزال دام میں تھے
 حیرت نے آئینہ دکھایا
 پونچھے آہستہ پھول سے گال
 آئینوں پر جب لاہوئی اور
 جسامہ خانے گئی لجباتی
 جوڑا وہ ملا دلا اُتارا
 قد بھر تھی جو ناپنے سے پوری
 مینا ہو اسونے پر نمودار
 سبزے میں گل کھلا ہوا تھا
 جو بن کو بنا دے ابھارا
 بانٹے ترکون کو اُسے خنجر
 میا دون کو ہر صید چھوڑا
 جلد سے دھن نکل کے آئی

ہونچا ہر اک کے دل پہ دھچکا
 سسکی ناز و ادا سے بھر کے
 سرگرم ہنارے میں بصد جاہ
 دلا کینیں تھیں غصہ کی چالاک
 حق پر نہ غبار رہنے پایا
 لے لیکر آب زر مکر
 کو طاجب ہاتھ میں وہ لیتا
 پانی سے سب وہ پہ گیا میل
 کندن صاحب وہ رنگ و مکا
 پھر کیوڑے گلاب سے ناکر
 کشتی میکش کے آگے آئی
 کج فرق پہ رکھ کے تاج شاہی
 گلگون جامہ جو رنگ لایا
 قبضہ تلوار کا پکڑ کے
 اس برج اسد سے ایک باری
 چمکے پر یون کے تخت آئین
 آیا جسم وہ محفل آرا
 بیٹھ سند پہ دو دل آرام
 دو مصرع مطلع و فاسق
 نامہ ہداس کو خموش پا کے
 شہزادی کا اشارہ پا کر

کھسایا جو کمرے اس کی لچکا
 بیٹھی مسند پہ ٹکیہ کر کے
 تھا برج آتش میں وہ ماہ
 ساتھ اس کے ہو میں بہن بیاک
 متاب کے دل غ کو مٹایا
 کیسہ بنتا تھا کیسہ زر
 چشمہ آنکھوں سے پانی دیتا
 خاشاک کو آکے لیٹھی سیل
 حمام کا بھی نصیب چمکا
 نکلا حمام کو با کمر
 پوشاک گلابی اس کو بھائی
 ترچھا بانگنا بناسپاہی
 اس بھول کو عطر میں بسایا
 بیجون کے بھل اٹھا اکڑ کے
 نکلی مریخ کی سواری
 راجہ اندر کا تخت لائین
 اٹھی مسند سے وہ دل آرا
 اک حور لباس ایک گلنام
 تھے ایک اگرچہ وہ جدا تھے
 بیٹھی با دب قریب آ کے
 شہزادے سے بولی مسکرا کر

تنہا آئے حضو ر کیونکر
 بے دیکھے کس طرح دل آیا
 کہکرا حوال ابتدا سے
 بولی کا ہے کو دے دی تصویر
 بولی رہن وہ بیسوا تھی
 ڈھونڈھا ہوتا بلا سے اُسکو
 بولا کہ گئے جو ہو کے جو یا
 نرگس بولی کہ اے میں قربان
 بولی کہ پھر اجا پائے بے پیر
 بولی نابید کیا عجب ہی
 بولی وہ خیر دیکھ لینگے
 بھیجینگے اب وہ تحفہ دیکر
 پوچھا شہزادے نے یہ کیا ہے
 پا کر اس تہ کا آشنا وہ
 ابرو جو چہرے بگڑ گئی بات
 وہ بین جبین نے خط دکھایا
 نرگس نے جو نگہ لڑائی
 آنکھیں وہ غضب بھری دکھانا
 رفتہ رفتہ جو کم ہوئی شرم
 دل کھول کے وہ ملے تھے باہم
 جب سب ذوق یہ ہاتھ آیا

پیدل چلے اتنی دور کیونکر
 کیونکر گل عشق نے کھلایا
 رویا وہ چرخ کی جفا سے
 بولا کہ بگڑ گئی تھی تقدیر
 اپنے مطلب کی آشنا تھی
 مارا ہوتا دغا سے اُسکو
 اُنکو یہ ملا کہ ہم کو کھو یا
 عورت تھی وہ کہا کہ ہاں ہاں
 اُسے کہیں کی ہنویہ تزیور
 عورت پر اُسکے ساتھ کب ہی
 شہر ہو گا تو پھر سزا بھی دینگے
 کچھ یاد کر یگا زندگی بھر
 بولی کہ رقیب کا گھلا ہے
 کچھ سوچ سمجھ کے چپ ہوا وہ
 گنتی میں سب کے بڑ گئی بات
 سر کا ایک ایک سر جو پایا
 پردھکروہ خط ہوئی ہوئی
 تھا تھلیہ کا یہ بے ہانا
 دونوں کی پھر بغل ہوئی
 یاد و سب خوشی فرام
 پھل نور کا سر و قلمے پا

<p>کھویا وہ خار دل ہر اسلوب خاصہ لانا ابھی نہ زہن سار ارشاد اگر کرین تو لاؤ دونوں بیٹھے جد جسد ادہ کھا کر دستار خوان بڑھایا سوئے کو خواہ گہ مین آئی چلین ہین ناچ ہر ہنسی ہر کشتی ہر عجب مزے مین ادقات کھون ایک اور کارنامہ</p>	<p>گلچینی باغ حسن کی خوب اتنے مین صدایہ آئی اکبار پہلے بیان آکے پوچھ جاؤ سنکر اکبار یہ جسد ادہ اذن اُسکا لیا تو خاصہ آیا آنکھوں مین میند جب سمائی اب بیان تو ہر عیش و تکی ہر دن عید ہر شب برات ہر رات پھیر و مین بھی عنان خامہ</p>
--	--

تصویر لیکر واپس آنا تاجدار کا رآہ مین ملاقات کرنا
سہیل خوش کردار کا صورت فقر مین بھید پاکے
حکم لگانا وہاں سے دربار بادشاہ چگل مین جانا
بعد گفتگو سے بسیار باغ رشک ارم جانا جواب سوال
ملکہ دینے کو اور خفیہ خبر منگو اگر تاجدار کا روانہ ہونا
سہیل سے بدلا لینے کو ہنگامہ کارزار ہونا شام تک
پیکار ہونا آخر شکست فاش کھا کر تاجدار کا فی النار ہونا

<p>گل رنگ نکال بادہ تند رکھا ہر کدھر کو باغ غزل نشہ کا ہوا تار ساقی</p>	<p>ساقی پھر ذہن ہو چلا کند شیشہ کی سن رہا ہوں قفل آنکھوں مین ہر خار ساقی</p>
---	--

پھر آب آتشین پلا دے
 دشمن مرے دوست سے ملا ہو
 بدست جو بزم پاک میں ہو
 جن سانشہ چڑھا ہو اہو
 اک سر سے بھوت اُتارنا ہو
 ہر صفحہ بنے گار زم نامہ
 وہ سارق صنم رشک ہزار
 کہتا آتا تھا اپنے دل میں
 پانچون جو دشت میں روان تھے
 فریاد اک دن سُنی جس کی
 بولا ایک ایک بے توقف
 پانچون وہ حواس ایک جاتے
 دن بھر جنگل کی خاک اُڑا کر
 اک قافلہ بزرگ پایا
 پانچون کو فقیہ دُشمن پا کر
 مردان خدا خدا بنا شدند
 جاتے جس کام کو ہم سب
 مرشد کبدان پہ تھے اکیلے
 بولے کہ قدم چھوئے سر کو
 جب جا لیا وہ تو یہ بھی اُٹھ کر
 ذمی خلق تھے وہ عزیز ہر دل

اس دل کی آگ کو بجھا دے
 جنگل میں اور گل کھلا ہو
 پھر بنت عنب کی تاک میں ہو
 حد سے اپنی بڑھسا ہو اہو
 اک دیو سیہ کو مارنا ہو
 چکیلی دم میں سیف خسامہ
 پا کر تصویر عقیقت شاد
 اب معرکہ ہو نینگے جنگل میں
 پس ماندہ گرد کاروان تھے
 آئی آواز ہم نفس کی
 اس قافلے میں نہوہ یوسف
 جب فکر ہوئی تو سب جدا تھے
 پہونچے اُس کاروان میں جا کر
 یوسف کی جا پہ گرگ پایا
 پوچھا اک اجنبی نے اگر
 لیکن زخدا جدا بنا شدند
 بر آئینگا وہ ہمارا مطلب
 چار اور تھے اُنکے ساتھ چلے
 ایسا ہو تو آیو سحر کو
 کرنے لگے کاروان میں چکر
 حل کر لیا وہ سوال مشکل

فوش خوش حد سے زیادہ ملے
 مرشد سے بیان کیا کہ داتا
 دریافت جو کر چکے تھے احوال
 اپنے مطلب کی سننے تقریر
 پلٹا یا سننے جو کاروانی
 کہتے سنتے خبر ہونی عام
 دیکھا جنے بھچک رہا وہ
 جب سرو کو قمریوں نے گھیرا
 وہ منزل امتحان کا سالک
 شکر اُس زن مرید کا ہی
 احسان عورت کا لیکے آیا
 سب باتیں خلاف مودی کین
 وہ اور اُسکے ساتھ والے
 مرشد نے یہ کہکے سر جھکایا
 بے فکر کے پاس بے دل آئے
 اُس میں نے کی جو ایک تقریر
 رومشن اُسکی ضمیر پا کر
 دیکھا تو جو ان مہ نقا ہی
 بالائے سرش زہو شمندی
 اُس جامہ فقر میں وہ صورت
 سب گرد سے جسم آٹ گیا ہی

ایک کر نقش مراد ملے
 یہ قافلہ ہر چل کو جاتا
 پھر کان میں کمد یادہ فی الحال
 سوچا سمجھا سہیل دلگیر
 ایک ایک سے یہ کہی کہانی
 ناکام سب آئے چھوڑ کر کام
 حیرت میں دیر تک رہا وہ
 جھنجھلا کر اُسے منہ کو پھیرا
 بولا کہ یہ سب ہمیں غیر ذالک
 کاغذ کی جو شکل پوجتا ہی
 اک مرد خدا کا دل دکھایا
 امر دے حسرتیں بڑی کین
 ہونگے شیطان کے حوالے
 ڈرنے ایک ایک کو اٹھایا
 ناقابل کے مقابل آئے
 سوچا سمجھا ڈرا وہ بے پیر
 گھیرا اُسے تیرہ دل نے جا کر
 ملک خوبی کا بادشاہ ہی
 می تافت ستارہ بندی
 پردے میں تھی خدا کی قدرت
 عشق گیسو میں لٹ گیا ہی

۱۔ کھجور کا پتہ کو موڑ کر وہ
 کچھ ادھر اک نگاہ حضرت
 بولا کہ ہر بیان غذا سے پرہیز
 یان عشق بدن میں سب بھرا ہر
 بولا تھوڑا سا کھائے گا
 بولا وہ تو بہ ہر یہ کیا بات
 غم کھاتے ہیں خون پینے ہیں ہم
 بولا دان چلکے کچھ آرام
 بولا وہ کہ آپ کو ہر کیا ڈر
 بولا چلیے میں کچھ کھو نگا
 وہ بولا کہ میں بیان ہوں مجبور
 بولا کہ ہر عذر رنگ بیکار
 بولا مرا کہنا رو نہ کیجے
 بولا کہ خدا کو مان کر آپ
 بولا لا حول پڑھ کے وہ ماہ
 یہ کو سنا تھا قسم کا ہنگام
 مشرب اپنا جدا ہر سب سے
 تنہا ہونا جو تیرا جانا
 ہم تو چلنے ہی کو اٹھتے تھے
 بے صبر تو بھگو جانتے ہیں
 اُٹھی سیدھی سنائے تقریر

بولا یہ ہاتھ جوڑ کر وہ
 بولا کیا ہر کہ کہ دعوت
 دق جان سے ہیں بخار ہر تیز
 ہر وقت خلا میں امتلا ہر
 بولا کیا غم کھلائے گا
 بولا کہ بیان ہر سب سادہ
 مر مر کے اسی سے جیتے ہیں ہم
 بولا راحت سے بھگو کیا کام
 بولا کہ وہ جا ہر خوف کا گھر
 بولا کہو میں جو اب دنگا
 بولا کہ میں چلنے سے ہوں معذور
 بولا کہ یہ بے محل ہر تکرار
 بولا کہ زیادہ کہ نہ کیجے
 چلیے گھر اپنا جان کر آپ
 تو بہ یہ کیا غضب کیا آہ
 تھرا گیا خوف سے سب اندام
 طور اپنا علیحدہ ہر سب سے
 تو کتنا مرا کہنا مانا
 لیکن ترا و قد کیجئے تھے
 پر چل کہ خدا کو ماننے ہیں
 بس کر لیا مسخرے کو شفیق

خود بچانے آیا تھا پھنسا وہ
 آنکھوں کو کر کے فرش رہ کا
 کسرا پنا وہ حال سارا
 بولا بیکار ہی یہ بلق بلق
 گھبراتے کی اب نہیں کوئی بات
 ہر اک سے ہما بھی نہ کرنا
 بے سمجھے نہ دل کا راز کتنا
 رشک و حسد و دروغ گوئی
 پھانسا عورت نے پھنس گیا تو
 ہتھ ہی جو پاس آبرو کر
 بولا وہ ادھر سب ہی منظور
 بولا کنگان حسن کا ماہ
 باریکا تو بدابدی شرط
 ان اپنی گرہ میں باندھ یہ بات
 اک فکر میں اُسکو ڈال کر وہ
 روکا منت سے لاکھ اُسے
 القصہ کٹی وہ شب بصد سوز
 صبر دستور جاو دانہ
 اسے بہ ہزار محنت و جور
 دری ہوئی تھی ہوسن دل میں
 روون نے سفلہ پر دری کی

دم دھاگون میں اُسے آگیا وہ
 نیچے کو بنا یا برج نہ تھا
 بولا کہ دعا کر د خدا را
 باطل باطل ہی اور حق حق
 سن غور سے اس فقیر کی بات
 غضب حق اہل حق سے ڈرنا
 بھاگا ہوا جھوٹ سے بھی رہنا
 بدنام کنندہ نگوئی
 بات اپنی کھو کے پھر چلا تو
 پھر جا یہ راہ دور تو کر
 پاس آ کے پھر دن یہ بہت دور
 در پیش ہی چاہ کندہ کو چاہ
 جیتے ہیں تو ہمنے جیت لی شرط
 کھلجیگا جب ہوئی ملاقات
 اٹھ آیا ہوس نکال کر وہ
 رکھی پر اپنی ساکھ اُسے
 ٹر کے نکلا مسافر روز
 وہ تاقیہ بھی ہوا روانہ
 ہر گزین کئی منزلیں پوہن اور
 جا پہونے سرحد چکل میں
 منزل جن کو ملی پری کی

ہو سچا وہ چگل رہ خطا سے
 نفا رہ مقام کا جبا کر
 شہباز درجن پہ ٹھہرا
 پانچون وہ مبتلا سے آلام
 ڈھونڈنے کے وہ قمر کو شب بھر
 پوشیدہ کبھی کبھی تھے ظاہر
 ڈرتے جھپٹتے ہوئے نظر سے
 کرتے ہوئے ہر مقام کی سیر
 اک پیر تلے وہ گل جو آئے
 اک بولا کہ جلد کیجئے شور را
 بولایہ سہیل کیا کروں آہ
 بولایہ سعد نیک اطوار
 آیا ہی یہ جو خانہ بر باد
 ہم اس سے بھی آگے دو قدم جائیں
 پوچھیکا کوئی تو کیکے سب حال
 اغلب تو ہی کوئی رحم کھا کر
 قسمت نے جو دان نہ کی بُرائی
 پھر شوق سے اپنا حال بالکل
 گوشہ طلب یہاں نہیں ہی
 کاشف کی یاد کیجیے بات
 کیا دور ہی صیب صادق

پانچون پیچھے تھے نفس پاسے
 اتر ابرو دن شہر شکر
 شہزاد اُس بوستان پہ ٹھہرا
 داخل ہوئے شہر میں سرشام
 جھپکا ئی نہ آنکھ مثل خستہ
 غائب تھے گاہ گاہ حاضر
 بچتے ہوئے ہر بشر کے شر سے
 جا پہونچے سر امین وہ مع الخیر
 بے فصل بھل اُس شجر نے پائے
 رہا جسے نہ کام یہ ادھورا
 تشویش بہت بڑی ہی ہو واسطہ
 کچھ فکر کریں نہ آپ زہنار
 جیتک اسے باد شہر کریں باد
 سر طہمین ہاتھ پاؤں پھیلائیں
 اور اپنا بُرا کرینگے احوال
 کدے سب اپنا حال جسا کر
 ہو جائیگی شاہ تک رسائی
 کدے بجگا شہ سے بے تامل
 خوف اُسکا مگر کہاں نہیں ہی
 وہ دید وہ حسن اتفاقات
 شہزادی بھی گر ہوئی ہو عاشق

جب عشق سے جسم گھل گیا ہے
نسبت ٹھہرائی ہے اسی سے
ہمرازدن میں کوئی ہوگی طرار
تہیر کا دھیان آیا ہوگا
آخر کو بطرز ہمیشہ عالی
وان دخل تھا صورت آشنا کا
سو جھانہ جواب جب تو ناچار
گنتی سے ملا ہے پھر وہ جگر
دو نونہن جسکے غم میں دلگیر
جب دن پھر نیک وقت آیا
چمکا جو سہیل کا ستارا
دیکھا جب آستان شاہی
جب بعد خبر گئے وہ ذکیہاہ
ای نشہ لبان کبیر کربت
کیا تم پہ فلک نے ظلم ڈالے
جو ماسیلے تو پایہ تخت
اک خسرو خسرو ان عالم
ای چارہ کار بستہ کاران
یہ دولت و ملک و جاہ و اقبال
رہنے والا ہوں میں جہان کا
شہزادہ مٹا کے سلطنت کو

تب حال الفت کا گھل گیا ہے
آیا ہے یہ ہنسی خوشی سے
بات اُٹھنے بنائی آخر کار
بیمار اُنھیں بنایا ہوگا
صورت یہ سوال کی نکالی
کیا کام تھا غیبِ عجیب کا
مہلت سے بچائی جان اکبار
تصویر وہ لپ گئی ہے آکر
ہر اصل میں ایک ہی وہ تصویر
یہ فقرہ سعد سب کو بھایا
پانچون ہوئے گرم رو قضا را
رو پیٹ کے اپنی داد چاہی
بولا شفقت سے وہ شہنشاہ
دائے رنج کشان دشت غربت
تم سب ہو کمان کے رہنے والے
گو یا ہوا پھر سہیل خوش بخت
و می تاج وہ سکندر و جم
و می دار و سے در ددل فگار ان
قائم رکھے کریم حد سال
مشہور حلیہ ہی نام دان کا
آتا تھا تری ملازمت کو

یہ چاروں مہین تاجرون کے دلہند
 اک دشت بلالین لٹ گیا مین
 اک قافلہ جاتا تھا یہاں سے
 عورت اک بھیجکر بہ تر ویر
 ہمشیار ہوا جو یک بیک وہ
 حالت اُسکی سقیم پا کر
 جب دن پھرے اُسکو پا گیا مین
 ضائع ہوئی تین روز اوقات
 چھوڑا تھا جہان دہان چو آیا
 ہوتا تھا اسی طرف مین حاضر
 وہ آیا ہی یان جواب دینے
 سنا ہا جملاد کو بلا تو
 اب تاب مفارقت نہیں ہی
 سر پایہ تخت شہ پہ دھر کے
 تھرا گئے ساکنان درگاہ
 حالت ہوئی غیر سب کے دل کی
 جب وہ ہوا اس طرح سے نافل
 آتا ہی یہاں حطب کا اخبار
 سر پایہ تخت سے اٹھا کر
 بولا کہ منگائیے تو اخبار
 نادم ہون اپنی بات سے مین

مین اُسکے وزیر کا ہون فرزند
 یوسف سے اپنے چھٹ گیا مین
 رستے مین ملا قمر جہان سے
 شہزادے سے میرے لی لی تصویر
 مڑا کیا اٹھ روز تک وہ
 ڈھونڈھا اُس میو کو جاکر
 آخر کو حسد مین پھنسا مین
 چھوٹا تو یہ چاروں بھی ہوئے سات
 شہزادے کو پھر نہ کھو کے پایا
 رستے مین ملا جو کاروان پھر
 مین آیا ہون اپنی داد لینے
 سر میرا بدن سے کر جدا تو
 جینے کی مصلحت نہیں ہی
 رونے لگا ایک آہ کر کے
 برپا ہوا شور نالہ و آہ
 سر خم کیا بادشاہ نے بھی
 بولا اٹھ کر وزیر عاقل
 اُس مین تو خبر نہیں یہ زہنار
 تار پچ مینہ دن بتا کر
 نکلے نہ اگر تو مین گنگار
 سرکات دون اپنے ہات سے مین

اخبار وہ ڈھونڈ کر جو آیا
 بولا لکھی تو وہ خبر ہر
 اک شکل جو ذہن میں پھر آئی
 صورت کی مثال ہو گئی وہ
 بگڑے ہیئت سے ہو کے سرودہ
 اک حسن کا ہی سوال بھی یان
 دیکھے ہوں شان و شوکت عشق
 بولا وہ قلم و دوات یہ لو
 لیکر قلم و دوات و قلم و دوات
 ہو جسکو ایک ذکر سے کام
 دونوں دل پر کبھی ہوئی تھیں
 شہزادہ کہ تیج میں پڑا تھا
 بہر مثال حسن سرشار
 اک پھول سے صفحہ کو بسا کر
 خاقان چگل نے سُنکے روداد
 بولا وہ ہنس کے ایکباری
 بولایہ وزیر چوم کر تخت
 پھر جاے یہاں سے بھی جو محروم
 فرمایا کہ کیوں پھرین یہ ناکام
 شکلیں آرام کی ہیں دونو
 پاکر فرمان بادشاہی

دیکھا تو تمام حال پایا
 حمل اسکا صدق و کذب پر ہر
 تصویر سہیل کی منگائی
 اک شاہد حال ہو گئی وہ
 بولایہ بنا کے بات پھر وہ
 بولا وہ کہ عشق پر ہی آسان
 میں بھی ہوں سفیر حضرت عشق
 ہاں صورت حسن و عشق کھینچو
 آیا اک گوشہ میں وہ بے آس
 کیا اُسکو خیال و فکر سے کام
 پتلی آنکھوں میں بن گئی تھیں
 طغرائین اسکا نقشہ کھینچا
 بھایا اُسے رنگ خط و گار
 دین جلد و زیر کو وہ لاکر
 دیکھی وہ صنع رشک ہزار
 کیوں اب کیا اسے ہو تمھاری
 بے شبہ ہی یہ سہیل بد بخت
 طلحہ قسمت نصیب مقسوم
 خلعت و دسب کو بھیجو حمام
 تصویر دن کو بھی غسل میں بھیجو
 حمام انھیں پہلے سپاہی

خلعت زرتار اسپ شمشیر
 در بار میں پھر ہوئے جو حاضر
 شکلین جو زندگی کی تھیں وہ
 جب وقت آیا تو بے کم و کاست
 بولا اٹھ کر سیل دلگیر
 کیجئے وہ حضور حسن ارسال
 جب تک آئے جواب وان سے
 بولا خاقان یہ منکے تقریر
 ہو تم تو سوال سے بھی آگاہ
 کی عرض کہ باد شہ سلامت
 لکھا کر اک پیچ و تاب میں نے
 تحریر جواب عشق بھی ہو
 دیگر خلعت سیل کو اور
 فرمایا نہ دل پہ میل کچھ لاؤ
 سنکر تم سے یہ حسن صنعت
 یہ کہکے ہو محفل میں داخل
 بولا یہ اک وزیر دیندار
 زحمت کیوں اتنی آپ کیجئے
 بولا وہ کچھ نہیں ہو تکلیف
 بولا نہیں آپ جانتے راہ
 رستے پہ خدا لگا ہی دیگا

بھیجا اک اک کو حسب توقیر
 پانچون کو کرسیان ملین پھر
 تصویر میں محل میں بھیج دیں وہ
 دربار ہوا تمام برخاست
 ہر حضرت عشق کی جو تصویر
 گھلجائیں گلی پھر حقیقت حال
 رخصت نہو خانہ زادیاں سے
 اب جا چکی وہ محل میں تصویر
 لکھو اسکا جواب دلخواہ
 طفرہ کی تھی یہی علامت
 لکھا ہو وہ جواب میں نے
 تصویر جناب عشق بھی ہو
 منگوادی وہ شبیہ نے الفور
 جی چاہے اگر تو آپ تم جاؤ
 واللہ میں خوش ہوا انابت
 باہر آیا سیل عاقل
 حاضر ہیں بہت سے ناقدہ سوار
 انہیں سے کسی کو بھیج دیجئے
 ایجا میں محفل میں آپ تشریف
 بولا جب بھی نہو نگاہ راہ
 خضر آکے چاہتا ہی دیگا

بولا کہ یہ سب بجا ہی لیکن
 آیا پھر اُس کو ساتھ لے کر
 گھوڑے پر تھا سہیل جبرار
 آگے چاروں وہ پہلوان تھے
 سب کے آگے سہیل گلرد
 کرتے ہوئے سب طرف نگارا
 اُترا تھا جہان وہ غول صحرا
 سنکر خبر درود و شکر
 سوچا کہ خبر جو آب ہوئی ہو
 دہنی جانب کو وہ مڑے جب
 سو طرح کا دل میں وہم آیا
 بولا کہ نظر کی طرح جاتا تو
 پہلے تو سلام کو جھکا وہ
 آگے یوسف کا کاروان تھا
 رستے میں انکو چھوڑ کر میں
 وہ مہر سپہر کشور داد
 کھانے پینے سے کر کے فرصت
 خلوت کا حال سننے سارا
 بولی کہ بتائیے تو ستر
 منظور ہو دلتائے حُسن
 بولا وہ نہیں یہ بات صاحب

جانا تمنا نہیں ہو ممکن
 رخصت کیا کچھ سوار دیگر
 یار ستم رخس پر تھا اسوار
 پیچھے وہ پالسو جوان تھے
 گھوڑے پہ ہوا کے صورت ہو
 نکلے اُس شہر سے قفسارا
 پہونچا جو سہیل خضر آسا
 نکلا خیمے سے اپنے باہر
 بے شبہ مری طلب ہوئی ہو
 ہوش اس احمق کے اڑ گئے تب
 جلدی اک پیک کو بلا یا
 اس واقعہ کی خبر تو لا تو
 واسے پھر ہو گیا ہوا وہ
 پیچھے یہ گرگ ساروان تھا
 لکھتا ہوں اور اک خبر میں
 پہونچا جو محل میں بادل شاد
 لیٹا سونے کو حسب عادت
 آئی خوش خوش سپہر آرا
 کیا پھر آیا پٹ کے وہ ماہ
 بھیجی ہو یہ نشانے حُسن
 ہو اور ہی واردات صاحب

کمدی ملکہ سے سب وہ روداد
 کیا لیگیا اُس تسمہ کی تصویر
 مجھ سے تو بجز کرتا تھا بات
 فکر اُسکو اس سے تھی زیادہ
 اب آئیگا پھر رسید لیکر
 وہ آپ میں اپنے کب ہو صاحب
 آتے ہیں سو خیال مجھ کو
 ہر راہ میں تا جدا رہے ہر
 اک دوسرے سے ہر خوبیاں
 دور ہر کہ فساد ہونے جائے
 بولی وہ کہ آپ کو ہر کچھ خیر
 لڑکے کو تو اپنے دان سے لاؤں
 کچھ بات بنی بگڑ نہ جائے
 اور جہاد کھکشان سے جانا
 اس راہ سے لوگ کم تھے آگاہ
 وہ گل ہوئی سوئے باغ راہی
 تاہید کی مان تھی مشتری نام
 اور خامہ پھر اصل داستان پر
 تھا رہر و راہ حسن سرشار
 پہونچی در بلغ پر سواری
 اترامرب سے شیر اکبر

ہنس ہنس کے پھر تو بادل شاد
 بولی وہ کہ پھر سہیل دلگیر
 بولا کہ وہ مبتلاے آفات
 آیا ہر یہ جوشا ہزارہ
 شہزادی کو جواب دیکر
 بولی کہ یہ کیا غضب ہو صاحب
 اس وقت ہوا لال مجھ کو
 شہزادے کے غم میں ہر وہ دلگیر
 آپس کا لال بھی ہر خواہر
 کچھ اور عناد ہونے جائے
 بولا وہ ایسا کیسا ہر اندھیر
 رخصت مجھے دیکھے میں جاؤں
 تقدیر سے بیچ پڑ نہ جائے
 فرمایا کہ جاؤ جلد آنا
 اُس بلغ کی تھی یہ اور اک راہ
 پا کر فرمان بادشاہی
 ساتھ اُسکے اور تھی جو گلغام
 سیارون کو چھوڑ کھکشان پر
 وہ حامل شکل عاشق زار
 طر ہو گئی جب وہ راہ ساری
 صف بانہ گئے ڈک گئے سب اسوار

در بانوں نے اٹھ کے دی جو تعظیم
 شاہانہ رعب و داب پار
 دوسرے کی ضیا جو چو گئی تھی
 جس ڈیوڑھی پہ عازنانہ پیرا
 وہ پیکر ستم شعار و بد ذات
 حاضر ہوئی حسب امر اکبر
 باتون میں پہلے قند گھولا
 شہزادے کے پاس جلد جاتو
 اک شخص سفیر حضرت عشق
 تسلیم اُسکی قبول کیجے
 کچھ نام کو دکرین جو ارشاد
 تقریر جو بے یس چکا پیک
 بس صورت طائر نظر دہ
 جو دیکھا تھا سب بتایا اُسکو
 بے مارے ہلاک ہو گیا وہ
 کر کے تیار سارا لشکر
 بولا کہ وہ پانچ سو جوان ہیں
 کب اُسکو جواب دینے دوں گا
 یہ تمکے وزیر کو بلایا
 بولا کہ یہاں نہیں رہتے
 یہ سنکے ہو اور وان دہ فی الفور

کی جھک کے مردہوں نے تسلیم
 گھیرا سب خادموں نے آکر
 ہر ڈیوڑھی میں دونی روشنی تھی
 وان آکے وہ شیر مرد ٹھہرا
 سایہ کی طرح سے رہا سات
 مشہور جو دان کی تھی محلدار
 تصویر اُسے دس کے پھر یہ بولا
 کر عرض یہ میرا دعا تو
 ہدیہ لایا ہر صورت عشق
 حاضر ہو وہ مراد ہے
 کہنا فدوی سہیل ناخدا
 نظردن کو بچا ہوا ہوا پیک
 پوچھا لشکر میں بے خطر وہ
 جو سن لیا تھا سنا یا اُسکو
 جل بھن کر خاک ہو گیا وہ
 دو حصہ کر دیے برابر
 یان پانچ سو جوان ہیں
 جلت دم کی نہ لینے دوں گا
 اور پیک کو راہ بر بنایا
 جا آدھی فوج لیکے ہمراہ
 یان اسنے جوان کچھ چنے اور

بولا اُن سب سے گڑ گڑا کر
 غافل جب ہو لین سب در انداز
 ہر سمت کو دیکھ بھال کر تم
 تصویر یہ جسکے مثل پانا
 بعل و دُور و سیم و زر ہر کیا مال
 پا کر تصویرِ حُسنِ دل خواہ
 باقی تھے جو دو ہزار اسوار
 یاں سُنیے کہ سُنکے سب وہ گنوار
 پہونچی جو قریب قصر جا کر
 آئے ہین سفید عشق و لگیں
 شہزادی کو بندگی کی ہر
 تصویر یہ لیکے جائیے آپ
 وہ بولی کہ کچھ سڑی ہین وہ کیا
 آرام میں ہر ابھی وہ گلغام
 سمجھی تھی کچھ اور دل میں وہ حور
 بولی تھیں نام بھی ہر کچھ یاد
 بولی وہ ناک بھون چڑھا کر
 یہ کہکے وہ ذی شعور و طرار
 دیکر تصویر بادل شاد
 سُنکر خبر سہیل ز بجاہ
 کرتی تھی جس جگہ وہ آرام

تم گھیسر لو پشت باغ جا کر
 اور ہو باہم لڑائی آغاز
 چڑھ جانا کند ڈال کر تم
 قبضے میں اپنے اُسکو لانا
 جو مانگو گے شکوہ و تنگانی الحال
 چھٹے لالچ سے سب وہ بد راہ
 لیکر اُنھیں خود چلا وہ عیار
 اُسٹھرا اندر گئی محسوس
 بولی یہ نسیم کو بللا کر
 دی ہر یہ اُنھوں نے مجھ کو تصویر
 مانگی اپنی مراد بھی ہر
 پیغام اُنکا سُنائیے آپ
 آنا یہ خلافِ وقت کیسا
 کیسا نامہ کہاں کا پیغام
 تصویر جولی تو شک ہو ا دور
 وہ بولی کہ ہاں سہیل ناشاد
 خیر اچھا دیکھتی ہوں جا کر
 ناہید کے پاس آئی اکبار
 فی الفور بیان کی وہ روداد
 ناہید روان ہوئی سو ماہ
 پہونچی جا کر وہاں وہ گلغام

دیکھا تو چشم نیم وا ہی
 رکھا پائون پہ ہاتھ اکبار
 چپکے سے اٹھائے اُس کو لائے
 دل دے کے سبب خیر سنی وہ
 بولی ناہید سے پھر اکبار
 پہلو سے یہ اُسکے جب اُٹھی تھی
 بولا کہ نہ یہ فساد اُٹھاؤ
 بولی کہ زیادہ جھک نہ مارو
 وہ بولا کہ خیر ہر کسماں
 بولا کیسا نام ہی کہو تم
 بولا کہ ارے بتاؤ مت
 بولا وہ نسیم سے کہ جاؤ
 بولی ملکہ کہ کسم نہ جانا
 جلدی جلدی ہیں کے پوشاک
 طح کر نہ چکا تھا بلغ وہ گل
 جھنجھلا کے اُٹھا سہیل جوار
 بولا چلا کے وہ خردمند
 اندر کا بند بست کر کے
 گھوڑے پر چڑھ کے وہ دلاور
 سلوار کا ہاتھون دل بڑھا تھا
 شہزادہ جبکہ وان تک آیا

فتنہ کھڑکی سے جھانکتا ہی
 فوراً ہوئی خواب سے وہ بیدار
 تصویر دی او زخیر سنائی
 تصویر کو دیکھ کر تنہی وہ
 اس فتنہ کو بھی کر تو بیدار
 آنکھ اُسکی جھپی سے کھل گئی تھی
 سوتے فتنہ کو کیوں جگاؤ
 بس سوچکے باہر اب سدھارو
 آیا ہی کوئی سفید نشان
 بولی خود جا کے پوچھ لو تم
 بولی کہ ارے سہیل دیجاؤ
 لاؤ مرے باؤ فا کو لاؤ
 دیکھ آئیں یہ آپ جب مٹانا
 جھپٹا در کی طرف وہ بیباک
 دروازے پہ جو بیباہو اعلیٰ
 لی میان سے جلد کھینچ تلوار
 دروازے جلد کر لو تم بند
 باہر آہو سچا جست کر کے
 ہر سو ہو اجسند حملہ آور
 غصہ گھوڑے پہ بھی چڑھا تھا
 دروازہ باغ بند پایا

تھے میں بھرا ہوا پھر ادہ
 یکھا تو ہی باغ میں تلاطم
 اتنا ہی قمر جہانِ ادرہ سے
 ہر تھا جو وہ قمرِ مدھارا
 بھی وہ اپنے دل میں اکبار
 گاہ نظر پڑی قمر پر
 زلی کہ یہ کیا معاملہ ہے
 دلا وہ غنچہ سان ہو دل تنگ
 رگس کو بلاؤ جلدی ایماہ
 کہ نہ چکا تھا وہ خوش اطوار
 پر دوری جو تھی تو ہانپتی تھی
 نہرایا قمر نے جلد جاؤ
 بلکے اٹھالی بڑھ کے تلوار
 بے غدر ہوئی وہ ساتھ اُسکے
 نصیر کے قدم پہ سر جھکایا
 ہاتھ اُسکے پھر تو چھوڑ کر وہ
 لٹ نہ تم ہی ان سے جاؤ
 بولا وہ کس طرح نہ جاؤں
 تمیز نیک و بد کرو تم
 رو کو گی تو اپنی جان دوں گا
 شرمائی اس جواب سے وہ

اندوہ و طال میں گھرا دہ
 ایک ایک کی عقل دہوش ہو گم
 شہزادی آتی ہو ادرہ سے
 اس صدمے نے اُسکو ادرہ مارا
 شہزادہ ہو گیا گرفتار
 سنبھلی ٹھہری رُکی وہ ششدر
 باہر کیسا یہ غفلت ہے
 ہوتی ہو مے سہیل سے جنگ
 دم گھٹتا ہے بار بار والہ
 نرس ہوئی ناگہان نمودار
 تھر تھر غصے سے کانپتی تھی
 اک ٹھوڑا جہان سے ہوئے لاؤ
 جھپٹا طرفِ یمن وہ جبرار
 شہزادہ می نے پکڑے ہاتھ اُسکے
 چلائی کہ کیا کروں خدایا
 بولی یوں ہاتھ جوڑ کر وہ
 مرجاؤ گئی مجھ پہ رحم کھاؤ
 اک یار کو ہاتھ سے گنواؤں
 اسپین نہ زیادہ کد کرو تم
 نامردی کبھی نہ بین کروں گا
 تھرا گئی اس عتاب سے وہ

نرگس سے کہا کہ جاؤ صاحب
ایک اپنی ضد کے مین یہ واسہ
نرگس ہوئی اُس طرف ہوائی
بولی کہ مین کوٹھے پر گئی تھی
کچھ لوگ ہو س نکالتے ہیں
جس وقت سنا کرنے یہ حال
پہلو مین کھڑی ہوئی تھی ناہید
نرگس آنے نہ پائے دل سے
عورت کوئی یاں رہے نہ زہار
لیکر جانوں کو تن سے وہ گل
کیا لکھوں طال ماہ سیما
سر ہاتھوں سے بیٹنی ہوئی وہ
بولی کہ ارے نہ جا خدا را
رکھ لے مجھ تا مراد کا دل
لو نڈی مجھے اپنی جان پھر آ
سرتن سے مرا اتار تا جا
بولی رو کر پھر نہ وہ جب
کہنا مرادہ سننے نہ یہ دل
ناہید پکاری جلی کے اکبار
خیر اسکی جان کی مناسو
سمجھو نام خدا ہو عاقل

گھوڑا کسو کے لاؤ صاحب
مارا پر ہکولے اجل آہ
روتی ہوئی اک خواص آئی
ہنگا میر ہو پشت بارغ پر بھی
کوٹھے پہ کھنڈ ڈالتے ہیں
غصے سے سرخ ہو گئے گال
یون اُس سے پھر کہا بتا کید
تم اس سے بھی پہلے جاؤ یا نے
مین جانا ہوں گھر سے تم خبر دار
اصطبل چلا چن سے وہ گل
ابتر ہوا حال ماہ سیما
دوڑی ہوئی نہر تک گئی وہ
سفاک ادا پھر آخر دارا
دکھا ہوا اب نہ تو دکھا دل
لے اپنے خدا کو مان پھر آ
جاتا ہی تو مجھ کو مارتا جا
اڑ میرے خدا مین کیا کروں اب
اک جان ہی دو طرح کی شکل
اڑواہ رے عشق واہ رے پایا
دانتوں سے نہ ہونٹوں کو چاؤ
اس رونے بیٹنے سے حاصل

حقیقت بنو حواس میں آؤ
 کس بات پہ یہ دھڑا دھڑی ہو
 یہ کہ رہی تھی ابھی وہ ذبیحہ
 چلائین کہ لو غضب ہوا ہے
 فتح ہو گئی سنکے یہ خبر وہ
 سنتی ہو ای۔ لی عاشق زار
 کیا دیکھ رہی ہو کب چلوگی
 اسی صاحبو تم گواہ رہنا
 ہو کہ وہ بیچ و تاب مجھ کو
 اچھا نہ چلین اجی ہمیں کیا
 بیٹھی رہیں یہ مری بلا سے
 شہزادے سے آکے جب ملی میں
 کیا قمر ہو انکو غیر دکھین
 ہرگز نہ کرونگی درگزر میں
 کمد ونگی کہ آپ جالیے جب
 بدظن ہو میں میرے تھانے سے
 شہزادہ غیور ہو نہایت
 یہ ککے چلی جو وہ بگڑ کے
 سچ بولیں تو کیگی اسی جان
 وہ بولی کہ اتنا کرنے دل سخت
 وہ بولی کہ میں تو سنگدل ہوں

بس صبر کر دیہان سے اٹھ جاؤ
 کیا ایسی شکل آپڑی ہو
 آئین جو کئی خواصین ناگاہ
 کوٹھے پہ تمام لوگ چڑھ آئے
 بولی چھاتی کو کوٹ کر وہ
 بوبام پہ آگئے ہیں عیار
 سب دیکھ چکینے جب چلوگی
 سنتی نہیں ہیں یہ میرا کھنا
 ملت نہیں پر جواب مجھ کو
 کرتے ہیں ہم یہ منتیں کیا
 باز آئی میں ایسی التجا سے
 کمد ونگی سب ذری ذری میں
 ہم سامنے بیٹھے سیر دکھین
 اسی تو سہی سب کہوں نہ گر میں
 کوٹھے پر آئے جالیے سب
 اٹھیں نہ یہ اُنکے سامنے سے
 خوش ہوئیگا سنکے یہ حکایت
 بولی آسجل کو وہ پکڑ کے
 وہ بولی یوہیں کہوں ایمان
 ایسی نہ پھر الے آنکھ یک بخت
 بے دیدی سے اپنی منفعل ہوں

یہ آپ میں نرم دل کی کیسی
 بولی اٹھتی ہوں مال کر میں
 اگر تجھ کو یقین نہ ہوے بد ذات
 وہ بولی کہ سب میں دیکھ لوگی
 یہ کنگے چلی جو وہ دو بار
 جب قصہ میں وہ نگار آئی
 ہر جانب کمکشان چو اک در
 کہتے ہیں وہ کہ جب لہ کھو لو
 تاہید کا جلد لے کے ایما
 پہونچی تو وہ سارہ حال دیکھا
 پوچھا تو یہ بولی اک پرستار
 کہتے ہیں کہ آئی ہو سواری
 آزر وہ ہوئی کمال تاہید
 دروازے کی پہلے کنڈی کھولی
 جا دیکھ تو ماجرا یہ کیا ہو
 دروازہ جو وا ہوا قضا را
 بولی مٹھ پیٹ کر وہ اکبار
 دیدار کا جب زمانہ آیا
 پردہ جس وقت وہ ہوا باز
 نکلی فوراً سپر آرا
 جب ہو چکی لوٹڈیون پتا کید

سستی نہیں ایک بات میری
 چلتی ہوں دل سنبھال کر میں
 رکھ دیکھ تو میرے سینے پر بات
 پر یان تو جواب تک نہ دو گی
 ساتھ اُسکے ہوئی وہ ماہ پارا
 فوراً خبر ایک بار آئی
 ہنگامہ ہو رہا ہر وان پر
 ہم کہتے ہیں ٹھہرے بھی نہ بولی
 اٹھی وان سے بھی ماہ سیجا
 ایک ایک کو پُر ملاں دیکھا
 آپونچے یہاں بھی وہ ستمگار
 چکر میں غفل ہو مہاری
 ایک ایک کوچ کیا بتا کید
 پھر ایک کینز سے یہ بولی
 کون آیا ہو کیون یہ غل مجا ہو
 سب کھل گیا جھوٹ سچ وہ سارا
 اس میں تو میں خود حضور اسوار
 مردانہ ہٹا زمانہ آیا
 گویا کہ ہٹا وہ پردہ راز
 غصہ وہ چڑھا ہوا اتارا
 سب کنگے ہوئی خوش تاہید

بولی وہ مار ہاتھ پر ہات
 اُس بچے کی جان کا خدا ہی
 یہ کہہ کر ایک بار اُس نے
 بولی کہ ذرا جو میں نہ آتی
 لیکر اُن سب کو وہ خردمند
 شہزادی پھنسی عجب بلا میں
 دھڑکا تجسہ قمر جان کا
 سب طرح سے ہو گئی جو مجبور
 یان چھوڑ کے روح کو قضارا
 یا جشن تھا یا ہوا یہ عالم
 سب خواب و خیال تھا وہ جلا
 وہ شیر دلیر غصہ جنگ
 غصے سے قطع کی تھی کچھ راہ
 تر گس کی دیکھی راہ کچھ دی
 باہر اُس در کے جب وہ آیا
 دیکھا تو کندین ہات میں ہیں
 دس ہتھ ہیں پانچ بڑھ رہے ہیں
 تھرا گیا دیکھ کر یہ وہ ماہ
 نعرہ کیا یا علی کا جسد م
 رنگ اڑ گئے رخ سے دل ٹھک کر
 یوں تیغ بھٹ دیر آیا

جو بھی تھی میں وہی ہوئی بات
 کیا فوج عدو میں گھریا ہی
 اک اک کو کیا سوار اُس نے
 تم سب کی مفت جان جاتی
 اسوار ہوئی کمال خرسند
 رنج و غم دھندلہ دغا میں
 دوری کا ملال پاس مان کا
 بیٹھی شکپال میں وہ رنجور
 تنہا قلب اُدھر سدھارا
 سچ ہی تو ام ہن شادی و غم
 جب آنکھ کھلی تو کچھ نہ دیکھا
 اطمینان چلا تھا ہو کے دلتنگ
 دروازہ اک ملا جو ناگاہ
 نکلا آخر شکار کو شیر
 اک مجمع زیر قفس پایا
 سب دزد کیئے گھات میں ہیں
 دو ہتھ ہیں چار چڑھ رہے ہیں
 غیظ آیا کہ اے باؤ باؤ
 تھرا گئے جسم رُک گئے دم
 کھوٹ بھی اٹھ ہو بھرک کر
 معلوم ہوا کہ شیر آیا

اک حملہ میں پست ہو گئے سب
 کس چھوٹ کے ہاتھ پہ نکالے
 دو اک کیے پر بہرہ جو حملے
 گوتھے پر جو چڑھے تھے لنگور
 منہ پر چڑھا آیا جب وہ پامرد
 میدان سارا جو خالی پایا
 نرگس کو گھلا جو مل گیا در
 دیکھا تو وہ شیر عرصہ جنگ
 نرگس کو پا کے منتظر وان
 مال اسنے ادھر شتاب پکڑی
 گھوڑے پہ چڑھا جو وہ بیک بہت
 لی باگ جو اس پر شوق کی
 نظروں سے نہان ہوا وہ گھوڑا
 اک آن میں دو طرارے بھر کر
 دیکھا تو پہنہ بند است غفار
 تیزے میں زبانون کو نکالے
 استادہ میں گرز سر اٹھائے
 اک گوشہ میں یس میں خلا کار
 گلگون سب دشت ہر مو سے
 منہ خون کا ہر طرف برستا
 رہ رہ کے رہن جو بولتا ہی

سارق بیدست ہو گئے سب
 دوسو کے جو ہاتھ کاٹ ڈالے
 بھاگے سب سر پہ پائون رکھ کے
 گر گر کے کتے ہو گئے چور
 دکھلا گئے بیٹھ سب وہ نامرد
 غازی نے ادھر سے منہ پھرایا
 گھوڑا لیے آگئی وہ باہر
 پٹا ہی خوب کھیل کر رنگ
 آیا طرف پری سلیمان
 نرگس نے ادھر رکاب پکڑی
 گردن کا اوج ہو گیا بہت
 کوندادہ یون کہ برق چمکی
 دریا سار وان ہوا وہ گھوڑا
 جا پہونچا قضا کی طرح سر پر
 گھسان کی چل رہی ہی تلوار
 دکھلاتی ہیں ڈھالیں اپنے چھالے
 تل میں یکسر تیراٹھائے
 تیرون کی کر رہے ہیں بوجھار
 بو آتی ہر خون کی چار سو سے
 جانوں کا ہوا ہی نرخ سستا
 نامردوں کے دل ٹٹولتا ہی

دل جوش میں لارہے ہیں کوکیت
 ہر سمت کو برق گر رہی ہے
 نخت مملو تھی جن سروں میں
 بسمل ہیں جوان و پیر صد ہا
 بے دست کوئی جو لوٹتا ہے
 گھوڑے لاشوں کو روندتے ہیں
 کشتوں کا جہان لگا ہر پشہ
 نعرون سے زمین دہل رہی ہے
 ایک قبضہ تیغ چومتا ہے
 ہیں چار بہادر ایک جا پر
 وہ مردی کی داد دے رہے ہیں
 اک سمت کو ہے سہیل جوار
 شمع مکرون میں باگ کے ہیں
 جاتے ہیں جس طرف چھٹ کر
 ٹوٹے ہوئے ایک پہرین میں
 نرغہ ہو رش ہی ماسے ہو
 ہلچل ہو بخش بزن کا غل ہو
 پر فح و شگست کا ہو عالم
 یہ دیکھا تو خون نے جوش کھایا
 گر مایا ذرا تو مڑ گیا وہ
 گھوڑا تھا برق تھا کہ پارہ

فوجوں کو لڑا رہے ہیں کوکیت
 موت آنکھوں میں سب کی پھر رہی ہے
 وہ سب ہیں زمین پر ٹھوکر دن میں
 اڑتے ہیں مرغ بتر صد ہا
 رقص بسمل ہر ایک جسا ہے
 حمد ہر بجلی سے کوندتے ہیں
 دیوار باغ کا ہے پشہ
 ہر لاش لہو اُگل رہی ہے
 جرات میں ایک جھومتا ہے
 گھیرے ہوئے ہیں انھیں تنگ
 جانیں لڑ لڑ پڑ کے لے رہے ہیں
 اک سمت ہیں مجتمع کچھ اسوا
 شعلے ہیں مزاج آگ کے ہیں
 برہم ہوتی ہے فوج ہٹ کر
 ہنگامہ دار و گیر ہو بس
 مسلح وہ دشت ہو بھوسہ
 ماتم میں سینہ زن دہل آ
 اک سمت بہت ہیں اک طرف آ
 گھوڑے کو غیظ میں اٹھا
 سیاب کی طرح اڑ گیا
 شعلہ تھا ہوا تھا یا بشر ار

بے مثل برنگ عشق صادق
 اک نقطہ تھا لشکر سیہ رو
 جس صفت میں آن کر اترتا
 تلوار سے سب کا سر فرو تھا
 ششدر تھے فوج کے سپاہی
 آفت ہر برق ہر بلا ہر
 یہ دشمن جان کمان سے آئے
 یہ کہتے تھے وہ کہ کٹ گئی بات
 آئی جسا کر جو تیغ سن سے
 گلگون سے روان دو ان تہنگ
 جو سر کہ پناہ خود میں تھا
 کب تیر زین میں گرے تھے
 آوازے نقیب کس رہے تھے
 اک خون کی پر ہی تھی جدول
 خالی ترکش پڑے ہوئے تھے
 رستم سا جو کہ بسلوان تھا
 یکتا کوئی دو تھا کوئی چورنگ
 تھے منتشر و خفیف و قاصر
 کرتے قلع جب وہ سفاک
 آئی جو قفا پر وہ دم جنگ
 آئے مین قضا تھی جلنے میں جان

بے چین مشال قلب عاشق
 پر کار کی طرح تھا وہ ہر سو
 دس پانچ کا مفت خون کرتا
 اک ہاتھ جدھر چلا وہ دو تھا
 کہتے تھے سب کہ یا اکی
 آندھی ہو سیل ہو فنا ہو
 اک بو لاکہ آسمان سے آئے
 سر اڑ کے جا پڑ اکی ہات
 پر آن ہوا مرغ روح تن سے
 وہ سیل روان تھا خیس و خار
 دھڑ سے جو گرا تو گو دین تھا
 موے تن دشت کین کھڑے تھے
 سر تھے کہ پڑے برس رہے تھے
 نفرون سے گو بختا تھا جھل
 بے سر سرکش پڑے ہوئے تھے
 چاہ حسرت کے درمیان تھا
 دکھلائی تھی ایک تیغ سوزنگ
 ارکان رباعی عناصہ
 ہو جاتا قد طویل صد جاک
 دشمن کا قافیہ ہوا تنگ
 چلنے میں چھری تھی پھرنے میں سان

روح و دل و ساعد و کرد و
 ہمدم محسوس لال اسکا
 بے شرم و بے ہنہ جسم و پُر قہر
 بخت شقی غبی بنی تیغ
 کیا شو تھی قمر جان کی تلوار
 تلوار تھی گاہ وہ سپر گاہ
 گردن کش و دلوں ساز و سفاک
 سیفی دم و عشوہ سنج خوش آب
 ہر سر سے بلند تر سر اسکا
 شہزادہ جو تاجدار آیا
 دو نون کا مقابلہ ہو جب
 پہلے کیا تاجدار نے وار
 تلوار جو تاجدار نے آئی
 یوں دو ہوئے فرق و جسم و مرکب
 دیکھا جو وزیر نے پلٹ کر
 جس وقت تھا گرج برس کے
 اسمین اسمین جو تھا بڑا فرق
 دو نون کا جب یہ رنگ پایا
 گھوڑے بھی چراغ پا ہوئے سب
 پیدل تھے سوار سے بھی آگے
 چادر جو پھر ہر سے نے ہلائی

وہم و سودا و عمر و سر و دو
 ہر دم حارس کمال اسکا
 ہر تاب تھی صاف سانپ کی لہر
 پیش تن تیغ زن تنی تیغ
 حیرت ہو کہ تھی کمان کی تلوار
 گویا تھا ہلال حارس ماہ
 محبوب و پری ادا و میاں
 معشوقہ بے سکون بیتاب
 ہر صف میں میان دل گھر اسکا
 پہلو سے تاجدار آیا
 نکلا اک اک کا حوصلہ تب
 رد کر کے پھر اوہ شیر جبار
 گردن بفسر کی برقی آئی
 ثابت نہ ہو آگے یہ مرکب
 آیا کس غیظ میں جھپٹ کر
 مارا و یسا ہی ہاتھ کس کے
 چالیس قدم پہ جا پڑا فرق
 گھونٹ گھٹ ساری سپہ نے کھایا
 تار سی سرکش ہوا ہوئے سب
 یوں جانوں کو اپنی لیکے بھاگے
 باقی سب نے امان پائی

قد مومن پر گرا سہیل اگر
 سعد و بہمن حمید و یوسف
 وہ سب جب اُسکے پاس آئے
 ہو کر فکروالم سے آزاد
 زرگس خوش خوش قریب آئی
 کوٹھے سے میں بھی دیکھتی تھی
 بھولیگی نہ یہ لڑائی والدہ
 کیا تیغ تھی کیسا وہ تیغ رانی
 بولا ہنسکر وہ ہر مثال
 اب یہ کہو آئے ہیں جو مہمان
 آئی تھیں بڑی حضور دان سے
 ساتھ اپنے سب کو لیکھیں وہ
 خیر آپ ایک اور کیجئے کام
 وہ ان ہو گا سب کا حال تغیر
 شہزادی کا سب سے ہر سوا پاس
 دل ہو گا تنگ آج اُنکا
 لا دون میں دوات اور خامہ
 لائی وہ لکھا اک اسنے طومار
 نقاب نامے تھا ایک افسر
 سکر اُنکو چمن میں آیا
 زرگس نے جو ذوق دکھایا

شہزادہ ہنساکھے لگا کر
 حاضر ہوئے آگے بے تکلف
 گویا پانچون جو اس آئے
 آیا گلشن میں رشک شمشاد
 بولی صد شکر فتح پائی
 پر صدے سے جان پر بنی تھی
 ان ہاتھوں کی یہ صفائی والدہ
 جس پر پڑی پھر نہ مانگا پانی
 تھا سب یہ حضور ہی کا اقبال
 بگوالین بیان کیا کہ جی ہاں
 شہزادی سدھارین کب کی بیان
 اک فقرہ ہمیں کو دیکھیں وہ
 اس فتح کا بھجوتے پیغام
 روتے ہوئے کدک و پیر
 ہو جاتی ہیں وہ ذرا میں بے آس
 تازک ہو بہت مزاج اُنکا
 لکھ بھیجے ایک فتح نامہ
 آیا باہر وہ ماہ اکبر
 رخصت کیا اُسکو نامہ دیکر
 پھولوں کی انجمن میں آیا
 یوسف کو پھر کنواں جھنکایا

نرگس کا بھی وہ یوسف دل
 شہزادے نے بھی نگاہ دیکھی
 حام کیا یسند بشارت
 اسباب نشاط کو منگایا
 جب تک بیان ہوئے تلخ گانا
 پہونچا دربار میں وہ جا کر
 نامہ جو دیر نے سنایا
 پوچھا یہ خط دیا ہو کئے
 فرمایا سہیل خوش ارادہ
 فرمایا کہ وہ بھی آگئے دان
 سب فوج جو زیر تیغ دھری
 کچھ دیر اٹھائی تھی جو تکلیف
 یہ سُنکے ہو اکمال دل شاد
 لیجاؤ قصہ حق گر ان بار
 رخصت ہو سب دیر چاروں
 آیا وہ بادشاہ عادل
 برپا تھا محل میں ایک گہرام
 آئی تھی محل میں جب سے وہ ماہ
 ہو ہو کی بلند تھیں صدائیں
 اپنے بیگانے رو رہے تھے
 کتنی تھی کوئی یا کسی

یوسف پہ ہوا کمال مال
 پر وقت آنے کی راہ دیکھی
 بشارت دعوت میں سب کو خلعت
 ارباب نشاط کو بلایا
 لکھون تاقب کا میں فسانا
 حاضر کیے دو لون سر بھی لا کر
 سلطان زمن بھی مسکرایا
 کی عرض کہ سب کو مارا جسے
 بولا نہیں اُنکا شاہزادہ
 بولا وہ دست بستہ جی ہاں
 آتے ہی لڑائی فتح کر لی
 اب باغ میں لیگے ہیں تشریف
 فرمایا وزیر سے یہ ارشاد
 پہناؤ مرے گلے کا یہ ہار
 لیکن صدقہ کو کشتیان ہزاروں
 بشارت میان شاہ منزل
 تھا ماتم و سوز دل کا ہنگام
 کچھ تھا نہ سوائے نالہ و آہ
 کہ لب پہ فغان تھی گہ دعائیں
 نوحہ تھا بین ہو رہے تھے
 آئی اس شہر پر تباہی

شہزادی کا حال ہو بہت غیب
 ان سب کی دعاؤں میں اثر دے
 کہتی تھی کوئی بلبلا کر
 یا شیر خدا مدد کو آؤ
 صدقے گئی اب کردن تاخیر
 محبوب الہ کا تصدق
 تابندہ رہے چکل کا یہ ماہ
 دیکھا جب شاہ نے یہ عالم
 فوراً ملکہ کے پاس آیا
 سجدے کیے سب نے باری باری
 شہزادی نے پھر سنا یہ احوال
 جب کھل گیا یہ سرِ نفقہ
 آئی جو مراد منتون سے
 سوسن سے کر کے کچھ اشارا
 بولی سلطان سے مسکرا کے
 میں اپنے اُس خدا کے قربان
 شہزادہ آگیا بڑی بات
 تقدیر بگڑ کے بن گئی ہو
 بولا ہنس کر وہ ماہ اکبر
 یہ سنکے ہوئی نہ سال وہ گل
 دن رات سہاگ گائے جاتے

یار بھو اُسکی جہان کی خیر
 بیچارے سہیل کو ظفر دے
 آنکھوں سے جوے خون بہا کر
 اس رنج و عذاب سے چھڑاؤ
 لو جلد خبر برائے شیر
 یثرب کے ماہ کا تصدق
 نصرت پائے سہیل زنجباہ
 دل بھرنے سے چشم ہو گئی نم
 سب واقعہ ککے خط دکھایا
 موقوف ہوئی وہ آہ و زاری
 صدموں سے ہوئی وہ فغانِ بالبال
 اک اک ہو امثل گلِ شگفتہ
 گھر بھر دیا سب نے منتون سے
 خلوت میں گئی سپہر آرا
 لڑکی خوش ہو جواب پا کے
 کی جنے میری مشکل آسان
 سب صاحب ٹھہر گئی بات
 دل پر یہ بات ٹھن گئی ہو
 بھجوا چکا میں بھی رسم کا بار
 شادی کا محل میں چلیا غل
 ڈھولک طبلے بجائے جاتے

منعقد ہونا بزم طوی کا شہستان آرزو میں نقا خانہ
 جشن کا نوازش میں آنا شادی کی شہر بھر میں دھومیں
 تعد ساعت میں شیریں کا قرآن ہونا ایک سلاک میں آنا
 دو گوہر شاہوار کا بعد چندے پھر ناکھان حسن کی طرف اُس
 یوسف مصر خوبی کا خیال عزیز آنا اپنے دیار کا رخصت لیکر حلب
 میں جانا مرتون کو جلا نا ختم داستان ہونا دہم قلم کا مطلق العنان ہونا

اب چلتے ہیں آخری ہی یہ دور
 تو جم ہی جام شیر اس اغر
 ہو سند زر پہ محفل آرا
 گاتا ہو مغنی خوش آہنگ
 حسین ر ندون کا جگھٹا ہو
 خوش خوش اپنے وطن کو جاؤں
 لے قمر میں دل کا نقد بھٹے
 دونوں سے جدا یہ فصل ہو جاے
 باہم ہوں ایک جادو و فی
 مستی سے شرم بھاگ جائے
 اگلے ماہی عشق گو ہر
 ہر دائرہ حرف کا ہو پڑھوت
 بندش میں پیچ پڑ نہ جائے

اگر ساکت مست اک نظر اور
 آراستہ بزم خسرو کی کر
 کر چشم مست سے اشار ا
 بجتے ہوں سرود و بر بلط و جنگ
 اک حیمہ ابر کا سجا ہو
 مستون میں آبرو میں پاؤں
 کر بہت غنم کا عقد بھٹے
 بلب سے گل کا وصل ہو جاے
 ٹپکین غنچے میں قطعہ ہر
 بخت خوابیدہ جاگ جائے
 توڑ و ن جو طلسم حسن کا در
 سب رنج دالم خوشی سے ہوں فوت
 مضمون کسی سے لڑ نہ جائے

<p> ہر صفحہ سادہ ہر بیان رنگینے نظم کو دکھاؤں دریا کے طبع موج زن ہو اک رقص ہو گردش قلم میں مطرب ساز طرب بجاتا جب دور ہو اودہ بے غلش خار دربار ہو اجدوسے دن تجویز ہوئی جو ایک سب کی حسب ارشاد شاہ حجاب سیارے حضور ماہ آئے تنہا پاس جو خسر وان کو بیٹی کو لیے سپہ آرا باہر ٹھہرے دزیر عاتل شادی کے میہان آئے ہنسکر ملکہ کو یون سنایا دن گنتے اتنی عمر گذری ہو جشن یہ آپ کو مبارک باتیں یہ کر رہے تھے ہمان گما گمی تھی باغ بھر میں شہنا نقار سنج رہے تھے جوڑے جوڑے تھے زرد زرتار </p>	<p> بچوں سے آستے کروں خیابان خورشید سخن کی منو دکھاؤں نکتہ ہر اک در عدن ہو سامع ہوں محو ایک دم میں ہوتا ہی ابتداء ترا نا صدقے آئے گئے پڑا ہار دکھلائے گئے بھلے بُرے دن ٹھہرائی تیرھوین رجب کی نامے لکھے طلب ہوئے شاہ سب نذر کو پیش شاہ آئے لایا جا کر قسم جہان کو پہونچی اُس باغ میں قضا را گلشن میں ہوئی بہار داخل دکھلانے کو اپنی شان آئے بی بی حق نے یہ دن دکھایا بارے قسمت نے یادری کی بولی تم کو بھی ہو مبارک ہنس ہنس کے وہ کہہ رہی تھی ہان شادی کی چل پھل تھی گھر میں گھر کو فراسنج رہے تھے اندر باہر تھا زعفران زار </p>
--	---

سامان جو سب درست پایا
 تیار ہو میں جو سہ ہنسن سب
 آگے تھا نشان کا فیل میون
 باج تھے طرح طرح کے بچتے
 پہنے تھے سب جو در دیاں زرد
 گشتی میں بے شمار تھے خوان
 چو کی جو جواہرات کی تھی
 بعد اُسکے کشتیاں کئی سو
 دستور عقیل مرکبوں پر
 اسباب تزک جلوس شاہی
 بعد اُسکے سوار یان زنانی
 ہوتا ہوا گنج گنج الغام
 کچھ کشتیاں ساتھ لے کے اکبار
 ہستی کوئی کوئی کھلکھلاتی
 ایک ایک سے کرتی تھی اشارا
 اک ناز سے شرم کھائے اتری
 یان بھی پر یون کا تھا اکھاڑا
 ڈالا جسکے گائے میں اک بار
 چلنے لگی جوٹ ہمسوں میں
 کستردہ زمین پر فرش گل تھا
 بیس بیس میں تابہ فرش پہنچیں

لڑکی کو مایون بھسایا
 ڈبوڑھی میں سوار یان لگیں تب
 ڈنکے کی وہ دمبدم کرکے دھون
 نقارے تھے دمبدم کرتے
 تھا رنگ زمین و آسمان زرد
 بٹنے کے کئی ہزار تھے خوان
 ہمایہ تخت خسروی تھی
 کشتی پوشون میں مہر کی صنو
 ہر سمت نگہ ہنسی لبوں پر
 صف بستہ سیکڑوں سپاہی
 شہزادی تھی کوئی کوئی رانی
 جاہو پنے شہر میں سرشام
 اُتریں سب سہ ہنسن جس جدار
 سکھپال میں کوئی کوئی جاتی
 تم آگے چلو بہن خدادار
 اک پانچون کو اُٹھائے اتری
 تیار کھڑا تھا سارا دھاڑا
 سا تھی اُسکے چھری بھی دیار
 تھی دھوم زیادہ کسٹون میں
 اُف اُف کا ناز کون میں غل تھا
 دونی ہوئی سندون کی تڑپیں

پڑنے لگی گالیوں کی بوچھار
 کھائیں ان سب نے گالیاں خوب
 ملو یا گیا محل میں نواشاہ
 رنگ عاشق کی تھانہ شانی
 ہاتھ آگیا بخت بیدار
 خوشبو نے جسکی کردیا مست
 نوبت بے باکیوں کی آئی
 تب ہنس دیا ہنسنے والیوں نے
 جب کچھ نہ ملا تو شرم آئی
 کچھ بڑھ کے وہ آکھڑی ہوئی پاس
 سمجھا تو ہنسا وہ ماہ پارا
 وہ سب لگین ددئی ددئی کرنے
 تیوری کو چڑھاکے پھر یہ بولیں
 ہوتے نہیں گرما گرم دولہا
 ٹھنڈوں سے تھیں پڑا ہی پالا
 یہ پیٹیاں سب بچا کے لیجاؤ
 کروے ہونا نہ پان کھا کے
 صحبت میں سُرخ رونہ ہوگی
 اٹھا سب کو سلام کر کے
 ہنستا ہوا وہ اُدھر سدھارا
 خاصہ سب نے اُنھیں کھلایا

تھیں ڈومنیان وہاں بھی تیار
 ہنس ہنس کے بجائیں تالیاں خوب
 اس رسم کے بعد پھر بعد جاہ
 جوڑا مانجھے کا زعفرانی
 کٹنا جو بندھا کھلایا اسرار
 بنا وہ لگا دیا سر دست
 پیٹھی ڈھنک کے جب کھلائی
 کھینچا جب ہاتھ سالیوں نے
 کچھ چھین چھپٹ کے پیٹھی کھائی
 رشتے میں اُسکے بھی کوئی ساس
 دولہا سے جب کیا اشارا
 ہاتھ اک کا کڑ لیا قمر نے
 ہاتھ اُسکا چھڑا کے پھر یہ بولیں
 کرتے ہیں سب سے شرم دولہا
 بولا وہ غضب کا ہنسنے والا
 خیر اب جلدی سے پان کھلاؤ
 اک سالی یہ بولی مسکرا کے
 وہ بولا اگر نہ پان دوگی
 ہنس ہنس کے یہ کلام کر کے
 خسرو جس جا تھا محفل آرا
 جو جو تھا مانجھا لے کے آیا

کین سب کو کشتیان حوالے
 آئی جس وقت دو پہر رات
 کس حسن سے پھر کے سب اُسی طور
 یان بزم کارنگ طرفہ تر تھا
 حلقے میں لیے ہوئے اُسے شاہ
 گانے کا سمان بندھا ہوا تھا
 نغمے میں جو حق نے دی ہو تاثیر
 وقت آگیا بھیر وین کا جسم
 کی کیسی خیال کب تھا آکا
 تا کہ نوبت اذان کی آئی
 دھیان آگیا طاعتِ خدا کا
 برخاست ہوئی غرض وہ صحبت
 دن بھر ہاجشن و عیش و آرام
 ساختن ہوئی یا نسے بھی روانہ
 چاندی کے ہزاروں چو گھڑے تھے
 مشک صند و قحی طلا کار
 ان سب سے کشتیان علاوہ
 نہتے ہوئے سب نئے نئے ساز
 اک ہاتھی پہ زیر چتر نو شاہ
 جوڑے خوش رنگ سب کے وہ زرد
 پہنے ہوئے در دیاں سپاہی

گوتے کے گلے میں ہار ڈالے
 اسوار ہوئی ہر ایک خوش فہم
 پہونچے منزل میں اپنی فی الفور
 دو لہا مسند پہ جلوہ گر تھا
 تارے تھے گردنچ میں ماہ
 اک اک سر مست ہو رہا تھا
 ہر قلب پہ پڑ رہا تھا اک تیر
 کچھ اور ہی تھا سبھا کا عالم
 باقی تھا نہ ہوش دست و پا کا
 اور وردی صبح کی بجائی
 وقت آگیا فرض کی ادا کا
 مسجد میں ہوئی بڑی جماعت
 آ پہونچا عصر کا جو ہنگام
 شاہی سارا تھا کارخانہ
 سونے کے آٹھ سو گھڑے تھے
 چھکڑوں پر نقل و قرص کے بار
 تھا جنہیں دُھن کا سب چڑھاوا
 گاتے ہوئے مطرب خوش آواز
 حلقہ کیے چار پانچ سو شاہ
 نکھرے ہوئے سب کے سب نرود
 لٹتا ہوا گنج بادشاہی

اُس باغ میں گلغذار پہونچے
 دو لہا کو محسوس میں جب بلایا
 بھولا بنو کا یہ بنا ہی
 القصر چڑھا کے سب چڑھاوا
 گزرے شب و روز چھپون میں
 حیرت سے گلون کا اڑ گیا رنگ
 دن کر دیا روشنی سے شب کو
 سونے کے طباق کچھ منگائے
 وہ عمدہ جڑاؤ چوکی و طاس
 خلعت کشتی کے درمیان تھا
 اس رنگ سے منھدی لے کے دستور
 منھدی دو لہا کے جب لگائی
 جونیگ میں سالیون نے پایا
 سب رسموں سے کر کے جلد فرصت
 رنگ اپنا بزم میں جمنا کر
 اب صبح سے ہی برات کا غل
 همان اتر رہے ہیں بہیم
 میرا سنیں گیت گار ہی ہیں
 تھین جتنی سہا گنیں جہدار
 پھرتی سے سارا کام کر کے
 سب نے مل جل کے تھوڑا تھوڑا

جنت میں امیدوار پہونچے
 دیکھا جس نے یہی سنایا
 دو لہا لاڈو کا لاڈ لاہی
 سب نے کیا اپنے گھر کا دھاوا
 چیلون میں بنی میں قیقون میں
 منھدی جانے کا جب بندھا رنگ
 جوڑے دیے لال لال سب کو
 چوبھے وہ ملیدے کے بنائے
 سب نصب تھے جمین لعل الماس
 گمنا پھولون کا اور نشان تھا
 پہونچے پھلے کو شا د و مسرور
 مرجان نے شکست فاش کھائی
 دو لہا وہ سلام کر کے لایا
 لی جانے کی سمدھنوں نے رخصت
 پہونچے رشک ارم میں جا کر
 آتی ہی جدا سے خندہ گل
 سامان جلوس ہی فراہم
 انعام اکرام پا رہی ہیں
 صحنک کے لیے ہوئیں وہ تیار
 دی نذر سب اہتمام کر کے
 سی ڈالار بیت کا وہ جوڑا

دن بھر رہے اپنے کام میں سب
 آراستہ سقف و طاق و دیوان
 جھالے قندیل جھل جھل مردنگ
 رقصان وہ طائفے خوش آواز
 ناچی آکر وہ جس گھڑی گت
 سہرا جو دُھن کے گھر سے آیا
 دو لہا جب تک وہاں نہایا
 تیار ہوئی برات ساری
 لایا شکھال راجہ مہرا
 پنسین دیوڑھی پہ سب لگا کر
 بولی دروازے سے محلدار
 جینجین جا کر کہاریان جب
 ایک ایک پہ وہ غضب کا عالم
 ہر اک پائون سے لے کے تافرق
 وہ عطر کی بھینی بھینی بوباس
 ہر دل کو بلا وہ چوٹیاں تھیں
 چھلین آپس میں کرتی جاتیں
 چہرون پر بھولے پن سے نرمی
 حسن نکین و بال جی کا
 ایک اپنی بوا کو پوچھتی تھی
 اک کتنی کیتکی ادھر آ

ناگہ آئی برات کی شب
 محفل تھی کچھ محفل سلیمان
 طنبور رباب چنگ مرخنگ
 وہ تان ادبج وہ غمزہ و ناز
 ایک ایک کی ہو گئی بُری گت
 دو لہا کو نہانے کو بلایا
 خاصہ ایک ایک کو کھلایا
 تکی نو شاہ کی سواری
 ہر در پہ ہوا زنا نہ پھرا
 باہر ٹھہرے کسار آکر
 سب آئین سواریاں ہین تیار
 آنے لگیں پھر تو سمدھین سب
 وہ چال وہ گھنگروں کی جھم جھم
 دریا میں جواہرات کے غرق
 اسکے سایہ سے اُسکو دسواں
 کیا کیا سراٹھائے چھاتیان تھیں
 سسکی ہر بار بھرتی جاتیں
 شوخی سے مزاج میں وہ گرمی
 رخساروں سے رنگ صبح پھیکا
 ایک اپنی دو کو پوچھتی تھی
 گھنگرو والے چہرے اُٹھالا

اک کہتی تھی کوئی دوڑ جانا
 اک کہتی تھی جسد جاؤ لوگو
 اک کہتی کہ خاصہ دان لانا
 کچھ دیر غصہ من پکا رہو کر
 اٹھی ڈیوڑھی سے جو سواری
 جس وقت ہوئیں سواریاں سب
 بڑھ کر فرمان شاہ لایا
 ہاتھی پہلے چلا نشان کا
 آگے آگے تھے باجے والے
 ایک ایک وہ برق زرق پیش
 ہر تخت روان پہ جگمگاتا تھا
 طبلے پر تھاپ پڑ رہی تھی
 سونے کے پنجشاخے روشن
 نوبت کی ٹکورا کی طرف کو
 صدا ہا وہ لالٹینوں والے
 وہ کشتیاں جو کہ دل ڈلو دین
 وہ ماہی مراتب اور وہ سامان
 اسواری کا بعد از ان ہوا غل
 پہلے تو جلوس خاص شاہی
 بعد اُسکے اور دل کے دل تھے
 جلتا ہوا مشک و عود و عنبر

جلدی مراد دست پاک لانا
 کیا کرتے ہیں سب کو لاؤ لوگو
 اک کہتی کہارون کو بلاؤ
 بیٹھیں وہ سب سوار ہو کر
 ہمراہ تھی برق و شکاری
 پہونچی یہ خبر وزیر کو تب
 سامان برات کا بڑھایا
 بعد اُسکے سب جلوس دان کا
 بعد اُنکے سواروں کے رسالے
 باجے اُنکے وہ رشک ارغن
 پر یون کا ناچ ہو رہا تھا
 آواز ہوا سے لڑ رہی تھی
 مزدور ہزاروں مرد اور زن
 نقاروں کا شور اک طرف کو
 روشن جنگے دلوں کے لالے
 طوفان میں فوج کی خبر لین
 وہ باد بہاری اک طرف دان
 دن ہو گیا روشنی سے بالکل
 جوڑے پہنے خواص شاہی
 ہاتھوں میں لیے ہوئے کنول تھے
 خوشبو سے مشام جان بے طم

صفت بستہ چو بد ار صدم ہا
 مھوڑون پر افسران ممتاز
 ڈنکا ہوتا تھا ہر قدم پر
 اک اک ہاتھی دھن بنا تھا
 جھولین بھین گلشن نگارین
 یون بیاسہنے کو چلا وہ نوشاہ
 ہر لطف کلام مختصر کا
 وان شام سے تھی اک انٹاری
 ہر سمت کو اتنی روشنی تھی
 گلزار خلیل تھا وہ گلزار
 گلشن میں چو ترابنا تھا
 یا قوت کی بارگاہ تھی وہ
 سُتھری سُتھری زنانی محفل
 پر یان جیسپر بھڑک رہی تھیں
 محفل تھی رشک باغ شداد
 کوٹھون پہ بہت سی چڑھ گئی تھیں
 سب کستینیں سیر کو رہی تھیں
 اک کہتی تھی اے بوا سمن بر
 سُرخ سب راہ میں پڑی ہو
 یہ کہتی تھی وہ ابھی سمن سے
 ک بولی یہ کیا محفل میں ٹوٹا

ناظر نمکین عذار صدم ہا
 ایک ایک نقیب وہ خوش آواز
 شہنا کے سر اٹھاے تھے سر
 مستون کی طرح مجھو متا تھا
 حوضون میں حسن صنعت چین
 نکلے تارون میں جس طرح ماہ
 اب ذکر سُنو دھن کے گھر کا
 تیاری برات کی تھی ساری
 چارون طرف آگ سی لگی تھی
 اک ابردھوین کا تھا دھوان ہوا
 خیمہ اُسپر بھی اک تن تھا
 دو لھا کی نشنگاہ تھی وہ
 مردانی بزم کے مقابل
 حورین غرفون سے تک رہی تھیں
 حورین تھیں سب کی سب پر زاد
 کچھ غرفون سے بیٹھی جھانکتی تھیں
 ہتابی پہ چڑھ اتر رہی تھیں
 کیا روشنی ہو رہی ہی ہا ہر
 آتش بازی وہ سب گڑی ہو
 ناگاہ صدا جو آئی دن سے
 اک بولی کہ ناسپال چھوٹا

اک بولی کہ ایسی میری تھی
 اک بولی اسی برات آئی
 ہین ناکے پہ بیشمار توہین
 دیکھو یہ جلوس ہو بیان کا
 وہ تخت ہین اور وہ باجے ولے
 یہ کہ رہی تھی ابھی وہ دیباہ
 اک بولی کہ وہ کیا مزا ہو
 اک بولی اری انا رکیا ہین
 اک بولی کہ یہ نہ کام دیکھو
 اک زانو پہ بولی مار کرات
 اک بولی کہ دید و آگ اسکو
 دیکھا تو وہ بولی ہائے جانی
 مجمع دروازے پر بڑا ہو
 اک بولی کہ ہائے کیا سماں ہو
 اک بولی کہ حق نظر نہیں آہ
 دیکھے جو کوئی بُری نظر سے
 اک بولی کہ بس اٹھو نہ اری بی
 مرغوب ہو سب کو اچھی صورت
 اک بولی چلو بیان سے سر
 اب سیر ہو دان کی قابل دید
 آگے پیچھے قطار بانڈھی

یہ توپ چلی ہو داغے کی
 وہ بولی کہ جی برات آئی
 چلتی ہین بار بار توہین
 ہاتھی ہو وہ سامنے نشان کا
 یہ پلٹنیں سب ہین وہ رسالے
 آتش بازی چھٹی جو ناگاہ
 وہ دیو پری کو لے اڑا ہو
 آویزے کتنے خوشنما ہین
 سب ایک طرف قیام دیکھو
 کیا طرفہ ہو گلشن طلسمات
 سر ہین ادھر تو دیکھو
 آہو بچپن سوار یان زنائی
 ہاتھی دو لھا کا بھی کھڑا ہو
 اک بولی کہ کیا پری جو ان ہو
 شہم دکھتا تھا کتنے ہاشش آئند
 غارت ہو جائے آنکھ پھوٹے
 اتنوں میں کوئی نہیں نندیدی
 پر سچ ہو اپنی اپنی قسمت
 اب آئینا کوئی دم میں نونشاہ
 ہوئیگی دُھن کی مان کو اک عید
 اک اک چلی دانسے جیسے آندھی

خندان سرور شاہ آئین
 دکھا تو ہر سمدھنوں کا مجمع
 دو لہا بھی محفل میں آچکا ہر
 بیٹھی افسوس کر کے وہ گل
 پردہ ہوا قاضی صاحب آئے
 بولے وہ ڈھن کے پاس ہا کر
 اس گل سے تمہارا عقد پڑھ دوں
 قاضی نے کہا کہ لومبارک
 پا کر اس گلبدن کو راضی
 وان طرفہ سمان بندھا ہوا تھا
 گاتی تھی گیت یہ نرالا
 تا کہ اک چو بدار آیا
 کیا کہنا میان کچھا و جی واہ
 قاضی صاحب ہین لائے تشریف
 موقوف کرو یہ ناچ گانا
 القصد چگل کا ماہ اٹھا
 ایجاب و قبول جب ہوے وصل
 کچھ مہر میں بھی ہوئی نہ حجت
 پوری ہو مین شرع کی جو رسمیں
 دو لہا کا ہوا ڈھن پہ قابو
 اندر سے کشتیان جو آئین

گلشن میں برنگ باد آئین
 تصویروں سے پُر ہو وہ مرقع
 تل شکر کھا کے جا چکا ہر
 وان عقد کا دفعہ ہو اعل
 گانے والوں نے منہ تھوٹھائے
 دو لہا کے نام کو بتا کر
 سب کے کہنے سے اسنے کی ہون
 سب بولے یہ عقد ہو مبارک
 آئے محفل میں اٹھ کے قاضی
 اک رنڈی کا ناچ ہو رہا تھا
 ہر یا لابنا مرادون والا
 یوں ہاتھ اٹھا کے راگ لایا
 طبلہ نہ بس اب بجا و جی واہ
 نوشاہ بھی اب کرینگے تکلیف
 آپہو بجا عقد کا زمانا
 نوشاہ کو لے کے شاہ اٹھا
 صیفے پٹے عقد کے بلا فصل
 کی قاضی نے عقد پڑھ کے صحت
 دی جان اپنی پر اسے بس میں
 آنکھوں میں شہ کے آئے آنسو
 خلعت میں قاضیوں نے پائیں

فرصت ہوئی عقد سے جو ناگاہ
 بہنیں بنی سالیان طرہ دار
 ایوان جو اہرین میں آئین
 سب جا کے عروس کو بھی لائے
 میرا سنون نے جو گائے ٹوٹے
 بعد اسکے سرخ اک دُشالا
 اک جابیٹھے عروس و داماد
 سیارے سے قطب کا قرآن تھا
 نکلا اخلاص کا جو سورا
 یکجا جو مہر و مہ کو پایا
 حیران اک اک کے منہ کو تکتا
 جب ہو چکے ریت رسم سارے
 احرار لعل و رعدن مبارک
 جب پاہنی ڈومنی نے گائی
 شادی میں غم کا بھی سماں تھا
 ملنے لگے سب دُھن سے آکر
 اسواریاں در پر آگئیں کل
 دوٹھانے دُھن کو جب اٹھایا
 سارا وہی شب کا کروفر تھا
 تھی جادہ ککشان سے جو راہ
 وہ تارون کی چھاؤں وہ زمانا

بلوایا گیا محل میں نوشاہ
 آنجل ڈالے الگ سے اکبار
 نوشاہ کو شہ نشن میں لائیں
 بیٹھی مسند پر سر جھکائے
 ہنسیاں لگیں عورتوں میں ہوتے
 لا کر دوٹھا دُھن پہ ڈالا
 محبوب بنی بنا پر زار
 مصحف آئینہ درمیان تھا
 الفت کا ہوا یقین پورا
 حیرت میں آئینہ بھی آیا
 کچھ صورت حال کہ نہ سکتا
 ہنس کر مہمان یہ پکارے
 نوشاہ بنے دُھن مبارک
 ایک ایک کی آنکھ بھر بھرائی
 گہرام محل کے درمیان تھا
 روئے باہم گلے لگا کر
 رخصت کا اک بپا چو اغل
 آغوشِ تسمین ماہ آیا
 ہمراہ جیسے مختصر تھا
 نوشاہ دُھن کو بچلا بیاہ
 عالم بھی وقت بھی سہانا

دو دلہا کے ساتھ سب براتی
 بجھنے کے قریب مشعل ماہ
 غنچون کا نسیم سے وہ کھلتا
 کس شوق سے دیکھنے یہ سامان
 پہونچی وہ برات شہر میں جب
 یوں ایک نے ایک کو سنایا
 آپہونچیں سوار یاں جو در پر
 بکرا ہوا ذبح جس گھڑی دان
 دو دلہانے اٹھا لیا دُھن کو
 اک بارہ دری چل چمن میں
 دلبر کو اپنے بر میں لایا
 کی حمد بصد نیاز اُس نے
 شیرینی جو حسب رسم آئی
 اک بھائی دُھن کا تھا چا زاد
 جو بچے سے ذرا ظور کھا کر
 لیکر اُس ماہ کو بصد جاہ
 سند پچی جو تھی دُھن کی
 سمجھا پکے جبکہ خاص اور عام
 اٹھا آرام سے جو وہ گل
 انقب وہ ماہ مہر اندام
 پہونچے جب گلشنِ ارم میں

وہ روشنی جھلائی جاتی
 دُور شب وصل یا رکوتاہ
 وہ لطف وہ دونوں وقت ملنا
 آیا گردون پر مہر تابان
 کوٹھون پہ چڑھ آئے دیکھنے سب
 بیٹرا بیٹری کو سیاہ لایا
 اک دھوم ہوئی محل کے اندر
 ظاہر ہوئی صبح عید قربان
 تازہ سایہ گل ملا چمن کو
 اس طرح تھی جیسے جان تن میں
 لا کر سند پہ دان بٹھایا
 دامن پہ پڑھی تماز اُس نے
 دونوں نے بلکے کھیر کھائی
 لینے آیا وہ بادل شاد
 اٹھا وہ سب سے اذن پا کر
 منزل کی کہکشان سے لی راہ
 نکلت تھی سب اُس میں اُس کے تن کی
 دو دلہانے کیا دہن پہ آرام
 جو تھی جانے کا گھر میں تھا غل
 نکلاتا رون میں پھر سیر شام
 کچھ اور سامان تھا ایک دم میں

پہلے کٹنے سے چوتھی کھیلی
 ہلکے گو پھول سے ٹرتے تھے
 ڈرتھا کہ یہ پھول سے بدن ہیں
 کچھ ان پر غم نہان نہ گذرے
 ہاتھوں سے جب اُچٹ کے کرتے
 جب تک کھلوانی ڈومنی نے
 جو پھینکا وہی اُدھر سے آیا
 چوتھی کی جو وہ دُھن بنی تھی
 دل لوٹا تھا قسیر جہان کا
 بارے بہ ہزار امید واری
 لیسکر اپنی پری سلیمان
 گذری جس وقت دو پہر رات
 سونے کی بچی تھی اک مسہری
 چاہا پردے میں کام کیجے
 بولا یہ جما ہی لے کے وہ گل
 کیا بیٹھی ہوئی ہوا یمن فام
 یہ کیلے ہاتھ کو بڑھایا
 وہ دل کی طرح کنار میں تھی
 تدبیر کے ناخون سے اکبار
 عشق زجنون علم برافراشت
 تھی شکل مسدّت کی درج یا قوت

جو چوٹ چلی جگر پہلے لی
 نر مردہ غم سے سر بسر تھے
 نازک مانند یا سمن ہیں
 چوٹ اپنی کہیں گران نہ گذرے
 کرتے تو بدن سے ہٹ کے کرتے
 چوتھی کھیلی بنے بنی نے
 جو اپنے اُسے دیا وہ پایا
 زینت سب دن سے چو گئی تھی
 پر قفل سکوت تھا دہان کا
 رخصت ہونے کی آئی باری
 آیا عشرت محل میں شادان
 اُٹھیں وہ جو کہ آئی تھیں سات
 پردے جسکے تھے سب سنہری
 اس بت کو وہ ہیں یہ رام کیجے
 نیند آنکھوں میں بھر گئی ہر بالکل
 رات آئی بہت کرواب آرام
 مسند سے گود میں اُٹھایا
 پر اپنے نہ اختیار میں تھی
 کھولا فی الفور عقدہ کار
 مہراز سر گنج حسن برداشت
 داخل ہوئی برج دلو میں حوت

ظاہر ہوے سب نشان شیخون
 ابھر جب ڈوب کر شاندار
 کر کے خون حلال نکلا
 نیسان نے کیا صدف کو جب پر
 اک ہنستا تھا اک ہوا تھا خاموش
 سر فکر میں جھک گیا تھرکا
 آواز اک اک سنا سنا کے
 حمام قسم اُدھر سدھارا
 جب تیسرے روز وہ نہائی
 رفتہ رفتہ جو کم ہو اڈر
 آئی یہاں جب سپر آرا
 خاقان چگل کو پا کے مسرور
 تنہا ہی مراد زیر زادہ
 تاجہید جو ہی دزیر زادی
 فرمایا کہ اسکا پوچھنا کیا
 تاجہر بچے اور بھی جو ہیں چار
 انکو بھی بخشہ کر دو تم
 اچھا سا کوئی دیکھو اک دن
 لیکر سلطان کی رائے عالی
 سعد و یوسف حمید و بہمن
 تاجہید اور وہ سہیل و بیجاہ

دم میں ہوا فرش حسن گلگون
 موتی کیے وقت نے بچھا اور
 الماس گہر سے لال نکلا
 ہر قطرہ آب بنگیا دُر
 ہیشیار تھا ایک ایک بیہوش
 ناگاہ بجا گجر سحر کا
 آئے موقع سے وقت پاکے
 یان بھی بدلا وہ رنگ سارا
 چارون چالون کی نوبت آئی
 پھر تو دونوں تھے شیر و شکر
 گلشن جنگل ہوا وہ سارا
 اک دن یہ کیا قمر نے مذکور
 ہو اسکے بھی عقد کا ارادہ
 ہو اُسکی اسی کے ساتھ شادی
 بہتر نسب ہو جان بابا
 محروم پھر میں نہ وہ بھی زہار
 اک جشن پھر اب پنا کر دو تم
 پانچون کا عقد کر دو اک دن
 پھر جلد بناے جشن ڈالی
 زہرہ زنگس نسیم سوسن
 ان سب کا ایک دن ہوا بیجاہ

پانچون کے گشت دل ہری کی
 باہر نہ قدم رکھا کسی نے
 فرقت سے ہوا سہیل بیجاں
 دیدار قسمر بھی دیکھ لیجے
 پر دید قسمر کی رہ گئی ہر
 اس عید سے پڑ ملاں ہون مین
 ترے کے سے گیا تھا غسل کرنے
 تارون کو بے قسمر کے پایا
 کئے دیکھا جو دن کو ہوتا
 عاشور سہیل کو ہوئی عید
 ناشادہنو کے شاد پٹا
 ناہید سے ایک دن کیا ذکر
 پہونچی وہ منزل قسمر مین
 شہزادی سے سب کہا وہ جا کے
 آنکھیں چمکا کے پھر یہ بولی
 کر دو کچھ آنکھ سے اشارا
 تم بھی نہ سنو یہ کیا غضب ہر
 کچھ مین نے منع کر دیا ہر
 شہزادے کو منظر سہیل پایا
 پروانے کی طرح گردھر گر
 کیجے اب یہ غلام آزاد

خورشید نے ذرہ پروری کی
 گزرے اس طرح دو مہینے
 آئی جب عید ماہ شوال
 سوچا وہ کہ نذر چلے دیجے
 رویت تو ہلال کی ہوئی ہر
 کاہیدگی سے ہلال ہون مین
 وان عید منائی تھی مرنے
 دربار مین یاں سہیل آیا
 پہلی کو چاند چو دھو مین کا
 حاصل ہوئی جب نہ دولت دید
 اس روز تو نامرا دل پٹا
 تھی اسکو جو روز و شب ہی فکر
 اندھیر جہان ہوا قسمر مین
 ہنس ہنس کے اور چہا چہا کے
 نقش اپنا جما کے پھر یہ بولی
 شہزادے کو اذن دو خدا را
 بیچارہ سہیل جان بلب ہر
 وہ بولی بلایین خوف کی ہر
 جب حسب طلب سہیل آیا
 قدمون پہ برنگ اشک گر کر
 بولا اے سر و گلشن داد

وقت کا سامنا ہو ہر طور
 بیکار ہو پھر قیام میرا
 فرمایا کہ ہم نہ جائینگے کیا
 وقت آئیگے منتظر ہیں اے ماہ
 تم اپنے خسر سے لواجازت
 اس راے نے جب قرار پایا
 تا شیر مٹی جو بخت بد کی
 سلطان نے جو سب کہا یہ احوال
 دی چیز پر اختیار کیا ہی
 کچھ بس نہ چلا تو آخر کار
 رخصت کا جبکہ آیا ہنگام
 اک روئے لگی بلا میں لیکر
 جاہو پنجو خیر سے وطن کو
 کا ہے کو کبھی سفر کیا ہی
 جب در کی طرف قمر سہارا
 لڑکی کو جان ہو ہماری
 رکھنا میری جان خیال اسکا
 بولا یہ سُنکے وہ خوش اوقات
 وابستہ ہو سب کی جان انہی
 یہ سُنکے گری سپہر آرا
 دروازے تک ایک روئی آئی

کچھ کام بھی ظاہر انہیں اور
 اب یاں نہیں کوئی کام میرا
 یاں چھاؤنی کوئی چھائیگے کیا
 چلتے ہیں عنقریب والد
 ہم شہر سے طلب کریں رخصت
 ایک ایک اپنے محل میں آیا
 رخصت لینے میں جد و کد کی
 بولی یہ دو لہن کی مان خوش اقبال
 گر جبر کیا تو کیا مزا ہو
 سامان سفر کیا سب اکبار
 برپا ہوا اک محل میں کھرام
 اک کھنے لگی دعائیں دیکر
 سو نپا اند و نیچتیں کو
 بچی تری جان کا خدہ ہی
 بولی رو کر سپہر آرا
 پر اب تو کنیز ہی تھہری
 نازک دل ہی کمال اسکا
 کھنے کی آپ کے ہر یہ بات
 غافل نہیں میں اک آن انہی
 گھر سے نکلا وہ ماہ پارا
 ایک لشکون سے منہ کو دھوئی آئی

اک حسن کی پالکی بنی تھی
 سلطان کے قمر نے پائون چھو کر
 لونڈی باندی غلام نوکر
 خیمہ سرگاہ ہاتھی گھوڑے
 شاہانہ سارا کرد فر تھا
 گھوڑا جو اڑا قمر کا سن سے
 برباد ہوا وہ بلغ بالکل
 اب سنیے تذکرہ حلب کا
 جب سے اس فوج کی زبانی
 ناشادو بے نصیب مان باپ
 تھا شہر سیاہ پوش سارا
 گھر گھر ماتم تھا نوجوان کا
 تھی زیست ہراک کی بے حلاوت
 ہر روز تھا صبح و شام رونا
 تھا سب کو جو یہ یقین آیا
 سب رنج پہ رنج کھا رہے تھے
 سلطان کو خبر ہوئی یہ ناگاہ
 باچھین گئیں کھل کے تابنا گوش
 آنکھوں میں جا کے آگیا نور
 ناگاہ گرا قمر قدم پر
 دیکھا دونوں نے جب بہو کو

شہزادی اُسین آکے بیٹھی
 بس منہ کیا مڑ کے جانب در
 مال اسباب لاؤشکر
 پشیمینہ جو اہر اور توڑے
 اسپر کہ جہیز مختصر تھا
 نکلی اک اک کی جان تن سے
 لے نکلا بہار ساتھ وہ گل
 وان بھی ابتر تھا حال سب کا
 پہونچی تھی جو ان کی سُنانی
 مرنے کے تھے قریب مان باپ
 تھا دل کو ہراک نے اپنے مارا
 تھا صفت پر غیر حال مان کا
 برپا تھی روز اک قیامت
 برسوں سے تھا ناتمام رونا
 یوسف کو بھیڑیلے نے کھایا
 دن زندگی کے گنوار ہے تھے
 بیچے آیا حلب کا وہ ماہ
 چونکا غفلت سے آگیا ہوش
 جان آئی ہوے جو قلب مسرور
 اک شور ہوا محل کے اندر
 چو ما آنکھوں کو اُسکے رو کو

تھی دید تسر ہلال کی دید جب یوسف مصر عشق آیا اک آن میں تھا کچھ اور سامان سُنکر خبر و رو د یوسف انعام دیا کھلے خزانے مان باپ نے ایک دن بعد جاہ اُنکے جس طور سے پھرے دن بچھڑون کو اسی طرح ملا تو نامہ مرا خاتمے پر آیا	خالی کے چاند میں ہوئی عید اک اک کے عزیز دل بنایا اور واہ رے انقلاب دوران سب آئے عزیز بے تکلف بجو اے خوشی کے شادیاں حسرت نکلی کیا جو پھر بیاہ یار ب یوہن سب کے پھیر دے دن بر لا میرا بھی مدعا تو سجدے سے قلم نے سر اٹھایا
---	--

خاتمہ الطبع از جانب کارپردازان مطبع

بعد حمد و نعت سینہ نگاران ہجر محبوب کو مژدہ طرب افزا و رخو ہنسمندان نظم
مغروب کو نوید مسرت انشا کہ ان ایام بخت انضمام میں جمال گلوے عاشقان
آرام دہاے مشتاقان قصہ دلچسپ و پسند شائقین روکش نگار خانہ چین رشک
ماہ و مہر مہر سوم بد و فتر بحر مصنفہ ماہر سہمہ دان محسود امثال اقران خسرو اقلیم شعرون
سرور شاعران زمن صاحب طبع پر جوش جناب مرزا محمد عباس حسین صاحب مخلص
بہر جوش جنھون نے اس قصہ کو نہایت فصاحت سے نظم فرمایا رنگینی کلام پر ایک عالم کو
شید بنایا الحق کہ جو حضرات اس نظم کو چشم انصاف سے ملاحظہ فرمائیں گے انرا سیم کو بھول جائیں گے
بطور زخوب و قطع خوش اسلوب مطبع نامی گرامی جناب منشی نولکشور صاحب
سی سائی ائی مرحوم واقع لکھنؤ میں بہ اہتمام جناب بابو امر اولال صاحب متمم پر ٹینگ
ڈپارٹمنٹ شاہ اپیل شاہ اے بار اول بخت حضرت مصنف طبع ہو کر قبول خاص عام ہوا
اعلان حق تصنیف اس کتاب کا از جانب مصنف مدعی بحق نولکشور پریس محدود محفوظ

ناٹک محنت عالی - معرونی بہ گنگا بکاولی	مثنوی گلہ شہ معنی - درخت از حب علیا
حصہ اول مولفہ مولوی آہی بخش صاحبہ	مسدس کریمہ - از میان نظیر اکبر آبادی
قصہ ماہ رمضان - از عبدالصغار	بارہ ماسہ دین سنگھ از سید ماسٹر
قصہ قاضی چوپورہ حق و عقل کا امتحان -	اسکول صلیع بریلی -
قصہ حجہ	اندلسیچا امانت - و ماری لال اتھو
قصہ شیخ منصور - از شیخ منصور - از	بارہ ماسہ برہ باریس - از منشی کھیال
شیخ احمد مختص برسا -	بارہ ماسہ سند رکلی -
انوار سمیعی - اردو نظم میں کامل در دو جلد	مجموعہ بارہ ماسہ نے باب بنی مادھو
سنگاسن تیشی منگوم - از منشی کھن لال	خیر شاہ و مقصود -
گلزار ابراہیم - قصہ حضرت ابراہیم اہم -	مثنوی گلزار نسیم - مشہور نظم گل بکاولی -
چشمہ شیرین - قصہ شیرین و فرہاد -	مثنوی میر حسن دہلوی با تصویب -
جوگون نامہ - از میان باطن اکبر آبادی -	مثنوی یوسف زلیخا - از استاد دنگار -
ایجاد رنگین - حکایات نصائح از رنگین دہلوی	ایضاً منظوم از شاعر نازک خیال
مجموعہ چہ نامہ و بی نامہ وافیونی تا	منشی نند کشور -
از منشی بی رام -	شرح یوسف زلیخا جامی تصنیف
پدماوت اردو - ترجمہ از فارسی شعر بہ	علامہ شاہ جسکا ترجمہ مولانا ابوالحسن صاحب
ملک محمد جاسی -	فرید آبادی نے فرمایا -
پدماوت اردو - از عبرت و عشرت -	مثنوی خورشید روشن -
فسانہ عجائب منظوم - از منشی بھولا ناتھ	قصہ جات نظم
نظمین اردو -	قصہ سوداگر پچہ -
بدیہ الطائر - از مولوی ممتاز علی -	قصہ ماہی گیر -

قصه حاتم طائی منظوم -

قصه عابد و شیطان - موعظت آمیز

شیرین خسرو - با تصویر -

ایضا - بلا تصویر مطبوعه غیر -

بنجاره نامه - از نظیر اکبر آبادی -

لیلی مجنون - از میر تقی میر -

بهار دانش - اردو منظوم از پیش -

مجموعه قصه سپاهی زاده - شامل باره

(۱) قصه سپاهی زاده (۲) چهار باغ رنگین

(۳) قصه محمود شاه (۴) قصه سوداگر کجی

(۵) عاشق کا جنازه (۶) قاصد نامه

(۷) هنس نامه (۸) تند رستی نامه (۹)

دکتر شکوه نامه (۱۰) دولت نامه (۱۱)

بجوال نامه (۱۲) رنگین نامه -

شاهنامه - اردو با تصویر از منشی مجید

طلسه شایان - ترجمه داستان امیر حمزه

کبک کمانی - از آتشی بخش -

سر ایام تصویر غم - از منشی اشرف علی

قصه گفام - نظم مصنفه منشی ماهرورام

بلغ عاشق - قصه گل و صنوبر -

گلده شمع شجاعت - ترجمه اردو نظم سکندر

پری دری از مولوی غلام حیدر گوپاموی
سر ایام سری - از منشی ناصر علی -

کلیات و دوا دین

کلیات ظفر - از حضرت سراج الدین

ظفر بادشاه هر چهار جلد کامل دو جلد مین -

انتخاب کلیات ظفر -

کلیات مومن - از استاد سخن مومن خان دهلوی

دیوان ناسخ - استاد شیخ امام بخش ناسخ

کلیات آتش - استاد خواجہ حیدر علی آتش

کلیات نعت مجید - مولوی محمد علی

کلیات نظام - از نواب مراد علی خان

کلیات میر تقی سلیم شاگرد حضرت نسیم دهلوی -

کلیات میر تقی - استاد مسلم بخشوری

کلیات سودا - استاد مسلم مردود -

کلیات انشاء الامد خان شاعر نامی -

کلیات صنعت عجب صنعت -

دیوان شاعر تراب - کلام مشهور علامہ کاکوروی

کلیات نظیر اکبر آبادی -

دیوان غافل - از نور خان غافل -

دیوان ذوق - دهلوی استاد مردود

